SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, March 9, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty three minutes after ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الّذين قالوا ربّنا الله ثمّ استقاموا تتنزّل عليهم الملٰئكة الاّ

تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنّة التى كنتم توعدون O

نحن اَوْلِيٰئُوكم فى الحيوة الدّنيا و فى الاٰخرة ولكم فيها ما

تشتهى انفسكم و لكم فيها ما تدّعونO نزلاً مّن غفور رّحيم O

(سورۃ حٰم سجدہ ۳۰-۳۲)

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں اور وہاں جس نعمت کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہو گی۔ یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Question Hour. Question No.69, Habib Jalib Baloch sahib.

69. *Mr. Habib Jalib Baloch: Will the Minister For Communications be pleased to state:

(a) the funds allocated for Gwadar Fish Harbour Project in the Public Sector Development Programme 1998-99;

(b) the funds released for the Project during the current financial year; and

(c) whether the process of releasing funds for the siad project is slow, if so,its reasons?

Raja Nadir Pervaiz Khan: (a) The funds allocated for GFHP in PSDP 1988-99 are Rs. 40.000 million.

(b) So far, Rs. 18.000 million have been released for 1st and 2nd quarter of the budget allocation.

(c) Process of release of funds was slow till January, 1999 as only Rs. 1.5 million were released. The process of funds release is however satisfactory now.

Mr. Chairman: Supplementary question, Mr. Ilyas Bilour sahib.

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Sir, we do understand the honourable Minister which they have written that first half of the 1998 was economic restraint and all that. Can I ask the honourable Minister whether rest of the money out of the 40 million will be spent in this year or not?

کیونکہ اب تک 18 ملین دیئے ہیں باقی جو 40 ملین میں سے ہیں تو کیا وہ خرچ ہوجائیں گے یہ سال

ختم ہونے تک اور یہ project complete ہوجائے گا یا نہیں۔

Mr. Chairman: The Minister for Communication.

راجہ نادر پرویز خان: شکریہ جناب چیئرمین! جناب یہ جو project ہے، it is very important as far as the coast of the Gawader which is from Balochistan and we are very keen to complete this project. The only problem that is the funds. جناب جو total cost ہے estimate کی، جو revised cost ہے estimate کی that is 1,623 million۔ جس میں سے ابھی تک 1,449 million لگ چکا ہے اس پر in different stages. ابھی جو 80 ملین ہم کہہ رہے ہیں یہ 80 million is the part اس کا جو کہ 174 ملین جو بچتا ہے۔ تو اس میں سے 80 ملین ہم نے submit کیا ہے for the year 1998-99. لیکن جناب for the year 1997-98 اس وقت بھی 40 ملین رکھا گیا تھا۔ اس 40 ملین سے ہمیں جو پیسے ملے تھے that is only 26 million. اب بھی ہم نے جو رقم رکھی ہے 40 ملین کی اس میں سے صرف 18 ملین ہمیں ملے ہیں۔ جناب پچھلا بھی ابھی تک کم ہے۔ ہم نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ 174 ملین جو کل رقم ہماری بچتی ہے اس میں، we need desalinization plants, then we need the cold storage, اس میں دو پلانٹ رہتے ہیں۔ Distributor unit ہے، then commercial and administrative building ہے۔ جناب 174 ملین رہتا ہے جس میں سے حکومت نے ہمیں اس دفعہ 40 ملین allocate کیا تھا، جس میں سے 18 ملین ملا ہے۔ اور اس میں سے بھی پچھلے ستمبر میں ہمیں 1.5 millicn ملا تھا۔ اس دفعہ مارچ میں جناب we got 18 million. تو اس کے ساتھ کام شروع ہوا ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ if the Government give us complete money, we will be able to complete this project.

جناب چیئرمین: جی جناب بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب ایک بہت اہم سوال ہے اور اس کے توسط سے میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Gawader Sea Port کے لئے جو کہ ایک اہم پراجیکٹ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان کے لئے اہم ہے اور وہاں جو گوادر کا موٹر وے ہے، چونکہ دونوں متعلقہ وزیر یہاں پر موجود ہیں، تو یہاں جو لاہور ایئر پورٹ کے لئے 14 ارب روپے تو دے سکتے ہیں لیکن ایک دوسرا صوبہ بلوچستان ہے جو بہت اہم صوبہ ہے اور اس میں ایک پراجیکٹ

ہے جو کہ پورے ملک کے لئے بہت اہم ہے تو ان کے لئے آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ کب تک ان کو شروع کرنے کا پروگرام ہے۔

Mr. Chairman: Minister for Communication.

راجہ نادر پرویز خان: جناب آگے سوال آ رہے ہیں جن میں سڑکوں پر بھی billions of rupees ہم بلوچستان میں صرف کر رہے ہیں۔ جناب ایک پراجیکٹ ایک وقت میں مکمل نہیں ہوتا، وہ phases میں ہوتا ہے۔ جیسے اس گوادر پورٹ کا جو package- I جو کہ three ice plants coast پر جن پر کام ہوچکا ہے، اس پر تقریباً 80 ملین کا خرچہ آ رہا ہے۔ اس کے بعد جو package- II ہے اس میں باقی جو ice plants ، کیونکہ بغیر ice plants کے ، ان cold storage کے بغیر وہ گوادر پورٹ کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک کہ ice plants - cold storage complete نہیں ہوں گے آگے یہ نہیں چلے گی۔ جناب وہاں پر روزانہ جو مچھلی آتی ہے وہ تقریباً تین یا چار ٹن کی اوسط ہے ہماری۔ اس لئے Do you think that, sir, کہ ice plant یا cold storage complete نہیں ہوئے۔ حکومت سے جیسے ہی فنڈز آئیں گے انشاء اللہ یہ جو ice plants اور cold storage ہیں ہم complete کریں گے۔

جناب چیئرمین: جناب اکرم شاہ صاحب۔

جناب محمد اکرم شاہ: شکریہ جناب۔ جناب چیئرمین! گوادر fish harbour یقیناً ہمارے ملک کا ایک انتہائی اہم منصوبہ ہے اور ایک بہت بڑا source ہے۔ جناب چیئرمین! میں خود گوادر جا چکا ہوں اور وہاں پر جیسے وزیر موصوف نے خود بھی فرمایا کہ مچھیروں کے بہت زیادہ مسائل ہیں۔ وہاں پر ice plant نہیں ہے، کولڈ سٹوریج نہیں ہے۔ وہ مچھلیاں جو پکڑتے ہیں مجبوراً انہیں اونے پونے داموں بیچنی پڑتی ہیں کیونکہ سٹوریج کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے جیسے انہوں نے فرمایا کہ 1623 ملین روپے کا یہ پراجیکٹ ہے لیکن اس پر ہر سال جو پیسے مختص کئے جاتے ہیں وہ بھی پورے خرچ نہیں ہوتے۔ اس سے ایسے لگتا ہے کہ یہ منصوبہ شاید سالہا سال تک مکمل نہ ہوسکے۔ وہاں پر جو ہمارا اتنا بڑا source ہے اس سے ہم محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ وہاں کے جو مچھیرے ہیں ان کے بہت زیادہ مسائل ہیں۔ کولڈ سٹوریج نہیں ہے۔ کیونکہ ice plant نہیں ہے۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ آیا وہ کوشش کریں گے

کہ پراجیکٹ کے لئے allocationزیادہ ہو اور جتنی allocation ہو پھر اتنے پیسے اس سال کم از کم اس ترقیاتی سال کے دوران پورے مل جائیں تاکہ ہم اس منصوبے کی تکمیل کی امید کر سکیں۔

جناب چیئرمین : جی وزیر برائے مواصلات۔

راجہ نادر پرویز خان : جناب چیئرمین! اس دفعہ اس مالی سال میں ہمیں اٹھارہ ملین ملا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ جو باقی بائیس ملین ہے وہ بھی مل جائے تاکہ ہم اپنے on going منصوبے مکمل کر سکیں۔

جناب چیئرمین : جی جناب رفیق احمد شیخ صاحب۔

جناب رفیق احمد شیخ : کب تک یہ منصوبہ مکمل کرنے کا آپ کے ذہن میں خیال ہے - کیا یہ جو رقم رکھی جاتی ہے یہ صرف public کی consumption کے لئے ہوتی ہے عمل کے لئے نہیں ہوتی۔ will I justify to believe in that

راجہ نادر پرویز خان : نہیں جناب ہم نے گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ اگر حکومت ہمیں 170 ملین مختص کر دے - دے دے یا تاریخ بتا دے کہ کب تک دے گی تو we can give a date کہ کب تک یہ پراجیکٹ ہم مکمل کر لیں گے کیونکہ sir phases میں پیسے ملتے ہیں - ہم بھی اپنے projects کو in phases مکمل کرتے ہیں جیسے کہ projects are on going, the progress was slow لیکن جیسے میں نے ابھی سوالوں کا جواب دیا ہے کہ جتنے پیسے ملے تھے اتنا کام مکمل ہو چکا ہے باقی جب پیسے ملیں گے انشاء اللہ اس کو ہم speed up کریں گے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر 122 انور خان درانی صاحب۔

122. *Mr. Muhammad Anwar Khan Durrani: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the telephone cable has not been laid underground in village Kurzada Chirrin, Tehsil Gujar Khan, District Rawalpindi, if so, the reasons therefof; and

(b) the steps being taken to lay the said cable underground in the

said area?

Raja Nadir Pervaiz Khan: (a) Yes. The village Kurzada Chirrin, Tehsil Gujar Khan Distt. Rawalpindi could not be fed due to non-availability of spare capacity in the installed 200 lines digital exchange at Noor Dulal.

(b) The expansion by 400 lines in Noor Dulal exchange is proposed in the Investment Programme 1998-99.

The village Kurzada Chirrin, has been planned to be provided telephone facility as soon as the expansion programme is carried out.

جناب چیئرمین، جی supplementary question جناب رفیق احمد شیخ صاحب۔

جناب رفیق احمد شیخ ، جناب اس میں گزارش ہے کہ کب تک کیبل بچھانے کا کام مکمل ہو جائے گا؟

راجہ نادر پرویز، جناب یہ نور دلال جہاں پر ایکسچینج ہے وہاں پر دو سو لائنوں کی digital exchange تھی۔ اس کو اس سال 1999 میں annual development پروگرام میں لے آئے ہیں۔ اس کو دو سو سے چار سو لائن تک کر رہے ہیں۔ جب چار سو تک یہ لائن ہو جائے گی تو پھر اس گاؤں کو بھی کنکشن مل جائیں گے ۔ ابھی جناب دو سو کی لائن ہے اور دو سو کنکشن پورے ہیں۔ extension اس سال ہم کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ، جی تاج حیدر صاحب ۔

سید تاج حیدر ، جناب چیئرمین! اس سوال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ منوڑہ میں ہماری حکومت نے ایک ایکسچینج لگانے کا کام شروع کیا تھا ۔ equipment وہاں پر پہنچ گیا تھا۔ ان کی حکومت آتے ہی وہ کام روک دیا گیا۔

جناب چیئرمین ، ان کی حکومت، آپ کی حکومت کیا ہے، یہ بھی آپ کی حکومت ہے۔ یہ کیا بات کر رہے ہیں۔حکومت سب کی ہوتی ہے۔

سید تاج حیدر ، میں عرض کر رہا ہوں، میں ان کو مشورہ دے رہا ہوں۔ پھر یہ ہوا کہ

وہاں پر نیوی نے digital exchange لگائی اور پورے کنٹونمنٹ ایریا کو اس نیوی کی لائن کے ذریعے کنکشن ملے۔ ابدو سال سے سامان وہاں پر پڑا ہوا ہے اور اس کو زنگ لگ رہا ہے۔ میں علاقہ کے دورے پر تھا تو لوگوں نے مجھے کہا کہ صاحب کم از کم اس کو اٹھا ہی لیا جائے۔ وہ چار لائن کی ایکسچینج ہے جو کہ شاید آپ کو آرام سے مل جائے، سارا سامان وہاں پر پڑا ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر مواصلات۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب پہلا جو ان کا part of the question ہے اس سلسلے میں ہماری طرف سے کوئی ہدایات جاری نہیں ہوئیں کہ ان پراجیکٹس کو روک دیا جائے۔ جتنے پراجیکٹس ہیں اگر آپ next time کہیں تو میں ان projects کی تفصیل دینے کے لئے تیار ہوں جو کہ پچھلی حکومت نے، میرے جو بھائی ہیں ادھر بیٹھے ہوئے ہیں They were stopped and not a single penny was given on those projects ابھی جب 97ء سے ہماری حکومت آئی ہے تو ہم نے ان projects کو دوبارہ لیا ہے۔ جہاں تک یہ منوڑہ کی بات کر رہے ہیں میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے there are noinstructions ، اگر there is delay from any government official who is involved میں تاج حیدر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ان پراجیکٹس کو لیا جائے گا اور ان کے خلاف ہم انکوائری بھی کریں گے۔

Mr. Chairman: Thank you, any other question, no other question. Next Dr. Safdar Ali Abbasi 126.

126. ***Dr. Safar Ali Abbasi**: Will the Minister for Communications be pleased to state whether ther is any proposal under consideration of the Government to repair the part of the Indus National Highway which passes through village Waggans, Tehsil Warah,District Larkana?

Raja Nadir Pervaiz Khan: (a) Yes, is part of the road would be constructed under Phase-III of Indus Highway Project which is expected to start during 2000.

Mr. Chairman : Supplementary question?

جناب رفیق احمد شیخ، میں بہت مشکور ہوں جی کہ یہ دو ہزار میں اس کو مکمل کرنا چاہتے ہیں اگر دو ہزار سے کچھ اندر اندر ہی یہ مکمل ہو جائے تو ہم بہت ممنون ہونگے۔

جناب چیئرمین، شکریہ، جی وزیر مواصلات۔

راجہ نادر پرویز خان، جناب یہ انڈس ہائی وے پراجیکٹس 1265 کلومیٹر لمبے ہیں۔یہ تین phases میں تھا۔ دو ہم نے مکمل کر لئے ہیں ۔اب آپ اس سڑک پر چلیں گے this is a beautiful road اور جہاں جہاں پر یہ مکمل ہو چکی ہے اور جو ہمارے بھائی اس علاقے میں رہتے ہیں ۔ زاہد خان صاحب بھی سوال پوچھنے کے لئے تیار ہیں' میں ان کا جواب پہلے دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین ، نہیں پہلے سوال پوچھ لینے دیں۔ جی زاہد خان صاحب۔

جناب چیئرمین : جی زاہد خان صاحب سوال پوچھیں۔ نادر پرویز صاحب ان کی تصویر بھی تو ٹی وی پہ آنے دیں ناں آپ کیا کرتے ہیں۔

جناب محمد زاہد خان : شکریہ' جناب چیئرمین صاحب ! میں honourable Minister صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ project کب تک complete کرنا تھا اور within that period کیوں complete نہیں کیا گیا اور اس کے بعد جو اس پہ escalation آپ دیں گے ۔ یعنی پہلے جس ریٹ پہ آپ نے یہ ٹھیکہ دیا تھا اب جو مکمل ہو رہا ہے تو اس پہ escalation آپ کتنا دیں گے ۔ کیا یہ قومی خزانے کو نقصان نہیں ہے؟

Mr. Chairman: Minister for Communication.

راجہ نادر پرویز خان ، جناب میں نے پہلے بھی کہا کہ یہ project 1265 kilometers لمبا ہے۔ جس میں سے 750 kilometers complete ہو چکا ہے۔ انہوں نے بالکل بجا کہا ہے کہ escalation ہو گی۔ جناب ۱۴ بلین ہم اس پہ خرچ کر رہے ہیں۔ جیسے فنڈز ملیں گے ۔ انشاء اللہ these all phases بھی in the year 2000 میں مکمل کریں گے۔لیکن ہمارے لئے یہ بہت اہم منصوبہ ہے ۔ کل جناب میں گیا ہوا تھا on M-5 جو کہ ہم dual carriage بھی بنا رہے ہیں۔ جسے پرانی جی ٹی روڈ کہتے ہیں۔یہاں پہ motorway M-1 project ہے۔ اسی طرح جناب

میں سارے areas میں جانے کی کوشش کرتا ہوں تا کہ خود جا کے دیکھوں۔ یہ جناب physically ہمارے لئے بہت اہم منصوبہ ہے ۔ لیکن جتنی روڈ complete ہوئی ہے ۔ میں اپنے بھائیوں سے request کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ اس پہ سفر کریں گے ' even in Balochistan میرے بلوچستان کے بھائی یہاں موجود ہیں' جو سڑک ہمارے contractors نے complete کی ہے۔ and I can assure you sir کہ جو روڈ complete ہوئی ہے ۔ they will get a pleasure in travelling on those roads اور جتنا حصہ رہتا ہے we want to complete it according to the international standard شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: جی زاہد خان صاحب۔

جناب محمد زاہد خان: جی میں نے پوچھا کہ اس روڈ کے complete کرنے کا جو عرصہ تھا وہ ختم ہو چکا ہے ۔ وہ کب ختم ہو چکا ہے۔ مجھے انہوں نے یہ نہیں بتایا۔ دوسرا آپ نے ذکر کیا جی ٹی روڈ کا' جھیلاٹ ۔نوشہرہ کا۔ جھیلاٹ ۔ نوشہرہ روڈ کا بھی بتائیں کہ وہ کس سنہ میں complete ہونا تھا اور اسے اب تک کیوں complete نہیں کیا گیا۔ اس پہ کتنا وقت waste ہو گیا ہے اور اس کے بدلے اب آپ جو escalation دیں گے وہ کتنا ہو گا۔ پہلے والی قیمت سے یہ تین گنا زیادہ آپ دیں گے تب جا کے یہ complete ہو گا تو آپ وقت بتائیں کہ کس سے کس سنہ تک آپ نے یہ روڈ complete کرنا تھا؟

Mr. Chairman: Minister for Communications.

راجہ نادر پرویز خان: جناب میں نے کل جھیلاٹ سے نوشہرہ تک visit کیا ہے ۔ انشاء اللہ ایک سیکشن by June 1999 ہم پورا کھول دیں گے dual carriage کو۔ ہماری جناب ساتھ میں یہ بھی کوشش ہے کہ جب ہم dual carriage بنا رہے ہیں یعنی ایک سڑک تو ہم بنا رہے ہیں جس کا ہم نے contract دیا ہے۔ لیکن جو دوسری سڑک ہے that is in a bad shape ہم اس کی بھی ساتھ ساتھ maintenance کر رہے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ وہ بھی ہم BOT basis پہ کسی contractor کو دے دیں ۔ جناب جو delay ہو رہی ہے وہ ایک bridge کی وجہ سے ہو رہی ہے on the Indus River ۔ باقی from Khairabad to Noshera جناب انشاء اللہ جون تک complete ہو جائے گی ۔ the other problem which we are facing کہ نوشہرہ میں

ہمارے بھائی ولی داد خان صاحب جو ایم این اے ہیں اس علاقے کے، نوشہرہ کا بائی پاس رہتا ہے۔ اس پہ ابھی گورنمنٹ نے فیصلہ نہیں کیا۔ کیونکہ بائی پاس کے لئے ہم نے land acquire کر لی ہے۔ اب we want کہ گورنمنٹ decision دے دے کہ بائی پاس پہلے بنائیں اس کے بعد نوشہرہ جی ٹی روڈ یا dual carriage way کو complete کریں۔ لیکن جو dual carriage way نوشہرہ کے اندر سے گزرے گی in times to come وہاں بائی پاس ہمیں بنانا پڑے گا۔ گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ جتنے اہم شہر ہیں ہم ان میں بائی پاس دے رہے ہیں تا کہ جو major traffic ہے یا heavy traffic ہے وہ شہر کے باہر سے گزرے نہ کہ شہر کے اندر سے گزرے ۔جیسے ابھی نوشہرہ میں روڈ بلاک ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی انور کمال مروت صاحب۔

جناب انور کمال خان مروت: جناب چیئرمین صاحب! نوشہرہ اور خیرآباد کی dual carriage way کے متعلق میں نے پہلے بھی ان سے سوال کیا تھا اور last time تقریباً کوئی چھ سات مہینے پہلے محترم وزیر صاحب نے یہی کہا تھا کہ تقریباً ہم دسمبر تک complete کر لیں گے۔ اب ہم نے تو صبح شام اسی راستے پہ آنا جانا ہو تا ہے اور جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ نوشہرہ اور خیرآباد کے درمیان، یہ تو بائی پاس کی بات کر رہے ہیں لیکن جو نوشہرہ اور خیرآباد کے درمیان کا حصہ ہے اس پہ ماسوائے ایک پل جس پہ اگر مجھے کہیں یاد پڑ رہا ہے، اس پہ بھی اتنا slow process ہو رہا ہے کہ میرا اپنا یہ اندازہ ہے کہ شاید ہی اس financial year میں وہ مکمل ہو۔ financial year تو آپ کا خیر جون تک ہے ۔ میرے خیال میں دسمبر ۹۹ تک بھی وہ complete نہیں کر سکیں گے۔ باقی جو روڈ ہے وہ تو، میں کل بھی اسی راستے سے آیا ہوں اور ہر روز، صبح شام اسی راستے سے ہم آتے ہیں۔ وہاں پہ کوئی کام ہی شروع نہیں ہوا تو یہ جون جولائی تک کیسے complete ہو گا؟

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر مواصلات۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب میں عرض کرتا ہوں ۔ میں اپنے بھائی سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے ہماری حکومت آئی ہے۔ آپ نے یہ دیکھا ہو گا Sir this was in a very bad shape کام اس کا بالکل رکا ہوا تھا ۔اس پہ بالکل ایک پیسے کا کام نہیں ہو رہا تھا۔ جب سے یہ

حکومت آئی ہے اس پہ کام شروع ہو گیاہے۔ ہم ساتھ ساتھ maintenance بھی کر رہے ہیں۔
اگر میرے بھائی کل سفر کر کے آئے ہیں تو میں بھی دو تین دفعہ اس سڑک سے گزرا ہوں۔
actually sir the delay was
due to the Chinese Contractor جنہوں نے contract لیا تھا۔ جناب ہم نے چائنیز گورنمنٹ
سے protest کیا اور یہاں جو Chinese Ambassador ہیں ان سے بھی ہم نے protest
lodge کی۔ انہوں نے پوری Chinese team واپس بھیج دی۔ اس کے بدلے میں نئی Chinese
team آئی ہے، ابھی کوئی ایک مہینہ ہوا ہے، اس ٹیم نے نئے contractor کو contract دیا ہے۔
یہ ٹیم سچل contractors ہیں جن کا تعلق سندھ سے ہے۔ انہوں نےاس project کو لیا ہے اور
ایک مہینے کے اندر آپ محسوس کریں گے کہ اس پہ کام ہو رہا ہے۔ اور Inshallah by June,
1999 ہم اس کا ایک فیز مکمل کرلیں گے، باقی جو دوسرا فیز ہے، اس کو ہمیں اگلے سال دسمبر تک
مکمل کرنا ہے، لیکن اس کو بھی ہم انشاء اللہ مئی یا جون تک مکمل کرلیں گے۔

جناب چیئرمین: جی قاضی محمد انور صاحب۔

قاضی محمد انور: جناب والا! جیسے کہ ابھی انور کمال نے بھی کہا ہے کہ وہاں پر کوئی
visible کام نہیں ہو رہا ہے، انہوں نے contract ضرور change کئے ہوں گے، Minister has
been travelling to that road yesterday even, he was shown on TV. We are asking
him that if there is any area کہ جہاں پر کام شروع ہوا ہو، right from Noshehra upto
Khairabad, can he pin point any place کہ جہاں انہوں نے دوبارہ کام شروع کیا ہو یا
contractor کی کوئی activity ہو، کوئی visible activity ہو، کوئی کام ہو رہا ہو between
Noshehra - Khairabad, any place جہاں پہ کام ہو رہا ہو، تو میں کل آیا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے مواصلات۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب والا! میں چکلالہ سے نوشہرہ تک کی بات کر رہا ہوں۔
this is what we have started وہاں پہ کام شروع ہے، کل میں physically دیکھ کر آیا ہوں۔
لیکن خیر آباد سے نوشہرہ تک کے بارے میں صحیح فرما رہے ہیں، میں کل باقاعدہ میٹنگ کر کے
progress check کر کے آیا ہوں کہ visibly within 30 days, they will see کہ خیرآباد سے

نوشہرہ تک ان پر کام شروع ہو جائے گا' وہ کام دیئے ہوئے ہیں۔ جناب اب نظر آئیں گے۔ کام بھی نظر آئے گا' ٹھیکیدار بھی نظر آئے گا' میں بھی نظر آؤں گا۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ کام نظر نہیں آ رہا ہے' جی جناب جاوید اقبال عباسی۔

حاجی جاوید اقبال عباسی: جناب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر موصوف نے خود بتایا ہے کہ وہ اکثر جگہوں پر خود visit بھی کرتے ہیں اور خود check بھی کرتے ہیں' اور یہ بہت اچھی بات ہے۔ لیکن ایک دو مسائل ایسے ہیں کہ جب غیرملکی کمپنیوں کو یہ ٹینڈر ایشو کرتے ہیں اور ان کو ٹھیکے مل جاتے ہیں' آیا ان کی ٹینڈر پالیسی میں کوئی ایسی شق بھی ہے کہ جو پاکستانی dummy ٹھیکیدار ہیں وہ ٹھیکہ لے لیتے ہیں اور کام کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ اس کے بارے میں یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں۔ دوسرا میں یہاں پر یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب سے یہ وزیر موصوف راجہ نادر پرویز صاحب آئے ہیں تو کام کی progress بہت تیز ہوئی ہے' لیکن بارڑیاں ' ایبٹ آباد روڈ پر FWO والوں کے حوالے سے جو کام ہو رہا ہے'میں ان سے گذارش کروں گا کہ کام کی progress تو ٹھیک ہے' لیکن آج کل بارش کے دنوں میں CnW والے بھی لینڈ سلائیڈنگ کے دوران کام بند کر دیتے ہیں' نہ ہی سڑک کو FWO والے کھولتے ہیں۔ اکثر مسافر ' خصوصاً عورتیں اور بچے پیدل چلتے ہیں' اس کے بارے میں یہ ہدایات جاری کریں کہ جب سڑک پر کام نہ ہو رہا ہو اور لینڈ سلائیڈنگ ہو' تو وہاں جو فرم کام کر رہی ہے FWO ہمارے فوجی بھائی اس سڑک کو open رکھیں تا کہ لوگوں کو آنے جانے میں مشکلات پیش نہ آئیں' یہ بہت ہی ضروری مسئلہ ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں ان کی progress اچھی ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے مواصلات۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب والا! پہلا سوال یہ تھا۔۔

جناب چیئرمین: پہلا سوال تھا کہ آپ اچھا کر رہے ہیں۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب I am grateful to him ' ہم اپنے بھائیوں سے بھی اس قسم کی توقع رکھتے ہیں۔ جناب آپ نے foreign contractors کا کام بھی دیکھا ہو گا' M-3 فیصل آباد سے پنڈی بھٹیاں اور M-9 حیدرآباد سے کراچی تک جو موٹر وے ہے BOT basis پر ہم نے پہلی دفعہ دیا ہے اور یہ کنسورشیم ہے' پاکستانی کمپنیاں اس کو لے رہی ہیں اور ہم اس کو

کر رہے ہیں تا کہ گورنمنٹ کو پیسہ خرچ نہ کرنا پڑے، foreign exchange اس میں involve نہ ہو اور BOT basis پر جو ہمارے local contractors ہیں وہ معیاری کام دیں اور ہمیں امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ باقی بھی جو projects ہیں وہ بھی ہم اسی لائن کے اوپر کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہماری جو پہلی preference ہوتی ہے وہ BOT basis پر ہوتی ہے، جو کہ contractors بناتے ہیں اور اپنا پیسہ وہ اگلے پندرہ بیس یا پچیس سال کے اندر وہ ٹول ٹیکس کے ذریعے recover کرتے ہیں۔ لیکن میرے بھائی نے باڑیاں روڈ کی بات کی this project with FWO جیسے کہ میں نے کل کہا کہ کام رک جاتا ہے جب بارشیں ہو جاتی ہیں، جیسے کہ آج کل بارشیں ہو رہی ہیں اور hilly mountainous areas میں جب land slides آ جاتی ہیں، اس کی وجہ سے یہ سڑک روک دیتے ہیں یا کام روک دیتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا تو میں FWO کو instructions pass کروں گا تو سول ٹریفک کے لئے ان کو انشاء اللہ پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: اور یہ بڑے عرصہ سے چل رہا ہے باڑیاں والا کام، یہ ختم نہیں ہو رہا ہے۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب یہ علاقے کے نمائندے ہیں، I will like to go with him in that area.

جناب چیئرمین: جی الیاس بلور صاحب۔

جناب الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! بڑی خوشی ہے کہ راجہ صاحب خود تشریف لے جاتے ہیں، ہم تو کئی بار صبح آتے ہیں، شام کو جاتے ہیں الحمد اللہ۔ لیکن جو حسن ابدال سے روڈ کا برا حشر ہے، اٹک سے اس پار تک انہوں نے شاید دیکھا ہو گا کہ ہمارا تو ستیاناس ہو جاتا ہے اس روڈ پر۔ اور جتنے بھی ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں mostly اللہ تعالیٰ رحم کرے لوگوں کی زندگیوں پر، اس روڈ پہ ہوتے ہیں۔ پھر بھی اس سڑک پر کبھی کام شروع ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میرے بھائی قاضی انور صاحب نے اور انور کما ل صاحب نے کہا ہے کہ کام کی visibility بالکل نہیں ہے لیکن اگر اللہ کرے کہ ایک مہینے کے اندر کچھ کام visible ہو جائے تو زیادہ اچھی بات ہے ورنہ نظر کچھ نہیں آتا۔ اورحسن ابدال والے راستے کے بارے کبھی ہم پہ مہربانی کریں کیونکہ ہمارا تو کام یہاں سے آنا اور جانا ہی ہے۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب انشاء اللہ جون تک آپ کو پہلی فیز double carriage way پہ لے کے جائیں گے۔ کل I have visited the bridge جو کہ برہان کے پاس overhead bridge ہے، اس کی construction شروع ہے، اسی کمپنی نے take over کیا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ان projects کو speed up کیا جائے۔ صرف فنڈ کی کمی کا مسئلہ ہے and for the past three years there is no work done on that. I went physically in the area اسی کو چیک کرنے کے لیے اور پراجیکٹ N-5 ہے including Hassan Abdal upto Noshehra اور Kharian to Rawalpindi۔ ان پروجیکٹس کی ماہانہ رپورٹ مجھے مل رہی ہے۔ I am visiting the area physically and personally , myself to see the progress ابھی میں Contractors سے بھی مل کے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے جی آپ ہمیں ساٹھ دن کا موقع دیں you come back after sixty days and you will see the progress because نیا Contractor آ گیا ہے ۔ Chinese کو سارا پروجیکٹ sublet کر دیا گیا ہے۔ اس لیے کچھ تاخیر ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین: حاجی گل صاحب۔

حاجی گل آفریدی: شکریہ جناب چیئرمین! وزیر صاحب سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام آباد سے پشاور تک بڑا اہم روڈ ہے اور یہ میرا خیال ہے دن رات لگا کے مکمل ہونا چاہئیے کیونکہ لاہور یا پنجاب کا کوئی بھی روڈ نو مہینے میں تیار ہو جاتا ہے بمعہ پلوں کے ۔ اور جو ڈبل روڈ ہے اس پہ کچھ دن پہلے کنکریٹ ڈالا تھا جس کے بعد تھوڑا بہت روڈ چلتا تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ ایک سنگل سڑک پر دو طرفہ ٹریفک جا رہی ہے کبھی اس طرف کبھی اس طرف اس طرح ایکسیڈنٹ کا خطرہ ہے۔ تو وزیر صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کو دنوں میں کر سکتے ہیں، سڑک پہ کنکریٹ پڑا ہوا ہے وہ اٹھا کے اور دوسرا آپ کے وسائل موجود ہیں جلدی سے ان کو بنا دیا جائے۔ جو روڈ نہیں بنے ہیں وہ بھی مہینوں میں بن سکتے ہیں اگر بنانا چاہیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر مواصلات۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب ہمارے بھائی فرما رہے ہیں۔ ہماری کوشش یہی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے جو تین سال کام رکا رہا ہے اس کی وجہ سے delay ہو گیا۔ پھر

جو Chinese Contractors تھے they were slow in their performance تیسرا جو انہوں نے کہا ہے I can assure that انشاء اللہ کہ dual carriage way سے خیر آباد تک اور اٹک تک ہم ان کو دے جائیں گے۔

ہماری کوشش یہ ہے کہ ہر پانچ کلو میٹر کا dual carriage بنا دیا جائے پھر اگلے پانچ کلو میٹر کا لے لیا جائے۔ اسی طرح we will complete second phase also ۔ اور جہاں تک maintenance کا تعلق ہے کل بھی میں instructions دے کے آیا ہوں ۔ حسن ابدال سے آگے تک سڑک کی حالت خراب ہے۔ کسی جگہ پہ Contractors نے سڑک پر مٹی ڈال کر بند کر دیا ہے and I have issued the instructions کہ وہ کھولیں let the traffic go on that road,that is one. Second thing is ۔ ٹریفک میں جہاں diversion ہے وہاں ایکسیڈنٹ کو کنٹرول کرنے کے لیے باقاعدہ marking لگائی جائے، بورڈز لگائے جائیں، اشارے دیے جائیں تا کہ حادثات سے بچا جا سکے۔ کل میں نے ہدایات دی ہیں انشاء اللہ جلد ہی اس پر عمل شروع ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ Next Question 129, Anwar Kamal Marwat Sahib ۔

129 . *Mr . Anwar Kamal Khan Marwat: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the number fo licences issued for Amateur/Ham radios for the year, 1997& 1998 indicating also the names and addresses of licences;

(b) the number of applications submitted for these licences for the said years; and

(c) the number of the said applications rejected and the reasons for rejection?

Raja Nadir Pervaiz Khan· (a) Two Ameteur/Ham Radio licences were issued during the year 1997 & 1998 to:-

1. Dr. Khalid Hussain village Hajiwala, District Gujrat.

2. MR. Aftab Ahmad Sheikh, New Garden Town, Lahore.

(b) Applications received during 1998 & 1997 were eleven & twenty respectively.

(b) Out of 11 applications received during 1997, nine were rejected due to non-recommendation by the Ministry of Interior.

Mr. Chairman : Supplementary question?

جناب انور کمال خان مروت : ان سے میں نے immature radio licences کے بارے میں پوچھا ہے ۔ ایک تو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ 1997-98 میں تقریباً گیارہ اور بیس درخواستیں ان کو ملی ہیں گو کہ یہ گیارہ اور بیس نہیں ہیں سینکڑوں درخواستیں لوگ دیتے ہیں لیکن بہرکیف وہ کم یا زیادہ بھی ہو سکتی ہیں۔ وزیر صاحب یہ بتائیں کہ کسی درخواست کو رد یا قبول کرنے کے لیے کیا criteria ہوتا ہے؟

Mr. Chairman: Minister for Communications.

راجہ نادر پرویز خان : This is a high frequency جو ٹرانسمیشن ہوتی ہے جس کو ۲۳ سے لے کر ۲۲ میگا واٹ تک جیسے کہ ریڈیو کے چینل ہوتے ہیں اس کے بھی ہوتے ہیں This is sort of a walki talki آپ آپس میں بات کر سکتے ہیں۔ یہ اتنے زیادہ عام نہیں ہیں پاکستان میں لیکن جب یہ درخواست آتی ہے تو اس کو Ministry of Interior کو آگے بھیج دیتے ہیں۔ وزارت داخلہ جیسے ہی clear کرتی ہے through the Home Ministry صوبے کی تو اس کے بعد لائسنس issue کیے جاتے ہیں اور جب تک وزارت clear نہ کرے ہم لائسنس نہیں دے سکتے۔ ہماری صرف یہ problem ہے۔ اگر مروت صاحب کا کسی کے متعلق کوئی question specific ہے تو میں جناب جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ مروت صاحب یہ Ham کا is something short. What is a meant by HAM,

جناب انور کمال خان مروت ۔ یہ 40 metres, اور 80 metres, bands کے radios ہوتے ہیں جس کو wireless set کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین- نہیں what I am asking کہ یہ جو لفظ ہے Ham, it is a word itmself یا کسی چیز کا مخفف ہے' یہ کیا ہے-

Mr. Anwar Kamal Khan Marwat: Ham, I believe is abbreviation جس کا میں I do not know, what does Ham mean?-

Mr. Chairman: May be High frequency Amateur something.

Mr. Anwar Kamal Khan Marwat: But certainly this is an abbreviation اس کا ہے جی- اس میں یہ ہے کہ اس وقت بھی پاکستان میں' انہوں نے کہا ہے کہ یہ عام نہیں ہے' یہ بہت زیادہ عام ہے- اس میں ان کی ایک society ہے جس کو PARS کہتے ہیں Pakistan Amateur Society ,it is all over the country, PARS کی کراچی سے لے کر پشاور تک اس کی اپنی ایک society ہے جو کہ بڑے اچھے طریقے سے آپس میں' it is a good activity, it is a good hobby جو کہ لوگ پشاور سے کراچی تک آپس میں باتیں کرتے ہیں' I am also member of that PARS and I am President of the FARS, FARS جو ہے Frontier Amateur Radio Society ہے- گورنمنٹ کو چاہئیے کہ اس کو encourage کرے throughout the world, I mean , you can talk to America, you can talk to Germany, you can talk to any corner of the world- جہاں پر بھی آپ بات کرنا چاہتے ہیں certainly you can اور ظاہر ہے کہ اس میں ان کی وہ defence point of view سے کچھ reservations ہونی چاہیئں' ضرور ہونی چاہیئں لیکن otherwise یہ اتنی innocent سی activity ہے کہ Minister صاحب کو چاہیئے کہ اس کو زیادہ encourage کریں- میں نے ان سے صرف خالی criteria کے بارے میں پوچھا تھا کہ کیا qualifications ہونی چاہیئں for an applicant to apply and get a license for the Amateur Radio-

جناب چیئرمین- جی وزیر برائے مواصلات-

راجہ نادر پرویز خان- جناب اس کے لئے ہمارے پاس criteria یہ ہے کہ ہم پچاس روپیہ فیس لیتے ہیں اور تیس دن کے اندر اس کو study کر کے' ہم آگے Ministery of

Interior کو بھیج دیتے ہیں - Sir, there is nothing strong objection , reservation ,as far as, only in the case of defence service is concerned اور یہ channels جو ہیں ' جناب میں نے پہلے بھی کہا تھا تین سے لے کر تیس تک یہ high frequency ہیں اس پہ یہ کام کرتا ہے اور انہوں نے جیسے کہا ہے کہ Society بنی ہوئی ہے - I can take up the case with Ministry of Interior, bascically sir, وہی اس کی clearance دیتے ہیں جیسے ہی ہم recommendation بھیجتے ہیں وہ اپنے level پہ through Intelligence Agencies اس کی clearance دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ ویسے حکومت کے اپنے طریقے ہیں جس آدمی نے اسے misuse کرنا ہے وہ licence تھوڑی لے گا۔

Raja Nadir Pervaiz Khan: Sir, the procedure is there that we have to study the case,

then we send the papers recommended, duely recommended to the Ministry of Interior ایک مہینے کے بعد وہ ہمیں clearance دیتے ہیں۔

Mr. Chairman: Is it a pass time of the people?

اس میں کیا۔ جی any other question, no other question. Next No. 130 انور کمال مروت صاحب۔

130. * Mr. Anwar Kamal Khan Marwat: Will the Minister for Communications be pleased to refer to the Senate starred question 137 replied on 2nd September, 1998 and state whether it is a fact that tenders have not been so far called for the construciton of Kohat tunnel?

Raja Nadir Pervaiz Khan: No . The tenders have already been called and opened for construction of Kohat Tunnel Project.

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے۔

جناب انور کمال خان مروت - یہ I am repeating this question . Last time, I
had also asked the Minister concerned regarding the Kohat tunnel اور یہ جناب والا!
کوہاٹ tunnel کی اپنی ایک importance ہے۔ میں بار بار یہ سوال اس لئے پوچھنا چاہتا ہوں کہ
یہ Indus Highway right from Peshawar to Karachi اور یہ ایک مقصد کے تحت بنائی گئی
تھی یہ پہلے ایک carriage road تھی جوکہ dual carriage سے پھر یہ single carriage بنا دی
گئی ہے۔ اب یہ کوہاٹ tunnel کے بارے میں، انہوں last time بھی یہ assurance دی تھی
کہ کوہاٹ tunnel پر already کام شروع ہو جائے گا لیکن اس میں ابھی تک کام شروع نہیں
ہوا۔ جب تک کوہاٹ tunnel پر کام شروع نہیں ہو گا اور یہ آپ نے کوتل کا راستہ دیکھا ہو گا
وہاں پر heavy گاڑیاں وہ کسی صورت پر آپ کے Indus Highway پر نہیں آ سکتیں اور وہ
اکثر obstruct کرتی ہیں، کوتل پر یہ گاڑیاں کھڑی ہو جاتی ہیں اور پشاور، ڈی آئی خان، کوہاٹ اور
بنوں کی جتنی بھی traffic ہے، یہ تقریباً ہفتے میں دو تین دن گھنٹوں گھنٹوں تک jam رہتی
ہے تو کیا Minister صاحب بتائیں گے کہ یہ کونسی کمپنی ہے جوکہ کام کر رہی ہے اور کب
تک یہ کام شروع کرے گی۔

Mr. Chairman: Minister for Communications.

راجہ نادر پرویز خان۔ جناب میرے بھائی نے پہلے سوال کیا تھا کہ آپ نے tenders
نہیں بلائے اور آپ شاید کوہاٹ tunnel پر کام نہیں کرنا چاہتے۔ جناب ہم نے tenders بلائے، پانچ
international کمپنیوں نے اس میں حصہ لیا۔ جناب جن میں سے تین نے اس پر tenders بھرے
اور دیئے اور closing date October, last year تھی اور اس میں ابھی جو tenders کھولے گئے
ہیں جو سب سے کم کمپنی ہے that is Japanese Company تائسی جس نے 5.05 billion کا یہ
project دیا ہے جس میں کوہاٹ tunnel, the Northern side جو road ہے sir,and Southern
side road جو کہ 7.8 kilometre Northern side درہ side کی ہے اور 20. something
kilometres from the Kohat city۔ جناب یہ ہم نے دو roads ساتھ اس لئے اپانک کئے ہیں تاکہ
جو traffic ہے درہ کی طرف سے and کوہاٹ شہر کی طرف سے وہ کوہاٹ tunnel پر آجائے گی۔

Kohat tunnel is a very important project as far as we are concerned on the Indus

Highway sir. اور اس پروجیکٹ کو complete کرنے کے لئے جب کوہاٹ ٹنل شروع ہوگی تو اس کو مکمل کرنے کے لئے تقریباً چار سال لگیں گے۔ غیر ملکی کمپنی نے ٹینڈرز دے دیئے ہیں۔ The process is on sir, and Insha Allah we will take up this project very soon.

سید مسعود کوثر۔ جناب والا! میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کوہاٹ ٹنل کی اہمیت پر بات کی ہے ۔ ہمیں خوشی ہوتی ہے جب حکومت کی طرف سے کوئی assurance آ جائے ۔ اگر آپ وزیر صاحب کے پچھلے بیانات کو دیکھیں تو ان بیانات میں جو گرمجوشی تھی اب یہ گرمجوشی کم ہوگئی ہے اور بدقسمتی سے یوں لگتا ہے کہ کوہاٹ ٹنل کو شروع کرنے کا موجودہ حکومت کا کوئی ارادہ نہیں ہے ۔ جناب والا! پچھلے دو سال سے prequalification کا مسئلہ ہوا ، tenders کا مسئلہ ہوا ، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دو سال کے عرصے میں بات اتنی لمبی کیوں ہوگئی ہے ۔ کبھی ہمیں کہا گیا کہ دسمبر میں وزیر اعظم صاحب اس کی اوپننگ کریں گے ، اب کہتے ہیں کہ جنوری میں کریں گے ، پھر کہا کہ فروری میں کریں گے۔ دسمبر، جنوری ، فروری سب گزر گئے ۔ یوں لگتا ہے کہ حکومت کی ترجیحات مختلف ہیں ۔ انہوں نے تمام فنڈز موٹر وے پر divert کئے ہوئے ہیں اور صوبہ سرحد اور خاص طور پر پسماندہ علاقوں میں حکومت کا کوئی انٹرسٹ ہی نہیں ہے کہ ان میں کام ہو یا نہ ہو ۔ میں یہ کہوں گا کہ پچھلے سوالات اور ان کے جوابات نکالیں ۔ مجھے تو یہ لگتا ہے کہ اس ایوان کا breach of privilege ہوا ہے کہ جو بیانات وزیر صاحب نے کوہاٹ ٹنل کے متعلق ابھی تک دیئے ہیں ان پر سنجیدگی سے کوئی کام نہیں ہو رہا ۔ مصیبت یہ ہے کہ جو پی آئی اے کے وزیر صاحب ہیں وہ by air travel کرتے ہیں اور جو communications کے وزیر ہیں وہ by road travel کرتے ہیں ، تو نہ ان کو جہاز کا پتہ ہے نہ ان کو سڑکوں کا پتہ ہے ۔ جناب والا! دو تین دن پہلے میں کوہاٹ گیا ۔ وہاں پر تمام سیاسی پارٹیوں کے کارکنوں نے بھوک ہڑتالی کیمپ لگائے ہوئے تھے ۔ کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا اور ان کو اندازہ نہیں ہے جس طرح کہ مروت صاحب نے کہا کیونکہ ہمارا تو home district ہے ، ہمیں ہر دوسرے دن پشاور سے وہاں آنا جانا پڑتا ہے ۔ وہاں پر جو لمبے لمبے ٹینکرز ہیں یہ کراچی سے پشاور اسی راستے سے آتے ہیں اور ٹریفک گھنٹوں بند رہتی ہے ۔ کتنے ہی لوگ مر جاتے ہیں ۔ ان لوگوں کو تو اس چیز کا احساس ہی نہیں ہے کہ کوئی مرے یا جیے ۔ میں ایک categorical statement چاہتا ہوں وزیر صاحب سے کہ وہ

ہمیں تاریخ بتائیں کہ کس تاریخ سے یہ کام شروع ہو رہا ہے۔

راجہ نادر پرویز خان۔ جناب والا! میرے بھائی نے کافی لمبی چوڑی تقریر کر دی۔ سوال میں وہ تاریخ مانگ رہے ہیں۔ I wish he had asked me this thing earlier. پہلے انہوں نے کہا کہ جی میں جہاز پر جاتا ہوں۔ جناب I can assure him کہ maximum time I travel by road.

جناب چیئرمین۔ آپ کی گاڑی جہاز کی طرح چلتی ہے، کہتے ہیں کہ آپ بہت تیز چلاتے ہیں۔

راجہ نادر پرویز خان۔ مجبوری ہو تو تب by air travel کرتا ہوں۔ ابھی last Sunday, I visited Kohat. مسعود کوثر صاحب جانتے ہیں۔ انشاء اللہ we will give a definite date. وزیر اعظم صاحب اس کا افتتاح خود کریں گے، جون اور جولائی کی تاریخ ہوگی۔ یہ بات میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔ پچھلا سوال بھی میرے پاس ہے۔ گرمجوشی آج بھی ہے، sincerity آج بھی ہے، خلوص آج بھی ہے and not only on one project but on every project. Not only motor way sir, موٹر وے کو اہمیت دی ہوتی تو I would not have gone to M-5. I would not have gone to M-55, I would not have gone to M-25. وہاں جا کر physically دیکھ کر نہ آتے ان پروجیکٹس کو۔ جناب والا! تمام پروجیکٹس ہمارے لئے اہمیت رکھتے ہیں۔ ان پروجیکٹس کو شروع کرنے میں restraints فنڈز کی کمی ہے otherwise, as far as we are concerned, we want to complete the projects of every province. ہمارے لئے ہر صوبہ اتنی ہی اہمیت رکھتا ہے جتنی کہ کوئی اور صوبہ۔

سید مسعود کوثر۔ جناب والا! فنڈز کی کمی کہاں ہے۔ یہ تو Japanese sponsored programme ہے۔ 80 per cent Japanese funds پچھلے دس سال سے ان کے پاس پڑے ہوئے ہیں اور صرف بیس فی صد اپنی حکومت نے لگانے ہیں۔ یہ بیس فی صد بھی موٹر وے میں لگا دیئے ہیں۔ میں آپ کے سامنے بڑی ذمہ داری سے یہ بات کرتا ہوں کہ یہ جو فنڈز کی بات ہے کہ ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں تو ان کے پاس definitely funds ہیں کیونکہ جاپانی حکومت سے contract کافی عرصے پہلے ہوا ہے۔

راجہ نادر پرویز خان: جناب جو funding agencies ہیں، we have to adopt

some procedure, اس کی feasibility report تیار کی جاتی ہے۔ یہ جو ٹنل کا کام تھا not
only on Indus Highway اس کے ساتھ دو approach roads بھی بنے ہیں۔ ایک ٹنل ۸ کلو
میٹر ہے اور دوسری ۲۴ کلو میٹرز ہے۔ Sir, those approach roads have been included in the
new project. اور اس project کی including tunnels, the price is 5.05 billion rupees.

Mr. Chairman: Nisar Khan Sahib.

جناب نثار محمد خان: شکریہ جناب چیئرمین! یہ اچھی بات ہے کہ کوہاٹ ٹنل کی
ضرورت کا احساس تو ہے لیکن میں آپ کے ذریعے ایک تجویز پیش کروں گا کہ اس کی
designing ایسی ہو کہ جب ہماری گورنمنٹ کے پاس پیسے ہوں تو اس سڑک کے ساتھ ساتھ
railway پٹڑی بھی بچھائی جا سکے کیونکہ آئندہ اگر ریل کی پٹڑی کی ضرورت ہو تو ایسا نہ ہو کہ
دوبارہ دوسری ٹنل بنانی پڑے۔

راجہ نادر پرویز خان: Sir, اس ٹنل کی جو width ہے that is 8.3 meters
اور میرے بھائی ریلوے وزیر رہ چکے ہیں۔ Tourism میں تھے if I am not wrong. Sir, I
don't know. ریلوے کے بارے میں اس پر ابھی تک ہم نے کوئی assessment نہیں کی اور
نہ یہ under consideration ہے۔ لیکن اس کی ہم نے جو چوڑائی رکھی ہے that is 8.3
meters.

جناب چیئرمین: یہ تجویز اچھی ہے ۔ دیکھیں ناں' اسلام آباد کا Stadium بنا ہے ' سنا ہے
یہاں کرکٹ نہیں ہو سکتی۔ تھوڑا سا اسے چھوٹا کر دیا ہے۔ تجویز پر غور کر لیں' may be in years
to come it is useful.

جناب نثار محمد خان: جی میں یہ وضاحت کروں گا کہ میرے پاس جب ریلوے کی
وزارت تھی تو میں نے یہی تجویز دی تھی ۔ اس لئے میں دوبارہ وزیر صاحب سے بھی کہہ رہا ہوں۔

Mr. Chairman: Zahid Khan Sahib.

جناب محمد زاہد خان: جناب میں نے وزیر صاحب سے پہلے بھی سوال کیا' اس کا
جواب نہیں ملا۔ یہ توجہ سے اس کا جواب دیں۔ میں نے ان سے پوچھا تھا انڈس ہائی وے جبلات

نوشہرہ روڈ اور کوہاٹ ٹنل کا آپ نے کس کمپنی کو contract award کیا ہے اور اس کی completion کا duration period کیا ہے؟ اور جو آپ دو projects پہلے دے چکے تھے ان کا completion period کیا تھا، کب ختم ہوا ہے۔ اس کے بعد آپ نے extension کس capacity میں اور کیوں دیا ہے؟ کیونکہ اس سے rates میں بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ اگر آج دس روپے ایک بوری سیمنٹ کا ریٹ ہے تو کل یہ سو روپے ہو جاتا ہے۔ تو پھر ٹھیکیدار مجبور ہو جاتا ہے کیونکہ contract میں یہ ہوتا ہے کہ کام جتنا بھی delay ہوگا آپ کو اس کی payment کرنی ہوگی۔ تو ایک تو ٹھیکیدار کی غلطی ہوتی ہے اور ایک آپ کے funds کی وجہ سے تاخیر ہوتی ہے۔ تو آپ کے funds کی وجہ سے ان دونوں projects میں آپ کی contract کی غلطیاں ہیں۔ تو ان غلطیوں کی آپ نے اس کو کیا سزا دی ہے۔

Mr. Chairman: Minister for Communications.

Raja Nadir Pervaiz Khan: Sir, Jablot-Noshehra is a different project N5 کے اوپر جسے ہم جی ٹی روڈ کہتے ہیں۔ Indus Highway دوسرا پراجیکٹ ہے جو کوٹری سے شروع ہوتا ہے اور via DG Khan جا کے ملتا ہے پشاور سے via Kohat, Kohat Tunnel کا میں نے ابھی ذکر کیا۔ میرے بھائی کوثر صاحب ناراض ہو گئے، مجھے افسوس ہے اس چیز کا۔ اگرچہ میں نے ان کو کوئی ایسا جواب نہیں دیا جس پر وہ ناراض ہوں۔ دوسرا انہوں نے N5 کا کہا۔ جناب، میں نے پہلے بھی عرض کی تھی، یہ delay ہوا تھا۔ This project was with the Chinese Contractor. اور Chinese Team کو change کیا گیا تھا۔ اس کے بعد نئے Chinese Contractors لے کر آئے ہیں۔ ان کو sub-contract کیا ہے۔ میں نے ان کا نام بھی بتا دیا تھا۔ Sachel contractors.

Mr. Chairman: Are Sachel Chinese?

Raja Nadir Pervaiz Khan: No, sir, no. They are working under the Chinese. They are from Sindh.

Mr. Chairman: Yes Zahid Khan Sahib.

جناب محمد زاہد خان، جناب، میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اس کو complete کرنے کا tenure کیا تھا، وہ بتائیں اور اس کے بعد آپ نے اس کی extension کس capacity میں دی اور کیوں دی؟ آپ بتائیں ناں، کیا آپ کے پاس funds نہیں تھے یا آپ نے کسی وجہ سے اس کو extension دی اور اس کی وجہ سے آپ نے قومی خزانے کو کیا نقصان پہنچایا۔ سوال سادہ ہے جی۔

Raja Nadir Pervaiz Khan: Sir,

ہماری طرف سے کوئی delay نہیں تھی۔ For the past three years i.e. 1993-96 اس دوران اس پر کوئی کام نہیں ہو سکا۔ Not only on this section even from Kharian to Rawalpindi جو NLC کے پاس تھی------ That is one thing. Second thing is کہ یہ پروجیکٹ جب ہم نے شروع کیا تو اس کی maintenance کے لئے ہم نے فنڈز ریلیز کئے۔ The Chinese team was changed جو کہ اس پر حقیقت میں کام نہیں کر رہی تھی۔ NHA was not satisfied تو اس کے بعد جب چائنیز ٹیم تبدیل ہو گئی تو دوبارہ اس کمپنی کو رابطہ کیا گیا that was the SACHEL. انہوں نے ایک مہینہ پہلے کنٹریکٹ لیا ہے and they have not taken up the machinery, they have taken up their workers on the road physically اور اس پر کام شروع ہے and within two months we will definitely give you progress on the ground. اور جو انہوں نے پہلے فیز کا کہا ہے that we 'Insha Allah' will be completing by June i.e. dual carriage اور اگلا جو فیز ہے that will go in the next year.

جناب چیئرمین۔ حاجی گل آفریدی صاحب۔

حاجی گل آفریدی۔ جناب چیئرمین، منسٹر صاحب سے یہ سوال اس لئے پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ میرا وہی علاقہ اور ایریا ہے۔ جیسا کہ نیشنل ہائی وے اسلام آباد سے پشاور تک کی بات ہو رہی تھی، اسی طرح پشاور سے کوہاٹ تک بھی نیشنل ہائی وے ہے اور بہت اہم روڈ ہے۔ اور اس میں ایک tunnel کا مسئلہ ہے۔ یہ کئی سالوں سے التواء میں پڑا ہوا ہے کہ افتتاح کون کرے، وہ مسعود کوثر نے کہہ دیا۔ یہ افتتاح جو ڈبل روڈ پشاور سے شروع ہوا ہے تو کیا کوہاٹ ٹنل کا افتتاح ہمارے قبائلی ایریا سے ہو گا یا سیٹلڈ ایریا سے ہو گا؟

دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جون ' جولائی کا بتایا ہے تو کیا یہ حتمی بات ہے' کیونکہ وہاں کے بہت سے غریب لوگ ان پہاڑوں سے گر کر ختم ہوگئے ہیں - درہ آدم خیل روڈ کا دس کلومیٹر کا حصہ کچا ہے تو اس کو اب تک کیوں نہیں بنایا جارہا ہے ' اس کا جواب دیا جائے؟

جناب چیئرمین- جی یہ tunnel کا افتتاح ادھر سے ہوگا یا ادھر سے ہوگا - یہ بڑا اہم سوال ہے -

Raja Nadir Pervaiz Khan: Sir, I welcome Haji Gul Sahib

وہ میرے بھائی ہیں- I am sorry اگر ان کو کوئی شکایت ہوئی ہے - جناب انہوں نے دو باتیں کی ہیں کہ ٹنل کا افتتاح ادھر سے ہوگا یا ادھر سے ہوگا - جناب ایک طرف ہمارے ایم این اے پراچہ صاحب ہیں اور دوسری طرف ہمارے یہ بھائی سینیٹر ہیں - جس کا زور ہوگا---

جناب چیئرمین- درمیان سے نہیں ہو سکتا؟

حاجی گل آفریدی- سیاسی بات کر دی ہے - مجھے تو پتہ تھا - منسٹر صاحب نے بتا دیا - پشاور سے ڈبل روڈ ہے - اس کو سیاسی نہ بنائیں -

Raja Nadir Pervaiz Khan: If the Senator is more forceful and powerful, we will take the Prime Minister to his side sir, and if the MNA is more powerful and forceful, we will take the Prime Minister to his side.

یہ آپس میں فیصلہ کرلیں - میں ان پر چھوڑتا ہوں ' جدھر سے کہیں گے ہم کریں گے -

جناب چیئرمین- نہیں درمیان سے کروا دیں-

حاجی گل آفریدی- چیئرمین صاحب ' فتح جنگ سے سڑک شروع کریں - اگر ڈبل روڈ ادھر سے بنائیں------

(مداخلت)

جناب چیئرمین- یا اوپر سے ہوسکتا ہے یا درمیان سے -

راجہ نادر پرویز خان- جناب دونوں ہمارے بھائی ہیں - جہاں بتائیں گے وہیں سے

کر دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال فاٹا والوں نے آپ کے لئے بہت بڑا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ اب آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ اوپر سے کروائیں یا درمیان سے کروائیں۔

حاجی گل آفریدی۔ جناب ہمارے قبائل وزیر اعظم کے منتظر ہیں۔ وزیر اعظم اگر ویسے دورہ نہیں کرتے تو کم از کم ٹنل کی وجہ سے دورہ کرلیں۔ اچھا ہوگا اگر ہمارے قبائل کو کچھ مراعات بھی دے دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ اچھا جی۔

راجہ نادر پرویز خان۔ مسعود کوثر صاحب موجود ہیں۔ جناب! ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ کام کہاں سے شروع ہونا چاہئیے۔

جناب چیئرمین۔ جی تاج حیدر چوہدری مختار صاحب آگئے ہیں۔ ایک ٹنل کا افتتاح ہونا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس طرف سے افتتاح ہوگا یا اس طرف سے، تو کوئی حل نکالیں۔ یہ ایک مسئلہ ہے۔ یہی مسئلہ آپ کو بھی پیش آ سکتا ہے کہ گیس کا افتتاح ادھر سے کرنا ہے یا ادھر سے کرنا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب تاج حیدر۔ جناب عالی، یہ باعث اطمینان بات ہے کہ سندھ کی ایک کمپنی جس کا نام سچل ہے، اس کو یہ کنٹریکٹ دیا گیا ہے۔ سچل سائیں کوئی اڑھائی سو سال پرانے صوفی شاعر ہیں۔ خیرپور کے قریب درازہ شریف میں مزار مبارک ہے۔ ہفت زبان شاعر ہیں۔ سات زبانوں میں آپ نے شاعری کی ہے بشمول اردو کے۔ اور ہمارے سندھ میں کہاوت اور شہرت ہے کہ" سچل سارو سچ" کہ Sachel is the whole truth. اور مجھے پورا یقین ہے کہ منسٹر صاحب اس طریقے سے اس کام کی نگرانی کریں گے کہ سندھ میں جو یہ کہاوت ہے وہ درست ثابت ہوگی اور اس میں جھوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین۔ کیوں جی درست ثابت ہوگی، راجہ نادر پرویز صاحب۔

راجہ نادر پرویز خان۔ انشاء اللہ جناب This company is of a very good repute اور پہلا سوال میرے بھائی نے کہا کہ دس کلو میٹر جو ہے درہ کے اندر جس پہ کام نہیں

ہوا۔ جناب یہ 3 اسی phase کے اندر included ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو complete کریں گے۔

جناب چیئرمین - اچھا جی - next question - جی - نہیں جی you staged a walk out on this question you can't ask again. نہیں نہیں you staged a walk out on this question. No. 131 جی حبیب جالب بلوچ صاحب۔

131. * **Mr. Habib Jalib Baloch**: Will the Minister for Communications be pleased to refer to starred questions No. 73 and 80-B replied in the Senate on 28th January, 1999 and to state:

(a) the reasons for including the widening of 2 Km road in Lakpass area with a cost of Rs. 80 million in Kalat-Quetta road (N-25) improvement project;

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to use these 80 million rupees for Lakpass Tunnel Project; and

(c) whether the Government has contacted Korean Government or M /S. Daewoo of Korea for the required grant for Lakpass Tunnel Project?

Raja Nadir Pervaiz Khan: (a) The NHA has designed the improvement of the whole length of section of N-25 between Quetta and Kalat including the 2 . Km. length near Lakpass. As such the improvement of this section in Lakpass area was also included in the project.

(b) there is no proposal under consideration by government to spend Rs. 80 million for Lakpass Tunnel Project. This is the estimated cost of the 2 Km improvement/widening of road in the mountainous area of Lakpass.

(c) No the Government has not contacted Korean Government or Daewoo for grant for construction of Lakpass Tunnel.

The Korean Government did give a grant for Feasibility Study and design of the Tunnel.

جناب چیئرمین - ضمنی سوال جی -

جناب اکرم شاہ خان - جناب چیئرمین ! نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی سڑکوں کی جتنی length ہے اس کا 43% ہمارے صوبے میں ہے صوبہ بلوچستان - اور وہ دو سڑکیں اس میں ایسی ہیں جو کہ انٹرنیشنل ہائی ویز ہیں - ایک کراچی کوئٹہ نوشکی دالبندین ایران ترکی کے لئے RCD شاہراہ جس کو ہم کہتے ہیں - اور دوسری جناب ہماری ہائی وے جو ہے وہ کراچی کوئٹہ اور کوئٹہ چمن ' افغانستان سنٹرل ایشیاء - تو نیشنل ہائی وے کی ٹوٹل جو length ہے اس کا 43% ہمارے صوبے میں ہے - لیکن بدقسمتی یہ ہے جناب کہ پچھلے سال میں 98-97 میں NHA کا فنڈ 13000 ملین روپے یا 13 ارب روپے ہے - جس میں سے ہمارے صوبے کو 43% کو جناب صرف 30 کروڑ روپے ' 300 ملین روپے جو کہ 2% بھی نہیں بنتے ہیں ' ملے ہیں جناب - اور وہ بھی مجھے جناب معلوم نہیں کہ بعد میں دیے گئے یا نہیں دیے گئے ہیں - اس مرتبہ بھی گو کہ پیسے کچھ زیادہ رکھے گئے ہیں - لیکن یہ معلوم نہیں کہ اب تک کتنے ان کو دیے جا چکے ہیں - تو جناب چیئرمین ! میری گزارش یہ ہے کہ اس صوبے میں جہاں NHA کا 43% ٹوٹل length ہو سڑکوں کی اس میں سے دو انٹرنیشنل شاہراہیں ہوں ایک ہے RCD شاہراہ ایران ترکی کے لئے ' اور دوسری جو ہے ہماری افغانستان اور سنٹرل ایشیا ، کے لئے - 43% length سڑکوں کی اس کو فنڈز کے صرف 2% ملتے ہیں - تو میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ آیا وہ اس کو ذرا منصفانہ بنائیں گے کہ جہاں پر 43% سڑکوں کی length ہے لیکن allocation of funds صرف 2% ہے - جناب ایک سوال اور بھی ہے - دوسری میری گزارش یہ ہے - ایک تو یہ ہے اس پر فنڈز کی تقسیم کو ذرا منصفانہ بنائیں -

جناب چیئرمین - ویسے اگلے سوال میں ہی حبیب جالب بلوچ صاحب نے کہا ہوا ہے کہ length is 32.91% تو آپ کا کچھ تضاد آ رہا ہے -

جناب اکرم شاہ خان - میں جناب اس کمیٹی کا ممبر بھی رہا ہوں - اس وقت شاید اور شامل کر لیے گئے ہوں اس کے بعد میری معلومات ذرا پرانی ہے اس وقت 43% تھا جناب - تو

ایک میرا سوال یہ ہے وزیر موصوف سے کہ آیا اس فنڈز کی تقسیم کو ذرا منصفانہ بنائیں گے؟
دوسرا سوال میرا یہ ہے جناب کہ اس سال جو allocation ہوئی ہے ہمارے صوبے کو فنڈ کی کتنا فنڈ اب تک ان کو مل چکا ہے۔ اور جو باقی فنڈ رہتا ہے ۔وہ کب تک ان کو دیا جائے گا۔ تیسرا یہ ہے جناب کہ۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین ۔ دو سوالوں کا جواب آنے دیں ناں۔ اس طرح confuse ہو جاتے ہیں جواب آنے دیں پھر آگے آئیں گے ۔ جی منسٹر فار کمیونیکیشنز ۔جی بلیز شاہ صاحب بیٹھیں ۔ وزیر برائے مواصلات۔

راجہ نادر پرویز خان۔ جناب ایک سوال میں دو تین سوال کر دیے ہیں بنیادی طور پہ یہ جو سوال اس طرح کے ہیں 131 یہ لکپاس کے متعلق ہیں جناب۔ I have physically visited this area خود گیا تھا چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ۔جناب یہ لکپاس کے مسائل ہیں۔ یہ لکپاس N-25 کے اوپر ہے جناب N-25 سے جب کراچی سے چلتے ہیں تھرو کوئٹہ اور قلات اور چمن یہ آگے سڑک جاتی ہے جناب ۔تو یہ ہمارے لئے بڑی اہم سڑک ہے ۔ یہ افغانستان سے بھی ملاتی ہے اور رشین سٹیٹس کے ساتھ بھی یہ سڑک بعد میں ملائے گی ۔اور کراچی تک یہ ایک اور متبادل روڈ ہو گا besides the Motorway ۔ جناب لکپاس میں جو پرابلم ہے ۔ وہ steep ہے وہاں پر اور جو بڑی بھاری گاڑیاں ہیں وہ نہیں چڑھ سکتیں At time tractor کے ساتھ ان کو push کر کے یا pull کرکے ان کو اوپر تک لے جانا پڑتا ہے ۔ اورخصوصاً جب سردیوں کا موسم آتا ہے ۔جب برف پڑ جاتی ہے ۔تو وہاں It becomes more slippery and becomes more dangerous. جناب اس روڈ پر N-25 کے اوپر جو کہ حصوں میں ہے ہم نے کئی حصوں میں کام کر لیا ہے اور worth of Sohrab Road that is 160 kms جناب وہ دو ارب سے World Bank کے فنڈز سے complete ہوئی ہے۔ دوسرا سیکشن جو ہے جناب Sohrab - Qallat 75 kms, 800 million سے بنی یہ complete ہو گئی ہے جناب ۔تیسرا اتل بیلا جو ہے جناب 69 Kms ہے یہ under construction ہے 860 million روپے سے یہ سڑک بن رہی ہے ۔ باقی جناب وزیراعظم صاحب پچھلے اکتوبر میں گئے تھے انہوں نے 2 Billion کی announcement کی تھی یہ دو projects جناب جو کہ under take NHA نے N-25 and N-30 میں کئے ہیں۔ اس کے

علاوہ جو تین اور projects انہوں نے دیئے ہیں جس پر دو ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے۔جیسے ہی ہمیں وہ پیسے ملیں گے تو بلوچستان کے علاقے میں کام شروع کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئٹہ سے کراچی ایک عام شاہراہ ہے اور اس میں ہمارے رابطے کا ایک ہی راستہ کوئٹہ کراچی کو link کرتا ہے۔ تو اس کے لئے جو کہ لکپاس ہے وہاں لوگ بہت پریشان ہیں ' وہاں ٹریفک جام ہو جاتی ہے اور وہاں پر ہر روز ایکسیڈینٹ بھی ہوتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ کشادہ نہیں ہے۔ وہاں پر Tunnel Project کے لئے باقاعدہ آپ نے' لوگوں نے دیکھا کہ اس کا design کیا گیا ہے۔ یہ ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں رابطے کے لئے پورے دوکلومیٹر کا فاصلہ ہے ۔ آپ مجھے fix date بتائیں کہ اس کو آپ کب شروع کریں گے اس کے لئے اتنی بڑی رقم کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہم 51,50 سال سے اسی designing پر چل رہے ہیں اور یہ designing کب مکمل کریں گے اور اس پر عمل درآمد کب کرائیں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی وزیر مواصلات۔

راجہ نادر پرویز خان۔ جناب جو سڑکیں ہم نے بنائی ہیں مجھے یقین ہے کہ ان پر انہوں نے سفر کیاہو گا اور مجھے یقین ہے کہ ان کو خوشی ہو گی ان سڑکوں پر کہ جو کہ NHA نے بنائی ہیں۔ جہاں تک لکپاسکا تعلق ہے' ان کی شکایت ہے اور ان کی جو reservations ہیں وہ بالکل بجا ہیں۔ جناب ہم N-25 کو جو لکپاس کے through کوئٹہ اورچمن تک جاتی ہے اس کو wideبھی کر رہے ہیں' اس کو repair بھی کر رہے ہیں اور اس کی carpetting بھی کر رہے ہیں and we will bring it to the national standard۔ اس کی 7.3 meter چوڑائی کر رہے ہیں۔ جناب وہ جو دو کلومیٹر کا فاصلہ ہے جس میں لکپاس کے repair اور چوڑائی کے لئے پیسہ چاہیئے that comes to 2 crors of rupees۔ جو یہاں Tunnel کے ذریعے ہم نے alternative route بنایا ہے وہ 25 کروڑ بنتا ہے۔ صرف فنڈز کی وجہ ہے اگر ہمیں 25 کروڑ مل جائے تو ہم جو alternative routeہے ' جو لکپاس کے لئے Tunnel کا ہے وہ ہم بنانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اگلا سوال نمبر 132 ۔ اکرم شاہ صاحب جو آپ نے سوال پوچھا تھا

وہ اس پر relevant ہے وہی جو آپ نے percentage کا سوال پوچھا تھا وہ directly اس میں آ گیا ہے ' یہاں پر وہ لکھتے ہیں کہ 32.9% Natinal Highways کا بلوچستان میں ہے اور less than 8% اس پر خرچ ہو رہا ہے۔ answer taken as read

132. * **Mr. Habib Jalib Baloch:** Will the Minister for Communications be pleased to refer to the Senate starred question No. 69 replied on 28th January 1999 and state:

(a) whether it is a fact that the length of National Highways in Balochistan is 32.91% of total National Highways in the country while the amount earmarked for the construction of roads Balochistan during current financial year is less than 8% of total allocation, if so, its reasons; and

(b) the details of roads being constructed during the current financial year indicating also the estimated cost of each road and percentage of work completed, so far, separately?

Raja Nadir Pervaiz Khan: (a) Yes, since priority is being given to complete the on-going schemes, irrespective of the percentage of road in the province. However the Prime Minister recently announced allocation of Rs. 2000 million for the construction of roads in Balochistan.

(b) Detail of roads are:

	Length	Cost Million	Progress
N-25			
Uthel-Bela	69 Km	867	65%
Sorab-Kalat	74 Km	793	85%
N-40 (Dlbandin-Jukkaundi)			
IIIA	94 Km	1135	46%
IIIB	85 Km	1090	completed

جناب چیئرمین۔ جی زاہد خان صاحب فرمائیے۔

جناب محمد زاہد خان۔ جیسے راجہ نادر پرویز صاحب نے فرمایا کہ واقعی انہوں نے جو سڑکیں بنائی ہیں وہ انتہائی معیاری سڑکیں ہیں اور اس پر سفر کرتے ہوئے واقعی خوشی ہوتی ہے۔ اگر راجہ صاحب یہ بتا دیں کہ ان سڑکوں کی length کتنی ہے جو کہ انہوں نے بنائی ہیں اور وہ واقعی قابل تعریف ہے۔ جناب وہ اتنی تھوڑی ہے کہ 100 کلومیٹر میں سے کہیں پر راستے میں دو کلومیٹر ہے اور کہیں پر پانچ کلومیٹر ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی وزیر مواصلات ۔

راجہ نادر پرویز خان۔ جناب میں ان کا تین حصوں میں جواب دوں گا۔ پہلا جو federalized road ہے اور جو کہ NHA بنا رہی ہے وہ 7112 کلو میٹر ہیں جو کہ سارے پاکستان میں نیشنل ہائی وے کی ذمہ داری ہے۔ ان میں سے جو بلوچستان کے علاقے میں ہے وہ 2500 کلومیٹر کے علاقے میں ہے۔ یہ جو دو roads جس پر ہم کام رہے ہیں اور portion ہیں N-25 and N-40۔ جناب میں اپنے ان بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان roads پر جو vehicles چلتی ہیں وہ N-25 میں پندرہ سو سے دو ہزار گاڑیاں چلتی ہیں جو کہ کراچی سے لے کر کوئٹہ اور آگے چمن تک جاتی ہے۔ دوسری جو روڈ ہے N-40 اس پر تقریباً 100 سے 140 vehicles چلتی ہیں اور وہ جو N-40 ہے that is Taftan, Nokundi اور آگے کوئٹہ تک جاتی ہے۔ جناب جہاں تک funds کا تعلق ہے جو انہوں نے کہا کہ جتنے portions بنے ہیں مثلاً اتربیلہ جو روڈ ہے وہ 69 کلومیٹر ہے ، سہراب قلات روڈ 74 کلومیٹر ہے ، جتنی روڈز بھی بنی ہیں وہ معیاری ہیں یہ انہوں نے خود تسلیم کیا۔ پہلے کبھی بھی کوئٹہ سے خضدار تک تین ساڑھے گھنٹے سے پہلے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ آج میرے بھائی کوئٹہ سے خضدار تک سفر کریں تو تین گھنٹے میں وہاں آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ معیاری سڑکیں بنائی جائیں اور میرے بھائیوں کو ایک کھلی invitation ہے کہ جہاں بھی ان کو شک ہو کہ یہ سڑک معیار کے مطابق نہیں بن رہی ، کوئی contractor صحیح کام نہیں کر رہا اور میرے بھائیوں کو کھلا invitation ہے کہ جہاں بھی ان کو شک پڑے کہ یہ معیار کے مطابق سڑک نہیں بن رہی، کوئی contractor صحیح کام نہیں کر رہا تو جناب میں ان کی شکایت پر خود جا کر وہاں انکوائری کرانا

چاہتا ہوں - میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں جو ہمارے لوگ کام کر رہے ہیں جو companies وہاں پر کام کر رہی ہیں وہ اچھی ہیں۔ جناب جب یہ سڑک پر سفر کرتے ہیں' یہ سینٹ کی نمائندگی کرتے ہیں' یہ حکومت کی بھی نمائندگی کرتے ہیں ۔اگر کہیں غیر معیاری کام ہو رہا ہے تو میں ان سے التجا کرونگا کہ یہ میرے نوٹس میں لایا جائے۔ میں ان کے خلاف انشاء اللہ action لوں گا۔ جہاں تک progress slow ہے جناب میں اس کی معذرت اس لئے چاہتا ہوں کہ جیسے جیسے funds ملیں گے آپ نے دیکھا ہوگا جناب 1997 سے onword کام ہم نے تیز کیا ہے اور انشاء اللہ یہ کام اور بھی تیز کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب چیئرمین! وزیر صاحب خود اعتراف کرتے ہیں کہ رقبے کے اعتبار سے پورے پاکستان کا ۵۴ فیصد بلوچستان ہے۔ ہمیں فنڈز دیئے جاتے ہیں پاپولیشن کی مناسبت سے - میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ جو road length ہے جو سڑک آپ نے بتائی ہے معیاری ہے۔ وہ تو پچاس کلومیٹر ہے' چالیس ہے' اسی ہے ' سو ہے لیکن پورے بلوچستان میں اگر آپ جائیں تو وہاں ژوب سے لے کر قلعہ سیف اللہ تک ' قلعہ سیف اللہ سے موسیٰ خیل یہ جو روڈ ہے کوئٹہ سے اوستہ محمد اور سبی اور جیکب آباد یہ جو روڈ ہے اس پر جا کر آپ سفر کریں ۔ کوئٹہ سے لورالائی اس پر آپ سفر کریں اور لسبیلہ سے کراچی اس پر آپ سفر کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ ہر سوال کے جواب میں آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی ہمارے لئے problem نہیں ہے۔ سب کچھ آپ نے ٹھیک کیا ہے۔ خدا کے لئے جس طرح دوسرے صوبوں کو آپ موٹر وے بنا کر دے رہے ہیں' ہم بھی انسان ہیں' ہمارا تعلق ایک پسماندہ صوبے سے ہے۔ وہ پاکستان کا حصہ ہے۔ آپ مہربانی کرکے ہمارے ساتھ آئیں۔ ہم اس روڈ پر آپ کو سفر کرائیں گے اور آپ ہمیں بتائیں گے کہ بلوچستان میں آپ نے کیا کیا ہے تاکہ یہ clear ہوجائے کہ آپ نے کتنا percent دیا ہے اور ہمارے رقبے کے طور پر جو فنڈ ہے وہ کب تک دینے کا آپ کا ارادہ ہے ۔ یہ مہربانی کرکے ہمیں بتادیں ۔

Mr.Chairman: Yes, Minister for communication.

راجہ نادر پرویز خان۔ جناب! موٹر وے کو صرف کراچی تک نہیں بلکہ رتو ڈیرو سے موٹر وے کو گوادر تک ہم لے جائیں گے ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ وزیراعظم صاحب

پچھلے سال گئے ہیں تو انہوں نے دو ارب کا وہاں اعلان کیا ہے صرف سڑکوں کے لئے ۔ for the roads in Balochistan sir اور جیسے ہی funds آئیں گے وہ صرف بلوچستان کے صوبے میں خرچ ہوں گے، کسی اور صوبے میں نہ منتقل کئے جائیں گے نہ خرچ کئے جائیں گے اور جیسے بلیدی صاحب نے کہا کہ میں نے بھی کوئٹہ کا پروگرام بنایا ہوا ہے۔ جن سڑکوں کی انہوں نے نشاندہی کی میں انشاءاللہ کوشش کروں گا کہ ان کے ساتھ ان سڑکوں پر بھی جاؤں اور دیکھوں

جناب چیئرمین۔ جی جناب مسعود کوثر صاحب

سید مسعود کوثر۔ وزیر صاحب کی باتوں میں contradiction ہے۔ ایک طرف وزیراعظم صاحب اعلان کرتے ہیں کہ دو ارب خرچ کریں گے اور دوسری طرف وزیر صاحب کہتے ہیں کہ funds نہیں ہیں تو پھر وہ کیوں ایسے اعلانات کرتے ہیں جس سے لوگوں میں یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ واقعی حکومت کچھ کرنا چاہتی ہے اور منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ funds نہیں ہیں تو اس سے حکومت کی credibility اور بھی خراب ہوتی ہے ۔یہ اس قسم کی پالیسی میں کہتا ہوں کہ کوئی دانائی والی پالیسی نہیں ہے تو کیا اس پالیسی کو آپ بدلنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

Mr.Chairman: Yes, Minister for Communication.

راجہ نادر پرویز خان۔ جناب جب funds مختص کئے جاتے ہیں کسی project کے لئے تو اس کے اوپر technical feasibility report تیار کی جاتی ہے جیسے یہاں جو funds دیئے ہیں N-50 کے لئے ' N-65 کے لئے 'N-70 کے لئے یہ Quetta-Zhob, Quetta Sibi جناب یہ تین projects ہیں۔ ان Dehra Allah Yar,Qilla Saifullah Loralai Rukhni Roads کے اوپر ہم technical feasibility report تیار کر رہے ہیں اور جیسے ہی funds آئیں گے ان projects کے اوپر کام شروع ہو جائے گا These are funds for the specific projects جو بغیر technical feasibility کے ہم کام شروع نہیں کرسکتے ۔

جناب چیئرمین۔ جی ظفر اقبال جھگڑا صاحب۔

Mr. Iqbal Zafar Jhagra: Thank you Mr. Chairman, I would like to draw the attention of the worthy Minister towards the portion of G.T. Road between Attock and Kamra. It is in a very poor shape and do badly need

repairing and maintenance. Would you kindly let us know when this could be taken up?

Mr. Chairman: Minister for Communication.

Raja Nadir Pervaiz Khan: . Sir, I have given the answer half an hour ago.

جناب چیئرمین- نہیں یہ تو ابھی آئے ہیں-

راجہ نادر پرویز خان- یہ جانتے ہیں جی- اس کا میں جواب ان کو دے دیتا ہوں-

Mr. Chairman: Next Question No. 135, Dr. Abdul Hayee Baloch.

135. * Dr. Abdul Hayee Baloch: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the criteria to include or to give the status of National Highway to a road; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to include mand-Turbat-Karachi Road in the National Highway?

Raja Nadir Pervaiz Khan: (a) The criteria for federalization of roads is as under:

(i) Major Roads falling on National or International routes linking Pakistan with neighbouring countries.

(ii) Major Roads connecting major cities with the major sea ports.

(iii) Road links with sea ports or international borders originating within the Municipal limits at the terminal of the highways shall not be covered by criteria (i) and (ii).

(b) No.

Mr. Chairman: Any supplementary question.

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب والا! مند تربت کراچی روڈ کے آس پاس کا علاقہ backward ہے اور یہ پنجگور اور ایران تک پھیلا ہوا ہے۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اسے نیشنل ہائی وے میں کیوں شامل نہیں کر رہے ہیں جب کہ یہ روڈ تمام شرائط پر پورا اترتا ہے۔

راجہ نادر پرویز خان۔ جناب والا! خضدار، تربت، اروان، گوادر وغیرہ federalized roads ہیں لیکن مند سے تربت اور اروان سے لے کر بیلا تک یہ federalized roads نہیں ہیں۔ حالانکہ اس کا جو portion اروان سے لے کر تربت جو آپ اسی حصے میں include کرنا چاہتے ہیں وہ حصہ federalized ہے لیکن یہ مند والا حصہ اور بیلا والا حصہ یہ federalized نہیں ہے اگر گورنمنٹ اسے federalize کرے تو پھر ہم اس کو بھی federalized road میں لیں آئیں گے، لیکن اس وقت یہ روڈ NHA کے نیچے نہیں آتی۔

جناب چیئرمین۔ جی بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ میرے خیال میں آپ کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور آپ اس کو زیر غور لائیں اور میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں اور بالکل اس روڈ کا حق ہے کہ اسے National Highway کے تحت لایا جائے۔ مکران کی بڑی آبادی ہے اور گوادر بھی مند کے نزدیک ہے اسے زیر غور لایا جائے۔

راجہ نادر پرویز خان۔ میں اپنے بھائی سے request کروں گا کہ اس بارے میں صوبائی حکومت پرائم منسٹر کو لکھے کیوں کہ جب ایسی روڈ کو federalize کیا جاتا ہے تو اس مسئلے کو Cabinet deal کرتی ہے، لیکن جناب والا! we are ready to take over the job of this project اور ہماری طرف سے کوئی بھی اس بارے میں reservations نہیں ہیں۔ یہ روڈ اس حصے کو ملاتی ہے جس کا major portion already federalized ہے۔ ہم تیار ہیں اگرصوبائی گورنمنٹ اس کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کو کہے۔

[All the questions and anwers are taken as read and placed on the table of the House.]

136 . * **Dr . Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Communications be pleased to state the names of cities in the country where Internet facility is available?

Raja Nadir Pervaiz Khan: Intenet facility has been provided in the following cities:-

(1)	Peshawar	(2)	Mardan
(3)	Rawalpindi	(4)	Islamabad
(5)	Lahore	(6)	Sialkot
(7)	Gujranwala	(8)	Multan
(9)	D.G. Khan	(10)	Karachi
(11)	Quetta	(12)	Hyderabad
(13)	Jhang		

137 . * **Dr . Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Communications be pleased to state the length of Optical Fiber Cable laid in the country with province-wise break-up?

Raja Nadir Pervaiz Khan: The length of Optical Fiber Cable laid in the country at present is 5799 km. Province-wise break-up is as under:

Punjab	2747 km
Sindh	2373 km
NWFP	653 km
Balochistan	26 km

138 . * **Mr . Muhammad Zahid Khan:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that telephone connections have not been

provided to a number of applications of village Kanda Siraj Khel. Tehsil Takht-e-Nasrati, District Karak, who deposited the amount of demand notices in 1996, if so, its details; and

(b) the reasons for not providing the telephone connnections to the said applicants so far, and the time by which telephone connections will be provided to them?

Raja Nadir Pervaiz Khan: (a) No.

(b) Demand Note were issued to all 15 applicants. Only 10 paid copies were received and these applicants were provided the telephone connections in 1996.

Out of rest five applicants, it is learnt that Mr. Ali Badshah who did pay the demand note but the paid copy meant for PTCL was not furnished. The same has now been provided. Telephone will be installed within a week say by 1st March 1999. The remaining four aplicants, seemingly, have not paid the demand notes so far.

+161. * **Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Education be pleased to state the details of the funds provide by the Ministry on Prime Ministerss'Ministers' directive to the private educational institutions during present regime with province-wise break-up?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: The requisite information are under:-

Name of Institution	Amount Released	Name of Province

+ Transferred from the Finance and Economic Affairs Division

(1)	Doon School Society of Pakistan for establishing Chand Bagh School, Lahore	Rs. 100 Million	Punjab
(2)	Qalm Kabila, Quetta	Rs. 2.00 Million	Balochistan

184 * **Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** Will the Minister for Education be pleased to state whether it is a fact that as sum of Rs. 49,88,000 wasallocated in the current budget (1998-99) for the establishment of Institutte of Bio- Chemistry and Bio-Technology University of the Punjab if so, whether the siad amount has been released and spent on the said project, if not, its reasons?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: Yes, an amount of Rs. 4.988 million has been allocated for the establishment of Institute of bio-Chemistry and Bio-Technology in University of the Punjab. An amount of Rs. 2.446 million have been released as 1st and 2nd instalments. The balance amount of Rs. 2.7444 million will be released after receipt of utilization report form the University.

185. * **Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** Will the Minister for Education be pleased to state whether it is a fact that a sum of Rs. 3,70,000 was allocated in the current budget (1998-99) for the promotion of Women Sports in Pakistan Universities through University Grants Commission, if so, whether the said amount has been released, if not, the reasons thereof?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: Yes, an amount of Rs. 3,70,000 has been allocated during 1998-99, for promotion of Woman Sports in Pakistan Universities, 1st quarterly installment amounting Rs. 0.074 million (Rs. 74,000) has been released through University Grants Commission. The 2nd

quarterly installment of Rs. 0.092 million is under process, for release.

186. * **Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder:** Will the Minister for Education be pleaed to state whether it is a fact that a sum of Rs. 5 million was allocated in the current budget (1998-99) for the establishment of institute of Petroleum and Gas Engineering in Mehran University of Engineering and Technologoy, Jamshoro, if so, whether the said amount has been released and spent on the said project, if not, its reasons?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: Yes, an amount of Rs. 5.00 million has been allocated during 1998-99. Rs. 2.250 million has so far been released as 1st and 2nd quarterly installments. The amount has been fully utilized .The balance of Rs. 2.750 million is to be released shortly.

187. * **Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the number of students sent abroad by the Government on Pakistani Scholarships during the last five years. with province-wise break-up; and

(b) whether it is a fact that the Government has discontinued the amount of scholarships to the students studying under this scheme or it is not being paid in time, if so, its reasons?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: (a) 224 students were sent abroad under four scholarship Schemes of the Ministry of Education during the last five years. Scheme-wise and province-wise break-up may be seen at Annex-I.

(b) (i) No.

(ii) Due to financial constraints especially in foreign exchange, the

payment of scholarships was delayed for some time. The scholarships are now being released installments for payment to the scholars through our Missions abroad.

Annexure J.

STATEMENT INDICATING THE NUMBER OF STUDENTS/SCHOLARS PROVINCE - WISE SENT ABROAD UNDER VARIOUS SCHOLARSHIP SCHEMES DURING THE LAST FIVE YEARS

S#	NAME OF SCHEMES	PUNJAB	SINDH	NWFP	BALUCHISTAN	AJK/FATA/FANA	TOTAL No STUDENTS SENT ABROAD
1	QUAID-E-AZAM SCHOLARSHIP	13	8	10	1	-	32
2	MERIT SCHOLARSHIP	20	9	8	3	-	40
3	CENTRAL OVERSEAS TRAINING SCHEME	70	25	11	1	5	112
4	100-SCHOLARSHIP	23	8	7	-	2	40
	GRAND TOTAL:	126	50	36	5	7	224

STATEMENT SHOWING PROVINCE - WISE / YEAR - WISE SCHOLARS PROCEEDED ABROAD UNDER VARIOUS SCHOLARSHIP SCHEMES

S#	NAME OF SCHEMES	PUNJAB	SINDH	NWFP	BALUCHISTAN	AJK/FATA/FANA	TOTAL
1	QUAID-E-AZAM SCHOLARSHIP						
	1994-95	4	3	3	-	-	10
	1995-96	1	1	-	1	-	3
	1996-97	7	1	4	-	-	12
	1997-98	1	3	3	-	-	7
	1998-99	-	-	-	-	-	-
	TOTAL:	13	8	10	1	-	32
2	MERIT SCHOLARSHIP						
	1994-95	4	4	2	-	-	10
	1995-96	5	3	3	3	-	14
	1996-97	11	2	3	-	-	16
	1997-98	-	-	-	-	-	-
	1998-99	-	-	-	-	-	-
	TOTAL:	20	9	8	3	-	40
3	CENTRAL OVERSEAS TRAINING SCHOLARSHIP						
	1994-95	25	7	5	-	2	39
	1995-96	29	11	3	-	2	45
	1996-97	16	7	3	1	1	28
	1997-98	-	-	-	-	-	-
	1998-99	-	-	-	-	-	-
	TOTAL:	70	25	11	1	5	112

4 100-SCHOLARSHIP

1994-95	4	1	-	-	-	5
1995-96	2	-	-	-	-	2
1996-97	-	2	-	-	-	2
1997-93	17	5	7	-	2	31
1998-99	-	-	-	-	-	
TOTAL	23	8	7		2	40
					GRAND TOTAL	214

188. * Dr. Abdul Hayee Baloch: Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the names, designation and addresses of the members of the committee for correction of certificates in Federal Board of Education, Islamabad.

(b) the number of meetings supposed to be held by the committee in a year and the date on which its last meeting was held;

(c) the procedure/criteria being adopted for the correction of certificates;

(d) the number of applications pending before the committee, indicating also, the names, addresses and classes of the applicants; and

(e) the criteria being adopted by the Board to refer such cases to the committee?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: (a) (i) Mr. Khurshid Hassan, Principal.

(ii) Mr. Muhammad Siddique Ahmad Khan, (Principal).

(iii) the nomination of one representative from Federal Directorate of Education, Cantt. & Barrison, RWP is still awaited.

Note._ All these member Serve on the committee for two years.

(b) (i) Atleast 10 to 15 meetings are held by the committee in a year.

(ii) Last meeting was held on 26-02-1999.

(c) Such applications are submitted on the prescribed proforma (Annex-A) alongwith following required documents:-

(i) Attested copy of admission Form of Class-I.

(ii) Attested copy of relevant page of admission/withdrawal register of Class-1.

(iii) Copy of SSC Certificate.

(iv) Correction fee. (copy) of relevant rules are attached).

(d) Four cases are pending for placement before correction committee. The detail is given below:-

(i) Muhammad Siddiq-ul-Farooq, Qtr. No. 9-F/332, POF Wah Cantt. (1th Class).

(ii) Surraiyya, P.O. Karimabad, Hunza. (10th Class).

(iii) Muhammad Ibrahim, House NO. B-6, GOR, Colony Quetta. (10th Class).

(iv) Ali Abdul Majeed, Pak. Embassy School, Rayadh, (10th Class).

(e) After receipt of correction cases along with documents as stated at S. No. (c) Federal Board makes the verification from orginal recored at source where necessary.

In fact, few more cases are pending for verifications at source which shall be cleared in this month.

FEDERAL BOARD OF INTERMEDIATE AND SECONDARY EDUCATION

H-8/4, P.O. BOX 1365 ISALAMABAD

APPLICATION FORM FOR CORRECTION IN NAME/PARENTAGE/DATE OF BIRTH ETC. Part-I (to be filled in by the candidate)

سوال نمبر 188 کی ٹیبل یہاں پہ لگائیں

Part.IV (To be completed after permission of the Controlling Authority)

1. certified that the particulars requested for correction are already in the same form in the School's/College's record and need no correction at the institution's level. The correction in borad's record may be carried out (This is only in case of transcribing error)

2. Certified that the correction permitted by the Director of Education has been made in the record and case is being forwarded to the Board for necessary correction in its record.

3. Bank Challan/D.D of Rs. 500/= (in case of Pakistan or US. $ 50/= (in case abroad) is also appended (in addition to the documents verified by the Director of Education) will be charged from candidate up to a period of four years from the date of passing the relevant examination and if the period is over four year, a fee @ Rs. 1000/= per year will be charged for processing the case

Signature & Seal of

Head of institution

The Controller of Examinations

Fedral Board of Intermediate &

Secondary Education Islamabad

INSTRUCTIONS

1. Underno circumstances change in name, parentage and date of birth will be allowed the Board's record. Only cases of transcribing errors shall be entertained if brought to the notice of the Board within ten years from the date of passing of the examination.

2. In the normal-course no correction shall be allowed in Board's record if it is strictly based on the particualrs supplied by the concerned institution.

3. Correction fee once deposited shall not be refunded. Deposit of fee does not entitle the application for entertainment of his/her application or approval of the request.

Chapter-6

CORRECTION IN NAME SURNAME PARENTAGE AND DATE OF BIRTH

(a) The Correction Committee shall be empowered to make recommendations to the Chairman for correction/change in name/parentage/date of birth etc. On the basis of documentary proof, who may acept, revise or reject the same.

(b) No fee in such cases shall be charged from a Non-Muslim who embraces Islam, and in consequence thereof changes his/her name.

3.1 Correction in name/Sur name Addition to the Name

(a) Correction in name or surname or any addition to the name shall be allowed to a candidate/student who has either applied for appearing in any examination or has previously been registered with this Board, or has passed any examinations or has embraced Islam, or change in Sex has occured.

(b) In case the candidate makes change in his/her name and/ or in

parentage, after the Boards Certificate is issued to him/her, no change will be allowed in Board's record, if it is strictly based on the particualrs supplied by the institution. The board may allow change in name of the candidate or parentage, if a court of law so desires, under very exceptional case. In the normal course the change in name after issuance of the certificate can not be effective, because at the time of issuance of Board's certificate the individual did have his/her previous name and to give effect of change in name retrospectively would be legally incorrect.

(c) Maintenance and communication of correct record of the students is the responsibility of the institution and if any error comes to notice, the same may be corrected at their level. The Board depends on the information provided by the institutions and corrections, if any, may be made at the place of occurence.

(d) The institutions are informed that correction in particulars viz Name, Father's Name and Date of Birth may be ensured upto class 8th, because once the information is conveyed to the Borad, the same will be treated as valid for all purposes and no change will be considered at Board's level. This includes care in writing names from Urdu to English when normally spelling mistake take place. The institutions are advised to involve parents before sending information to the Board that they may themselves verify the entries in record.

(e) At the time of first admission in the institution at elementary stage, a certificate may be obtained from the parent/ legal heir that to the best of his/her knowledge and belief the particulars entered in the admission form are correct and he will have no claim to make change in them at any stage and the same may be used in all future entires in school/Board record as the only valid

information.

(f) Correction will be made only on fulfillment for the following requirements. The fee will be charged form time to time.

1. Under no circumstances, change in date of birth will be allowed in the Board's record, if it corresponds with the date supplied by the institution. The institution will take every possible care in communicating.

2. In case the candidate makes change in his/her name and/or in percentage, after the Board's Certificate is issued to him/her, no change will be allowed in Board's record, if it is strictly board on the particulars supplied by the institution. The Board may allow change in name of the candidate or percentage, if a court of law so desires, under very exceptional case,. In the normal course the change in name after issuance of the certificate the individual did have his/her previous name, retrospectively would be legally incorrect.

3. Maintenance and Communication of corect record of the students is 'he resistibility of the institution and if any error comes to notice, the same may be correct at their level the Board depends on the information provided by the institution sand corrections, if any, may be made at the place of occurence.

4. The institution are informed that correction in particular vis Name Father's Name and Date of Birth may be ensured upto class 8, because once the information is conveyed valid for all purposes and no change will be case in writing names form Urdu to English when normally speling mistake takes place. The institutions are advised

involve parents before sending information to the Board, so that they may themselves verify the entries in record.

5. At the time of first admission in the institution at elementary stage, a certificate may be obtained from parent/legal hair that to the best of his/her knowledge and belief the particulars entered in the admission form are correct and he will have no claim to make change in them at any stage and the same may be used in all future entries in school. Board record as the only valid information.

6. Initial screening will be made to determine whether or not the case merits admittance. If the officer concerned is satisfied that the case falls within the purviews of the Board, the applicant will be allowed to payee for correction as per rules for further processing of the case.

7. Correction will be make only on fulfillment of the above and within a year of the receipt of the Board's Certificate. The fee will be charged at the rate of Rs. 500/-

8. In case an error is found in typing or writing the particulars on the part of the institution, a penalty of Rs. 50/- for each error will imposed on the institution if the same is pointed out before issuance of Registration Card/Marks sheet. After the certificate is issued the penalty so imposed will be Rs. 100/-.

9. Correction case will be processed from the date of passing of the examination to the maximum period of ten years.

10. A Fee of Rs. 500/- will be charged from candidate upto a period of four years from the date of passing the relevant Examination and if the period is over four years fee (a) Rs. 1000/- per year will be charged

processing the case.

The institution are requested to kindly take necessary measures in respect of the above mentioned decision and correspond with the Board keeping in view the new policy on the subject.

6.2 Change in Date of Birth

Under no circumstance, change in date of birth will be allowed in the Board's record, if it corresponds with the date supplied by the institution. The institution will take every possible care in communicating particulars of the candidats to the Board.

6.3 Correction in Date of Birth

(a) The date of birth of a candidate who has either applied for appearing in the Secondary School Certificate Examination or has already passed the Examination may be corrected provided that:-

The Board is satisfied after enquiry and inspection of school Records, first admission form and school leaving certificate or a certificate issued by the Department of Education that the mistake was due to clerical error in transferring the date of birth from one recored, register or document to another record, register or document.

(b) If a Court Decree determining the date of birth is suplied the school record shall first be corrected in the same manner and only on receipt of authentice information from the concerned institution, the correction will take effect in Board's record.

(c) In case of hardship cases the Chairman shall have the power to decide the cases on their merit.

(d) the fees shall be charged as notified by the Board from time to

time and once paid shall not be refunded.

6.4 Correction in Name and Parentage

(a) Name Parentage Date of birth may be corrected if proved to be a transcribing error from the original entry in the admission withdrawal register, registration return, school leaving certificate, admission from etc.

DOCUMENTS REQUIRED TO BE PRODUCED

(b) An application (Annexure-E) for correction in name parentage of a regular student shall be submitted to the Board office throught the Head of the concerned institution, supported by the following.

(i) Admission and Withdrawal Register in original alongwith photocopy of the concerned page duly attested by the Head of an affiliated institution in case of regualr/Private students.

(ii) A duly attested photocopy of First admission form.

(iii) Any other documents desired by the Board.

FEDERAL BOARD OF INTERMEDIATE & SECONDARY EDUCATION, ISALAMBAD

No. F. 1-1/SSC-EC/FEBISE/97/687 Dated 22-05-1997

NOTIFICATION

It is hereby modified in the notification No. F.1-1/Meign/FBISE/91/525, dated 12-08-1991 and notified for the information of all concerned that the fee schedule regarding correction NAME/FATHER'S NAME and DATE OF BIRTH shall be as follows henceforth (BOG 38th meeting, item No. 17 refers:

(a) Correction case will be processed from the date of passing of the examination to the maximum period of ten years.

(b) A fee of Rs. 500 will be charged from candidate upto a period

of first four years from the date of passing the relevant Examination and for subsequent years, a fee @ Rs. 1000 per year plus Rs. 500 for the first four years will be charged for processing the case.

(c) Correction will be recorded at the reverse of the original certificate if already issued.

Sd/-

CONTROLLER OF EXAMINATIONS

Ph. 2505461

Head of all affiliated

Institutions.

Copy for information to :

1. JEA (FIW), Ministry of Eduction, Shaheed-e-Millat Secretariat, Islamabad.
2. JEA (C.W) Ministry of Education, H-9, Islamabad.
3. Director General, FGEI, Islambad.
4. Director of Education, (Colleges/Schools), FGEI, Islamabad.
5. Director of Education, FGEI (C/G) GHQ, Rawalpindi.
6. Director of Education, PAF Rear Air, HQ, Peshawar.
7. Director of Education, Pak. Navy, Naval HQ, Islamabad.
8. Director of Education, Nortern Areas, Gilgit.
9. S.W.O. FBISE., Sub-Office, Skardu.
10. Secretary, IBCC, Islamabad.
11. All Sectional Heads, FBISE, Islamabad.
12. Asstt. Secretary, FBISE, Sub-Office, Nortehrn Areas, Gilgit.
13. All GSOs-I.

Mr. Chairman: Question Hour time is over. Leave Applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ خواجہ قطب الدین صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 16 تا 26 فروری اور 3 تا 5 مارچ' اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ پروفیسر ساجد میر صاحب ذاتی وجوہات کی بناء پر مورخہ 8 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ' اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں وہ معاملہ جو سید اقبال حیدر نے کل اٹھایا تھا ' اسے پہلے dispose of کریں اور Minister for Petroleum is here ۔ یہ call attention تھا۔ جی راشدی صاحب۔

CALL ATTENTION NOTICES

i) RE: TERMINATION OF 4200 EMPLOYEES FROM SSGCL

Mr. Hussain Shah Rashdi: Sir, yesterday the Minister for Petroleum was not in the House, therefore for his benefit, I will read out the call attention notice.

I hereby invite attention of the Minister for Petroleum and Natural Resources to a matter of urgent public importance mentioned below:-

It is reported in the "Nation" of March 7, 1999 (clipping attached) that the Petroleum Ministry without following the prescribed service rules terminated the services of some 4200 employees of Sui Southern Gas Company Limited (SSGCL) at Hyderabad Station. They were fired without even taking into account the Supreme Court orders.

The aforesaid is a matter of utmost importance and public interest and it deserves to be discussed in the House and responded by the Minister.

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ unemployment کو ختم کرنے کے لئے پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے بہت بڑی کوشش کی تھی اور جہاں جہاں آسامیاں خالی تھیں وہاں deserving candidates کو merit پر ملازمتیں دی گئیں تھیں۔ اس حکومت کے آنے کے بعد بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہر ادارے میں کبھی down sizing کبھی right sizing کبھی پیسے کا بہانہ بنا کر لوگوں کو باجماعت رخصت کیا جاتا ہے ۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی پانچ یا دس نکالیں مگر اس حکومت کی یہ عادت سی رہی ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں نکالے ہیں اور بعینہ یہ کیفیت سوئی سدرن گیس کی ہوئی ہے۔ پہلے انہوں نے کوئی ۴۲۰۰ ملازم برطرف کئے تھے۔ اس میں سے سندھ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے stay order پر ایک ہزار ملازم برطرفی سے بچ گئے تھے۔ اس کے بعد ۳۱ مارچ ۱۹۹۸ کو سپریم کورٹ نے منسٹری کو یہ ہدایت کی کہ کسی بھی ملازم کو آپ غیر قانونی طور پر، بلا جواز ، بلا شوکاز نوٹس دیئے ہوئے، ان کو برطرف نہیں کر سکتے۔ مگر اس کے بعد ۱۱ فروری ۱۹۹۹ کو سوئی سدرن گیس کے ۵۲۵ ملازمین پھر برطرف کئے گئے ۔ یہ وہ ملازمین تھے جو سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم پر بحال ہوئے تھے۔ کمپنی کے MD نے ۱۵ مارچ ۱۹۹۸ کو بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ میں بتایا تھا کہ ادارے کو ۷۰ کروڑ روپے کی بچت ہوئی ہے۔ اب اگر کوئی ادارہ منافع میں بھی جا رہا ہے اور ملازم بھی ٹھیک کام کرتے رہیں تو پھر اس صورت میں حکومت کے لے کوئی جواز نہیں بنتا کہ سوئی گیس کے ملازمین کو نکالے۔

پھر جو ایک تفریق جو دل کو زیادہ تکلیف پہنچاتی ہے ، نا انصافی اور محرومی کا احساس دلاتی ہے وہ یہ ہے کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے تو سوئی سدرن گیس کمپنی سے تو ملازمین دھڑا دھڑ ہزاروں کی تعداد میں نکالے جا رہے ہیں مگر جو ناردرن گیس کمپنی ہے اس میں سے کسی

ملازم کو برطرف نہیں کیا جاتا ۔ جب یہ تفریق چھوٹی اکائیوں کے پاس آتی ہے کہ صاحب جو اوپر والے صوبے ہیں ان کے ملازمین برطرف نہیں کئے جاتے اور چھوٹے صوبوں کے ملازمین برطرف کئے جاتے ہیں تو اس سے رنجشیں اور کدورتیں بھی بڑھتی ہیں۔ جناب چیئرمین حالت یہ ہو گئی ہے کہ جن ملازمین کو سوئی سدرن سے نکالا گیا ہے وہ ۲۳ مارچ کو یہاں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کر رہے ہیں ۔ ان میں سے چار آدمیوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حکومت کی توجہ اس بے انصافی کی طرف مبذول کرانے کے لئے خود سوزی کریں گے۔ یہ خبر ایک اخبار میں نہیں بلکہ سب اخباروں میں آ چکی ہے اور کچھ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ جس آدمی نے یہ خود سوزی کا فیصلہ کیا ہے وہ خود یہاں موجود ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک خود سوزی کا مسئلہ ہے تو ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ اس حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے اتنے دل برداشتہ ہو گئے ہیں اور تنگ آ چکے ہیں کہ وہ ایسا فعل کرنے کے لئے بھی تیار ہیں جس سے ان کی جان جاتی ہے اور وہ فعل جو غیر اسلامی بھی ہے مگر جب مجبوری آتی ہے ، جب کوئی اور راہ نظر نہیں آتی ہے تو ایک ہی راہ فرار اختیار ہوتی ہے اور وہ ہے موت کی راہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس مسئلے پر خدارا حکومت فوری توجہ دے اور جن ملازمین کو برطرف کیا گیا ہے ان کو بحال کرے۔ خصوصاً جبکہ کمپنی ۷۰ کروڑ روپے کا منافع بھی کما رہی ہے۔ اگر اس پر فوری طور پر قدم نہیں اٹھایا گیا تو ممکن ہے کہ خود سوزی کا کوئی واقعہ ہماری آنکھوں کے سامنے ، ہمارے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ہو جائے۔ اس سے قبل آپ نے دیکھا کہ ایک بیچارہ ملازم، جس کو کوئی ملازمت نہیں مل رہی تھی ، بے روز گار آدمی تھا ، وہ خود وزیر اعظم صاحب کے گھر کے سامنے خود سوزی کر چکا ہے۔ دوسرے لوگ بھی کر چکے ہیں۔ میں جناب پیٹرولیم کے وزیر سے کہوں گا، جو ہمدردی میں بہت مشہور ہیں کہ براہ کرم اس مسئلے پر غور کریں اور لوگوں کو ملازمت سے نہ نکالیں اور خصوصاً یہ جو ایک متوقع سانحہ ہے خود سوزی کا اس کے انسداد کے لئے کوئی صورت نکالیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Minister for Petroleum and Natural Resources.

چوہدری نثار علی خان: جناب چیئرمین! میں فاضل ممبر کا مشکور ہوں ۔ بڑی تفصیل سے انہوں نے اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے مگر میں معذرت سے یہ کہوں گا کہ جہاں بڑے اچھے

انداز میں انہوں نے بات کی ہے وہاں یا تو ان کو اصل حالات سے آگاہی نہیں دی گئی' یا انہیں جو information جس نے بھی provide کی ہے' وہ distorted ہے' وہ حقائق کے منافی ہے۔ اور میں ان کے نوٹس میں اور آپ کے ذریعے ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو تاثر ہے کہ موجودہ حکومت نے پچھلے دو سالوں میں اتنے لوگوں کو redundant کیا ہے' نوکری سے نکالا ہے' روزگار سے محروم کیا ہے' یہ حقائق سے بالکل منافی ہے۔

جناب چیئرمین! میں دو دفعہ اس سے پہلے ایوان کے سامنے اس کا background پیش کر چکا ہوں اور میں آج پھر تیسری دفعہ یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب پیپلز کی حکومت گئی اور کیئر ٹیکر حکومت آئی تو اس وقت کیئر ٹیکر کیبنٹ کے فیصلے کے حوالے سے تمام وہ appointments review ہوئیں' وہ جو merit کی اور جو laid out criteria ہے اس سے منافی کی گئی تھیں' یہ کیبنٹ کا فیصلہ ہے on record ہے' اور اسی کے حوالے سے تمام وہ appointments جو پیپلز پارٹی کے دور میں ہوئیں وہ review ہوئیں۔ یہ بھی ریکارڈ کا حصہ ہے۔ اور Sui Southern میں یہ جو لوگ نکالے گئے' میں یہ بھی گزارش کروں کہ یہ کوئی فوری نوعیت کا معاملہ نہیں ہے' یہ کوئی پچھلے ہفتے یا دس دن یا پندرہ دن کا واقعہ نہیں ہے' جہاں تک مجھے تھوڑا سا علم ہے یا سمجھ ہے Call Attention Notice عموماً ایک فوری نوعیت کے واقع کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ یہ پچھلے دو سال سے بلکہ دو سال سے بھی زیادہ اگر کیئر ٹیکر کا بیچ کے تین مہنے کا tenure بھی ڈالا جائے تو دو سال کے حوالے سے جو واقعات ہوئے ہیں ان کے حوالے سے یہ Calling Attention Notice آیا۔ میں اس میں record کے لئے صرف یہ جتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح پیپلز پارٹی کی حکومت ووٹ لے کر آئی تھی' ہم بھی اسی طرح ووٹ لے کر آئے ہیں' ہم بھی popular بننا چاہتے ہیں' ہم بھی لوگوں کی دعائیں' ان کی خوشی کے حوالے سے اقدامات کرنا چاہتے ہیں' تو یہ جو اقدامات کئے گئے ہیں یہ کیئر ٹیکر کابینہ کے اس فیصلے کے حوالے سے کئے گئے ہیں جس کے تحت تمام وہ appointments جو merit کے منافی ہوں' laid out criteria کے منافی ہوں ان کو review کرنا چاہیئے' اس لئے اس میں وقت لگا' it took many months اور پھر وہ over flow ہوا into our tenure. میں یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اس عمل کو روکا نہیں۔ مگر یہ تمام فیصلے اسی حوالے سے کئے گئے ہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ ساری جو appointments ہوئیں یہ laid out

criteria کے مطابق ہوئیں۔ جناب میں اس سے پہلے بھی ایوان کے اندر یہاں ریکارڈ پیش کرچکا ہوں اور قومی اسمبلی میں بھی پیش کرچکا ہوں۔ نہیں جناب laid out criteria تو بڑی دور کی بات ہے، جو appointments ہوئیں یہ تمام on the directives of the Prime Minister or on the directives of the Minister. میں کوئی ہوائی بات نہیں کر رہا ہوں۔ یہ ریکارڈ کا حصہ ہے اور میں ایک دفعہ پھر پیش کرتا ہوں یہ سارا ریکارڈ اگر آپ چاہتے ہیں۔ یہ میں پہلے بھی پیش کر چکا ہوں سینٹ میں اور قومی اسمبلی میں بھی کہ directives دیئے گئے کہ so and so should be appointed in Sui Southern Gas Company. تو وزیر اور وزیر اعظم کے directives یہ ان کی qualification کا criteria ہے جناب چیئرمین! اور یہی نہیں وہاں کئی پوسٹس نہیں تھیں، کوئی پیسہ نہیں تھا، یہ جو لوگ بھی نکالے گئے ہیں ان میں ایک بھی permanent employee نہیں ہے Sui Southern کا جناب چیئرمین۔ یہ سب بھرتی کئے گئے on the directives of the Prime Minister or the Minister for Petroleum اور ایک حوالے سے کہ جناب ان کو ایک stipend دیا جائے اور وہ جو ان کی تنخواہیں ہیں، وہ بھی normal Sui Southern Gas کے جو employee ہیں ان سے مختلف ہیں۔ کسی کے تین ہزار ہیں، کسی کے چھ ہزار ہیں، کسی کے آٹھ ہزار ہیں، ایک stipend ہے۔ They were all temporary assignments. It is a matter of record, میں نے تو appoint نہیں کیا یہ ان کے دور کا ریکارڈ ہے۔ Sui Southern کا ریکارڈ آپ منگوالیں۔ جو ایک permanent employee ہوتا ہے اس کا تو باقاعدہ پے اسکیل ہے Sui Southern کا اس کے مطابق ہوتا ہے۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ تین ہزار، چھ ہزار اور آٹھ ہزار اور سب کی سب temporary assignments ہیں۔ کوئی trainee ہے، اور کوئی پراجیکٹ پر ہے۔ projects پر تو ایک واضح عمل ہے کہ جب وہ ختم ہو جائے گا وہ redundant ہو جائیں گے۔

تیسرا ان کا یہ کہنا کہ in violation of Supreme court injunction or direction جناب ہم ذمہ دار ہیں، responsible ہیں accountable ہیں جوڈیشری کو اور خاص طور پر سپریم کورٹ کو، ہم نے کوئی فیصلہ، کوئی ایسی direction نہیں دی جو violative ہو، کسی سپریم کورٹ یا کسی judiciary کی direction کو۔ And we are going to be, not only the accountable but answerable to the Supreme Court یہ لوگ گئے ہیں سپریم کورٹ میں They are answerable there and they are accountable there.

ہم بھی چاہتے ہیں جناب چیئرمین! ہم بھی ایک سیاسی پارٹی کے حوالے سے لوگوں کو خوش کریں، لوگوں کو روزگار دیں۔ مگر اس کے بدلے اگر ہم نے ادارے تباہ کرنے ہیں تو پھر ہم یہ فیصلہ کر لیں کہ کیا یہ جو پولیٹکل فائدہ ہم اٹھا رہے ہیں، سیاسی فائدہ اٹھا رہے ہیں is it worth it, is it in the national interest, is it in the interest of the institution that we are over burdening? معزز سینیٹر کی اطلاع یہ بالکل درست نہیں ہے کہ سوئی سدرن منافع میں جا رہا ہے۔ صورت حال تو یہ ہے کہ سوئی سدرن اور سوئی ناردرن both are facing massive deficit میں نے پیچھے بھی گزارش کی تھی کہ over a period of two years we have bent our back to try and retrieve the situation within the companies. سات ارب روپے کا ہم نے totally on administrative expenditure ہم نے کٹ لگایا ہے ۔ سات ارب روپے کا in the last one and a half years. اس کی تفصیل اگر آپ چاہیں تو میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ مگر یہ کہنا کہ دو سال سے ہم نے سوئی گیس کی ٹیرف نہیں بڑھائی۔

نمبر۔ 1 :۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو totally violative of laid out procedure induct کئے گئے ہوں۔

نمبر۔ 2 :۔ ان کی temporary position ہو۔ وہ مستقل ملازم نہ ہوں۔

نمبر۔ 3 :۔ کمپنی جو کہ پہلے ہی بہت زیادہ heavy expenditures bear کر رہی ہے اور deficit میں ہوں کیا یہ مناسب ہے ' یہ میں بطور پیپلز پارٹی، بطور مسلم لیگ، بطور جماعت اسلامی، بطور جمعیت علمائے اسلام یا کسی اور پارٹی کے نمائندے کے حوالے سے نہیں کہہ رہا۔ میں as a Pakistani کہہ رہا ہوں۔ کہ بجائے پوائنٹ سکورنگ کے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ لوگوں کو روزگار ملے۔ مگر اس کے لئے اور طریقے ہیں خدا کے لئے let us sit down, we are prepared to sit with you and work out via media جس میں اس ملک کے unemployed کو روزگار ملے، خواہ وہ پیپلز پارٹی کا ہے خواہ جماعت اسلامی کا ہے خواہ ایم کیو ایم کا ہے۔ اس کو روزگار ملے۔ ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر جناب چیئرمین! یہ طریقہ خدارا نہیں ہے کہ اپنا دور آئے۔ ہم بھی کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین، میں حلقے میں جاتا ہوں بھرمار ہوتی ہے درخواستوں کی۔ ہمارے منسٹرز ہیں، سینیٹرز ہیں، ایم این ایز ہیں وہ بھی چاہتے ہیں کہ ہم بھرمار کریں۔ ہمارے پاس بھی یہ طریقہ ہے کہ ہم بھی اپنے directive سے جس طرح آپ نے کی ہیں ہم بھی بھرمار

کر سکتے ہیں۔ اور کہیں کہ ہم نے تو روزگار دیا ہے۔ مگر کیا اس روزگار سے آپ نے اپنے
National interest کو safe guard دیا ہے یا compromise کیا ہے - کیا آپ نے اس
portfolio کو مد نظر رکھا ہے جو بطور منسٹر ، بطور پرائم منسٹر اور بطور ایم این اے اور سینیٹر لیتے
ہیں جس میں بالکل واضح ہے کہ آپ نے فیصلے کس طریقے سے کرنے ہیں۔ سیاسی انداز سے نہیں
کرنے۔ جناب چیئرمین ! I don't want to sit here, stand here and defend, and I don't
want to listen to this argument کہ جناب پیپلز پارٹی تو روزگار دیتی ہے، مسلم لیگ روزگار سے
محروم کرتی ہے - I don't want to listen to this argument , I don't want to respond to
that. But please please, look at the National interest, look at the interest of the
institutions. Let us sit down and work out a via media, where we can give
employment to these people. میں آخر میں صرف تین چار پوائنٹ in one line want to say
عرض کرنا چاہتا ہوں۔

نمبر-1 :- کوئی بھی آدمی جو نکالا گیا ہے ان میں ایک بھی criteria کو اور میرٹ کو
مدنظر رکھ کر بھرتی نہیں ہوا۔

نمبر- 2 :- ان میں کوئی بھی permanent employee سوئی سدرن گیس کا نہیں ہے یا
عارضی ہے یا trainee ہے۔

نمبر-3 :- کوئی سپریم کورٹ یا جوڈیشری کے کسی اور کورٹ کے directions کی
violation نہیں ہوئی۔

نمبر -4 ، سوئی سدرن is facing a massive deficit, it is not in profit اور خاص طور
پر پچھلے دو سال سے ہم نے گیس ٹیرف کو نہیں بڑھایا۔ اس لئے اس کا profit میں ہونے کا تو
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آخر میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں۔ اور ایک دفعہ پھر گزارش کرتا
ہوں اور میں یہ بالکل categorically کہتا ہوں کہ میں نے منسٹری میں نہ کوئی پیپلز پارٹی رکھی
ہوئی ہے ، نہ مسلم لیگ رکھی ہوئی ہے اور نہ کوئی پارٹی ہے۔ we go by merit and I have
given clear cut direction کہ for me thecriteria is performance اس performance پہ
کوئی پورا اترتا ہے تو I support him ! اگر اس performance پہ پورا نہیں اترتا تو اگر وہ بہت
بڑا مسلم لیگی بھی ہو گا تو I will throw him out, that is the criterion. I request the

that is ہے جہاں تک اس معاملے کا تعلق members to help me and support me in this. the basic background.

جناب چیئرمین، شکریہ جناب۔ جی اکرم شاہ صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, point of order.

Mr. Chairman: No, no, Akram Shah Sahib.

جی اب آپ ختم کریں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, only one minute.

Mr. Chairman: No, that is finished. We must follow the procedure. Call Attention raise کیا انہوں نے۔ جواب آ گیا۔ Now we don't want a debate on everything. یہ نہیں کہ ہر issue پر let me finish the second matter. کچھ طریقہ follow کریں۔ جی اکرم شاہ صاحب۔ رول دیکھیں، اگر کوئی گنجائش ہے تو بات کریں۔ لیکن ہر چیز کو break نہ کریں۔ Then کئی problems ہوں گے۔ آپ کریں گے تو وہ کہیں گے کہ میں بھی کرتا ہوں۔ کوئی اور کہے گا میں بھی کرتا ہوں۔ ایک معاملہ اٹھایا گیا ہے۔ رول کے مطابق جواب آ گیا ہے that is the end, now we go to the next point.

ii) RE: TERMINATION OF 120 EMPLOYEES FROM PAKISTAN MINERAL DEVELOPMENT COPORATION.

Mr. Akram Shah Khan: Sir, I hereby invite the attention of the Government on an urgent matter of public importance mentioned below:-

"The Pakistan Mineral Development Corporation (PMDC) has terminated the services of 120 employees working in Coal Mines at Shahrag without giving them any benefit. There are no other sources of employment in Shahrag due to

which the workers are worried and they are extending strikes and protest against the unfair act of the Government."

The aforesaid is a matter of utmost importance and public interest and deserves to be discussed in the House and respond by the Minister.

جناب چیئرمین: جی فرمائیے. anything else you want to say

جناب اکرم شاہ خان: شکریہ جناب چیئرمین! اس وقت ہمارا ملک انتہائی مشکل ترین معاشی حالات سے گزر رہا ہے اور ہم معاشی تباہی کے دھانے پر کھڑے ہیں۔ ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہم نے لوگوں کے foreign exchange accounts بند کر دیئے ہیں تو ایسے وقت میں ہمیں اپنی معیشت کو سنبھالا دینے کے لئے ' اس کو ٹھیک کرنے کے لئے اپنے وسائل ' اپنے sources پر depend کرنا پڑے گا اور ان کو develop کرنا پڑے گا۔ لیکن جناب چیئرمین! انتہائی افسوس کی بات ہے کہ کوئلہ ایندھن کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور ہمارا ملک ہر سال اربوں ڈالر fuel پر خرچ کرتا ہے ' ایندھن پر خرچ کرتا ہے۔ لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے اس دولت سے مالا مال کیا ہوا ہے جو کہ ہماری ایندھن کی بڑی حد تک ضروریات پوری کر سکتا ہے اور اس طریقے سے اربوں ڈالر زرمبادلہ جو کہ ہم fuel پر خرچ کرتے ہیں ' اس کو ہم بچا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں آتا ہوں اس مخصوص مسئلے کی طرف ۔ شہرگ کوئلے کی ایک بہت بڑا range ہے اور پاکستان کا بہترین کوئلہ یہاں دستیاب ہے اور یہاں سے نکلتا ہے اور تقریباً پچھلے سو سال سے زیادہ عرصے سے یہاں پر Coal mines ہیں۔ Mining ہوتی ہے' کوئلہ نکالا جاتا ہے اور اس سے ایندھن کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور وہاں PMDC, Pakistan Mineral Development Corporation جو پہلے PIDC تھی ' Pakistan Industrial Development Corporation اس کا بہت بڑا project ہے ۔ پچھلے تیس چالیس سال سے لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ وہاں سے کوئلہ نکلتا ہے۔

جناب چیئرمین! ایک زمانہ تھا کہ پی ایم ڈی سی روزانہ ہزاروں ٹن کوئلہ وہاں سے نکالتی تھی۔ ہزاروں وہاں پر employees تھے ۔ چار پانچ ہزار لوگوں کا وہاں پر روزگار تھا۔ وہ ہزاروں ٹن

کوئلہ وہاں سے نکلتے تھے - ظاہر ہے اس سے ہماری بہت بڑی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ پھر جناب جیسا کہ باقی اداروں میں ہے کہ corruption کی وجہ سے ' mismanagement کی وجہ سے PMDC loss میں چلا گیا ہے۔ اب ہوا کیا ہے۔ اس چیز کا حل یہ نکالا گیا ہے - جناب یہ بہت بدقسمتی ہے کہ ہمارے یہاں loss کو پورا کرنے کا یہ طریقہ ہے۔ آپ ایک منصوبہ چلا رہے ہیں۔ اس سے ہمیں فائدہ ہونا چاہیے۔ ملک کو فائدہ ہونا چاہیے۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہاں پر corruption کو ختم کیا جائے ' mismanagement کو روکا جائے ' اس منصوبے کو بند کر دیاجاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے loss ختم کر دیا ہے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری - جناب چیئرمین! PMDC جس علاقے میں mining کرتی ہے وہاں پاکستان کا سب سے بہترین کوئلہ وہاں موجود ہے - پی ایم ڈی سی کے وہاں پر سینکڑوں کوارٹرز ہیں جن میں مزدور رہتے ہیں اور ہر کوارٹر کی قیمت لاکھوں روپے ہے' وہاں پر درجنوں بنگلے ہیں جن میں پی ایم ڈی سی کے افسران رہتے ہیں اور ہر بنگلے کی قیمت کروڑوں روپے ہے۔ وہاں پر بچوں اور بچیوں کے ہائی سکول ہیں۔ وہاں پر ہسپتال ہیں' وہاں پر کلب ہیں' ریسٹ ہاؤس ہیں' گیسٹ ہاؤس ہیں' اربوں روپے کی جائیداد ہے پی ایم ڈی سی کی وہاں پر۔ اب وہاں پر ملازمین کی تعداد کو کم کرتے کرتے 200 کے قریب لے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم loss میں جارہے ہیں۔ اب حال ہی میں پچھلے دنوں 120 ملازمین کو نکال دیا گیا' رپورٹ کیا ہوئی کہ جی ہمیں یہاں پر loss ہو رہا تھا' ہم نے ملازمین کو نکال دیا ہے' loss ختم۔ جناب چیئرمین! ان ملازمین کو جب آپ نکالیں گے تو وہاں پر آپ کے جو سینکڑوں کوارٹرز ہیں ' آپ کے بنگلے ہیں ' آپ کے سکول ہیں ' آپ کے ہسپتال ہیں ' آپ کی مشینری ہے' تو ان کے دروازے اور کھڑکیاں تو لوگ نکال کر لے جائیں گے ' وہ ساری چیزیں تباہ ہو جائیں گی۔

جناب چیئرمین ! میری مختصر سی گزارش یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم صرف اس مسئلے پر رہیں کہ جی loss ختم ہو گیا ہے' نقصان ختم ہو گیا ہے' ہمیں ایسی پالیسی بنانی چاہیئے کہ اس نقصان دہ project کوہم منافع بخش بنائیں - ایک اتنا بڑا project ہے ' نقصان میں کیوں جا رہا ہے؟ جناب جب سٹیل مل لگ رہی تھی تو سروے کیا گیا ' analysis کیا گیا ' لیبارٹری ٹیسٹ کیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ سٹیل مل کے لئے بہترین کوئلہ شہرگ کا ہے۔ جناب والا! میں نے وزیر صاحب سے بھی بات کی ہے' میں اس پر مجموعی صورتحال کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں جب یہ سٹیل مل لگ رہی تھی تو اس کوئلے کو بہترین کوئلہ قرار دیا گیا سٹیل مل کے

لئے۔ کینیڈا سے پلانٹ منگوایا گیا اور وہاں پر پلانٹ install کیا گیا لیکن غلط management کی وجہ سے وہ پلانٹ ناکام ہو گیا۔ اب ہم سٹیل مل کے لئے پتہ نہیں بنگال ' بہار یا انڈیا سے یا کہاں سے کوئلہ منگوا رہے ہیں' حالانکہ یہ ہمارا بہترین کوئلہ تھا۔

جناب چیئرمین! اب میری دو گزارشات ہیں وزیر صاحب سے' ایک تو یہ کہ جن لوگوں کو وہاں سے نکالا گیا ہے' شہرگ سے نکالا ہے' جہاں پر نہ زراعت ہے' نہ روزگار کا کوئی اور ذریعہ ہے' یہ لوگ وہاں پر بھوکے مریں گے اور انہی لوگوں کی تنخواہوں سے وہاں پر جو چھوٹا سا قصبہ بنا تھا ' ایک دکان اور ایک ہوٹل بن گیا تھا ' وہ لوگ بیروزگار ہو جائیں گے۔ تو میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ وہ مہربانی کریں' ان لوگوں کے بال بچوں کا' اس علاقے کا' ان کی بیروزگاری کا خیال کریں اور ان لوگوں کو نہ نکالیں۔

دوسری تجویز میری یہ ہے کہ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ PMDC, کی وہاں مشینری ہے' بنگلے ہیں' ہسپتال ہیں' ریسٹ ہاؤس ہیں' گیسٹ ہاؤس ہیں' کلب ہیں' سب کچھ ہے وہاں پر' اگر اس کو چلانے کے لئے دو چار کروڑ روپے کی ضرورت ہے تو اس کو دوبارہ rehabilitate کر کے چلایا جائے۔ جناب! میں یہ assure کراتا ہوں کہ اگر وہاں پر دو چار پانچ کروڑ روپے خرچ کر دیئے جائیں تو وہ منصوبہ دوبارہ start ہو سکتا ہے' میں ان کو ensure کرواتا ہوں کہ اگر وہ یہ خرچہ اس پر کر دیں تو جتنا خرچہ یہ اس پر کریں گے 'ایک سال کی آمدن سے ہم ان کو یہ خرچہ پورا کر دیں گے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ایک بار پھر وزیر صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ یہ 120 آدمی جو نکالے گئے ہیں ' ان کے بچوں کا ' ان کی روزی کا ' وہاں کے رہنے والے لوگوں کے روزگار کا خیال رکھتے ہوئے ان کو نہ نکالا جائے' ان کو بحال کیا جائے کیونکہ وہ منصوبہ کبھی نقصان دہ نہیں رہا ہے' وہ منافع بخش منصوبہ رہا ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

چوہدری نثار علی خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا ' میری دوستوں سے بات ہوئی ہے' ابھی میں جب پچھلے Call Attention Notice پر respond کر رہا تھا تو میں ایک بات کہنا بھول گیا ' جو میں نے دوستوں کو بھی assure کی ہے

اور public کو بھی assure کرنا چاہتا ہوں کہ اب ban اٹھا ہے ' اس کی implementation شاید یکم جولائی سے ہو گی اور اس کے لئے ایک سکیم بھی بن رہی ہے کہ کس طریقے سے لوگوں کو میرٹ پر نوکریاں دی جائیں تو میں assure کرتا ہوں کہ یہ جو trainees تھے یا عارضی طور پر جو لوگ کام کر رہے تھے یا کر رہے ہیں' یا پچھلے دو سالوں میں نکالے گئے ہیں' ان کو ہم اہمیت دیں گے' ان کو priority دیں گے' ان کو extra marks دیں گے' جو بھی criterion طے ہو گا تا کہ اس induction میں ان کے پچھلے دو سالوں کے تجربہ کا ان کو فائدہ پہنچے۔

جناب اکرم شاہ خان: جناب چیئرمین! اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ پی ایم ڈی سی میں کافی improvement بھی ہوئی ہے' انہوں نے ایک انتہائی ایماندار شخص کو وہاں پر چیئرمین لگایا ہے جو کہ محنتی بھی ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی پالیسی ہونی چاہیئے اور اگر وزارت کی طرف سے یہ پالیسی ہو گی کہ آپ مزدوروں کو فارغ کر دیں اور اس آدمی کو کام کرنے دیں تا کہ وہ اس منصوبے کو منافع بخش بنا سکے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

چوہدری نثار علی خان: جی میں مشکور ہوں معزز سینیٹر کا ' میں جس بات سے آغاز کرنا چاہتا تھا اپنے جواب کا ' اپنے response کا ' انہوں نے اس کا اظہار خود ہی کر دیا ہے۔ جناب خدا گواہ ہے کہ ہمارا مقصد نہ سیاسی ہے نہ ذاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وزارت اور اس کے ادارے خالصتاً قومی مفاد میں پھلیں پھولیں' ان میں بہتری آئے اور کسی کو تکلیف بھی نہ آئے۔ اگر تکلیف پہنچے تو ان کو جو کرپٹ ہیں'وہ لوگ جو incompetent ہیں' یہ بنیادی مقصد ہے اور اسی کے حوالے سے پی ایم ڈی سی میں ہم نے کوشش کی ہے جس طرح باقی اداروں میں کوشش کی ہے۔ اور جیسا کہ شاہ صاحب نے کہا ہے میرے سامنے وہ بھی ریکارڈ ہے ۔ وہ بھی میں ایوان میں پیش کر دیتا ہوں کہ پچھلے دو سالوں میں وہ پی ایم ڈی سی جو کروڑوں روپے کا نقصان اٹھاتی تھی ' اس میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اور ہمارے جو اچھے اور ایماندار افسران ہیں' جو نیچے ملازمین ہیں ان کی کاوشوں اور کوششوں سے کافی improvement ہم لے کے آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ cost least ہو ۔ جو incompetent or corrupt ہیں ہم ان کو بھی phase out کرنا چاہتے ہیں' ان پہ بھی ہم زیادہ بوجھ نہیں بننا چاہتے ۔ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ

تعالیٰ کرتے رہیں گے۔

جہاں تک کہ شارگ کے لوگ نکالے گئے ہیں اس میں معزز سینیٹر کی اطلاع درست نہیں ہے کہ ان کے جو بقایا جات --- یا ان کو کچھ دیے بغیر فارغ کیا جا رہا ہے۔ ان کے تمام بقایا جات دے کر ان کو فارغ کیا جا رہا ہے۔ ان کی یہ بات بھی درست نہیں ہے ہم اپنے losses صرف اس بنیاد پہ کٹ کر رہے ہیں کہ لوگوں کو نکالا جائے' یہ نہیں ہے۔ اور بہت سے طریقے ہیں۔ اوپر سے لے کے نیچے تک ہم نے slash کیا ہے ' administrative cost کم کی ہے ۔ We have tried to sideline people who were incompetent, who were corrupt یہ بہت سارے factors اکٹھے ہو کر آج اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ ادارے بہتری کی طرف چل رہے ہیں اور جہاں بھی مجھے شکایت آئے کہ لوگ ٹھیک کام نہیں کر رہے یا کرپشن ہے یا incompetence ہے I do not take a second ۔ ابھی سوئی ناردرن کی شکایات آئیں۔ یہ شاید پہلا موقع ہو گا کہ نیچے سے اوپر تک in one meeting I removed the entire management ۔ تو اس سلسلے میں معاونت چاہوں گا اپنے دوستوں کی خواہ وہ اس سائڈ پہ بیٹھے ہوں خواہ اس طرف ہوں We are all colleagues and I am convinced. The interest is the national interest and that is the supreme interest۔ تو میری اس سلسلے میں یہ تجویز ہے کہ باوجود اس کے کہ میں contest کرتا ہوں جو باتیں انہوں نے کی ہیں کہ کس طریقے سے ان لوگوں کو نکالا گیا ہے مگر یہ human aspect بھی ہے ' human problem بھی ہے۔ میں یہ suggest کرتا ہوں کہ ہمارے چیئرمین جو پٹرولیم اور نیچرل ریسورسز کمیٹی کے ہیں جناب خدائے نور صاحب ان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی جائے جس میں اکرم شاہ صاحب بھی ہوں' اس طرف سے بھی دو ممبران اس میں شامل کر لیتے ہیں اور دو ہمارے ٹیکنیکل ممبر ہیں from the PMDC and also from the Ministry ایک چھ ممبرز کی کمیٹی ہو وہ overall پی ایم ڈی سی کی working جو ہماری موجودہ management کر رہی ہے اس کے حوالے دیکھے ' یہ کمیٹی جو رپورٹ دے گی ہم اسے implement کریں گے۔

جناب اکرم شاہ خان: جناب جو مزدور نکالے گئے ہیں ان کو اگر کچھ عرصے کے لیے دوبارہ رکھ لیں۔ جب تک کمیٹی اپنی رپورٹ نہیں دیتی۔

چوہدری نثار علی خان ، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ جو پہلے واقعہ ہوچکا اس کو پھر کرنا ' اس میں ہمیں بہت اور معاملات میں problems پیش آئیں گی۔ مگر جو کمیٹی رپورٹ دے گی ہم اس کو implement کر دیں گے ۔

جناب اکرم شاہ خان، لیکن جو لوگ ابھی نکالے بھی نہیں گئے صرف نوٹس بھیجے گئے ہیں ان کو تو رکوا لیں۔

چوہدری نثار علی خان ، مگر ان کے تمام بقایا جات جو ان کو مراعات تھیں' یہ درست نہیں ہے کہان کو ان کے بغیر فارغ کر دیا گیا ہے۔ جو ان کی graduity تھی اور ایک مہینے کے نوٹس پہ تنخواہ ملتی ہے وہ بھی دی گئی۔ میری گزارش یہ ہے اس میں ہمیں serious problems ہو نگے۔ کمیٹی جو فیصلہ کرے گی اس پہ ہم عمل کریں گے۔

جناب چیئرمین، تو کمیٹی بنا دیں پھر ۔ ٹھیک ہے جی۔ کمیٹی بن گئی جی۔ پہلے میں یہ پوچھ لوں what about the foreign policy debate جو چل رہا تھا کل کا۔

Mian Raza Rabbani : Sir, that is to be taken up .

Mr. Chairman: OK.

باقی چیزیں رہ جائیں گی۔ لیکن مختصر بات کریں جی۔ زاہد خان صاحب what is your point of order.

جی پہلے میں یہ پوچھ لوں کہ what about the Foreign Policy debate کل جو چل رہی تھی۔ ہاں جی۔

Mian Raza Rabbani: Sir, that is to be taken up.

Mr. Chairman: It has to be taken up. O.K.

جی باقی چیزیں رہ جائیں گی اگر point of order شروع ہو گیا تو لیکن مختصر بات کریں' زاہد خان صاحب what is the point of order ۔ ایک منٹ باری باری' مختصر بات کریں کہ point of order کیا ہے' لمبی بات نہ ہو۔

جناب محمد زاہد خان۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔

POINT OF ORDER

i) RE: THE ARREST OF THE PRESIDENT OF SINDH ANP.

جناب چیئرمین- جی فرمائیے۔

جناب محمد زاہد خان- چیئرمین صاحب! میں نے پہلے Session میں ایک point raise کیا جو عوامی نیشنل پارٹی کے سندھ صوبے کا جو امین خٹک صاحب صدر ہے اس کو گرفتار کیا گیا تھا اور اس پر میں نے ہاؤس میں بات کی تھی ۔ راجہ صاحب نے اٹھ کر ہاؤس کو یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ میں ایک دن کے اندر وہاں سے پتا کر کے ، پورے ہاؤس کو بتا دوں گا اور اس کو چھوڑ دیں گے۔ جناب ذرا آپ راجہ صاحب کو بھی کہہ دیں کہ میری بات کو ذرا سن لیں۔ جناب میرا point راجہ صاحب سے تعلق رکھتا ہے۔

جناب چیئرمین- جی راجہ صاحب۔ جی فرمائیے۔

جناب محمد زاہد خان- جناب میں نے پہلے اجلاس میں point raise کیا تھا۔ ہمارے صوبہ سندھ نیشنل پارٹی کے صدر ہیں امین خٹک صاحب'ان کو گرفتار کیا گیا تھا ۔ اس پر میں نے یہاں ہاؤس میں بات کی تو آپ بیٹھے ہوئے تھے ۔ جناب آپ نے راجہ صاحب کو کہا تھا کہ آپ اس پرمعلومات کرکے ، آپ ہاؤس کو بتا دیں۔ جناب وہ اجلاس بھی ختم ہو گیا۔ آج میرے خیال میں پھر اجلاس prorogue کر رہے ہیں۔راجہ صاحب بیٹھے ہیں تو وہ بتا دیں کہ کیا انہوں نے وہاں معلومات کیں کہ اس کو کس وجہ سے گرفتار کیا گیا اور کیوں گرفتار کیا۔ اگر اس کو صرف اس بناء پر گرفتار کیا گیا کہ اس کے خلاف case تھا تو جناب case تو اس ملک میں ہر ایک کے ساتھ ہوتے ہیں۔ Prime Minister کے اوپر بھی-----------

جناب چیئرمین- آپ امین خٹک کی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد زاہد خان- جناب۔ جیسے حمید اصغر قدوائی جیسا شخص جو مفرور تھا'باہر چلا گیا تھا' وہ سفیر بھی بنا دیا گیا۔

جناب چیئرمین- اچھا۔

جناب محمد زاہد خان جناب ہمیں یہ بتایا جائے کہ کیاوہ ابھی تک جیل میں ہے'

کیا وجہ ہے۔ جناب، راجہ صاحب ذرا بتا دیں۔

جناب چیئرمین۔ راجہ صاحب can you make a statement on that.

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب یہ ایک FIR کی registered کافی عرصے سے تھی، اس کے تحت انکو گرفتار کیا گیا تھا۔ ان کے وکلاء نے بھی ضمانت کی درخواست دی ہوئی ہے۔ معاملہ subjudice ہے۔ اس وجہ سے مزید کوئی ایسی صورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی خٹک صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ایک منٹ جی، پہلے ایک معاملہ ختم کر لیں۔ نہیں اس کے بعد ہر چیز اہم ہوتی ہے۔ نہیں پہلے میں نے ان کو کہا ہوا تھا کہ نہیں ایک معاملہ ختم کر کے، پھر میں آتا ہوں، ایک چیز ختم کرکے، پھر آپ کی طرف آتا ہوں۔ Let me finish one thing یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ یہ ایک معاملہ ہو رہا ہے، کوئی شروع کر دیتا ہے، پھر کوئی اور شروع ہو جاتا ہے۔ Let us finish one matter then we come to you ابھی time کافی ہے don't worry۔ جی جناب اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ یہ اتنا مسئلہ نہیں تھا کہ جتنا اس کو بنایا گیا ہے۔ ہمیں معلومات ہیں کہ مرکزی انتظامیہ کا ہاتھ اس میں بہت تیزی سے، چالاکی اور سازشوں کے ساتھ مصروف عمل ہے، اس لئے میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ جیسے کہا گیا یہ سنہ 88 میں جب مہاجر اور پشتون فسادات ہوئے، یہاں گڑ بڑ ہو رہی تھی، اس وقت ہماری پارٹی کوشش کر رہی تھی کہ ان فسادات کو خوشگوار فضا میں تبدیل کرے اور کراچی میں امن قائم ہو۔ آپ خود جانتے ہیں، سب کچھ کراچی والے جانتے ہیں کہ اس میں ہم کامیاب ہو گئے۔ اس دوران میں امین خٹک جو ہمارا وہاں کا صدر ہے، اس نے ایک تقریر کی۔ اس وقت کی حکومت نے جو ان فسادات کو ختم کرنا نہیں چاہتی تھی، اس کا مقصد یہ تھا کہ فسادات ہوں، اس سے زیادہ میں کچھ کہنا نہیں چاہتا لیکن انہوں نے مقدمہ بنایا، FIR درج کی، وہ اپنی جگہ پر۔ آج کیا ہے، آج یہ ہے کہ ایک طرف تو اخبارات میں اور ادھر ادھر یہ شوق یا جنون ہے کہ ANP مذاکرات میں شامل ہو، مذاکرات میں ہم بیٹھنے کے تیار نہیں ہیں تو منت سماجت، تمام ہربے استعمال ہو رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو بھی ہربے ہوں گے ناکام ہوں گے۔ الغرض

ہم سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں یہ بھی ایک دباؤ تھا اور ہے لیکن اس میں ایک اور خطرہ ہے۔ مرکزی انتظامیہ اور اس کے کارکن جہاں بھی ہیں ، ان کو متنبہ کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ اس اقدام میں ایک چیلنج ہے میری پارٹی کو اور پاکستان بھر میں میری جماعت کے حلیفوں کو اور جمہوریت پسندوں کو ، ترقی پسندوں کو ، عوام دوستوں کو ۔ یہ چیلنج ہمیں قبول ہےمگر جناب چیئرمین صاحب! آپ کی وساطت سے ، اس ایوان کی وساطت سے ، حکومت کو نہیں ملک کے عوام کو ، سیاستدانوں کو ، اس ملک کے مستقبل کو پرامن بنانے والوں کے سامنے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ چیلنج ہمیں قبول ہے۔ مگر یہ چیلنج دے کر ، ہمارے صدر کو گرفتار کرکے اے این پی اور اس کے حلیفوں کو بھڑکانے کا عمل ، اشتعال دلانے کا عمل شروع کرکے ، یہ چیلنج دے کر ملک کو تباہی کی طرف بڑھانے کا جو عمل آپ کر رہے ہیں اس میں ہم فریق نہیں بنیں گے۔ اس طرح ان کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے ۔چیلنج منظور ہوتے ہوئے بھی ہم ان کی چالوں میں نہیں آئیں یعنی ہم وہ راستہ اختیار کریں گے جو آئین کا ہو، قانون کا ہو ، انصاف کا ہو، ملک کی سلامتی کا ہو ۔

بے ادبی معاف چیئرمین صاحب! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ آج آپ نہیں سمجھتے اگر یہ منع نہ ہوئے تو آپ کو محسوس ہو جائے گا کہ کتنا خطرناک مسئلہ ہے۔امین خٹک مفرور نہیں تھا ، وہ روپوش نہیں تھا ۔ انتظامیہ کے آج کے سربراہ کے جلسوں کا انچارج ہوتا تھا، کوئی انکار کرے۔ سندھ کی انتظامیہ اور افسروں کے ساتھ اس کے روابط تھے عوامی خدمت کے لئے ، تحریک نجات کے لئے ، جلسے اور جلوسوں کے لئے ۔ وہ مفرور اور روپوش نہیں تھا ۔ ہر محفل میں لوگ اس کو جانتے تھے ۔ تھانوں میں جاتا تھا، سب کچھ کرتا تھا ، مفرور نہیں تھا۔ وہ اے این پی کا صدر تھا ۔جب وہ اے این پی کو ایک آنکھ سے ایک طرح سے دیکھنے لگے اور دوسری آنکھ سے دوسری طرح دیکھنے لگے تو وہ مفرور بھی ہو گیا ، روپوش بھی ہوگیا ۔ ہم نہ منت کرتے ہیں نہ سماجت کرتے ہیں، صرف متنبہ کرتے ہیں کہ یہ عمل، یہ اقدامات جس کی ابتداء ، جس کے اشارے ، جس کے ارادے امین خٹک کی گرفتاری سے شروع ہوتے ہیں یہ ملک کی تباہی کی رفتار کو مزید تیز کر دے گا۔ جس رفتار سے حکومت نے یہ شروع کر رکھا ہے بلکہ حکومتوں نے شروع کر رکھا ہے اس سلسلے میں یہ خطرناک ترین اقدام ہے ۔ اس سے باز آ جائیں اور اگر آج کی حکومت ملک کو افسوسناک انجام کی طرف پہنچانے کے لئے بیتاب ہے تو وہ کوئی اور راستہ اختیار کرے ۔ اس

راستے پر چل کر ان کو بہت افسوس ہو گا۔

آخر میں میری اس تقریر یا ان الفاظ میں جو اگر تلخی محسوس ہوئی یا کچھ زور محسوس کیا تو وہ ان لوگوں کی دو عملی کی وجہ سے ہے ۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ اس ملک کے مستقبل کے لئے اور اس ملک میں صحیح حالات پیدا کرنے کے لئے حکومت ان اقدامات سے باز آ جائے اور امین خٹک کی رہائی اور اس طرح کے مثبت اقدامات کی طرف توجہ دے ۔شکریہ۔

Mr. Chairman: Raja Sahib, do you want to say further on it.

کچھ کہنا چاہیں گے یا وہی کافی ہے کہ subjudice ہے. and let the court decide whatever be.

راجہ محمد ظفر الحق. گزارش یہ ہے کہ ذاتی طور پر میں اجمل خٹک صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ہم سب کرتے ہیں۔ It is one of our pleasures.

راجہ محمد ظفر الحق ، انہوں نے فرمایا ہے کہ امین خٹک صاحب کی گرفتاری پر انہیں رنج ہے ، پریشانی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ آئین اور قانون کی بالا دستی کو قائم رکھنا چاہتے ہیں ۔ یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے اور یہ ان کے مزاج کے عین مطابق ہے ۔ لیکن مجھے حیرانی ہوئی کہ جب وہ یہ کہہ رہے تھے کہم کوئی ایسا معاملہ نہیں کریں گے تو پیچھے سے ' پیپلز پارٹی کی طرف سے پنچ بجائے گئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب انہوں نے یہ کہا کہ امین خٹک صاحب کے خلاف مقدمہ اس وقت قائم کیا گیا تھا جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو خاموشی چھا گئی ۔ پھر کوئی پنچ نہیں بجایا گیا۔

(interruption)

راجہ محمد ظفر الحق ، نہیں۔ پیپلز پارٹی اس وقت چاہتی تھی کہ مہاجر اور پٹھان لڑیں۔ غوث علی شاہ نہیں چاہتا تھا۔

(interruption)

میاں رضا ربانی، غوث علی شاہ تھا۔ یہ ۸۷ کی بات ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق ، جناب، میں گزارش کر تا ہوں۔ یہ معاملہ کوئی ایک دفعہ نہیں

کئی دفعہ آچکا ہے۔ ۸۷ میں نہیں ہوئی۔

(interruption)

میاں رضا ربانی: ۸۷ یا ۸۶ کا واقعہ ہے اور Ghous Ali Shah was the Chief Minister.

(interruption)

جناب چیئرمین: یعنی ۸۷ کی بات ہے ' بارہ سال بعد گرفتاری ہو رہی ہے۔

میاں رضا ربانی: جناب' بارہ سال کے بعد گرفتاری عمل میں آ رہی ہے۔ ان کے وزیر نے ایف آئی آر درج کی ' اب ان کی حکومت نے اس کو arrest کیا۔

راجہ محمد ظفر الحق: بات یہ ہے جناب! اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں بدقسمتی سے مہاجروں اور پختونوں کے درمیان اختلافات بڑھے اور وہ معاملہ تشدد کا سلسلہ اختیار کر گیا تھا---
---

(interruption)

Mr. Chairman: Taj Haider Sahib, let us not get involved into an argument. Let us get the reply and move on.

سید تاج حیدر: جناب' میں حقائق کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔

راجہ محمد ظفر الحق: نہیں۔ آپ میری کیا توجہ دلوائیں گے۔ کیامیں اس ملک سے باہر تھا اس وقت۔ میں یہاں نہیں تھا۔ مجھے اس بات کا علم ہے۔ میں مصر میں نہیں تھا۔ میں ۸۶ میں مصر سے آ گیا تھا۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہوا میری آنکھوں کے سامنے ہوا۔

(interruption)

راجہ محمد ظفر الحق: ممکن ہے راشدی صاحب آپ اس میں شریک نہ ہوئے ہوں۔ لیکن باقی حضرات تو یہاں موجود میں۔ مجھے حیرت اس بات پر ہوئی کہ جب اجمل خٹک صاحب نے یہ کہا کہ ہم پر pressure ڈال کر کوئی بات چاہتے ہیں اور اخبار میں آ رہا ہے ' ہم بات کرنے کے لئے نہیں بیٹھیں گے تو اس پر تو تالی بجی لیکن جب انہوں نے کہا کہ ہم آئین اور قانون کا راستہ اختیار کریں گے باوجود ان اشتعال انگیزیوں کے تو اس پر کوئی تالی نہیں بجی حالانکہ یہ

بڑی بات تھی۔

(interruption)

راجہ محمد ظفر الحق ۔ میں اسی لئے تو کھڑا ہوا ہوں ۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مختلف جماعتوں کے درمیان بسا اوقات اختلافات ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات وہ پھر آپس میں مل جاتی ہیں۔ لیکن اس میں کوئی اچھنبے کی بات نہیں ۔ دیکھنا یہ ہے کہ جو اندز کوئی شخص اختیار کرتا ہے آیا وہ ملک کے حق میں ہے یا نہیں ہے۔ اور اس میں جب دو آراء ہوتی ہیں تو پھر اختلاف رائے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ANP امن کا راستہ اختیار کرتی ہے جو کہ ہمیشہ انہوں نے کیا ہے اور تشدد کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہتے تو ہم اس بات کو سراہتے ہیں ، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں ، نہ صرف یہ بجاتے ہیں بلکہ اس کا بر ملا اعتراف کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ جن لوگوں نے ANP اور مسلم لیگ کے اختلافات سے فائدہ اٹھانے کی خواہش کا اظہار کیا ہے ، انشاء اللہ تعالیٰ ان کی امیدیں پوری نہیں ہوں گی۔

Mr. Chairman: Thank you. Now let us go on to the next point. Yes please, Aftab Sheikh Sahib.

ii) RE: THE MURDER OF TWO MQM ACTIVISTS IN A SO CALLED POLICE ENCOUNTER.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ ۔ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ کراچی میں جو کل کا واقعہ ہوا تھا، جس میں دو افراد کو ماورائے عدالت قتل کیا گیا ہے، اس کی طرف میں آپ کی اور ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ دراصل میں آج اجلاس میں شرکت کے لئے آیا ہی اس وجہ سے ہوں ۔ صرف اس واقعہ کو بیان کرنے کے لئے کہ کراچی میں کل کیا ہوا؟

جناب والا ! کل کراچی میں صدر پاکستان اور کمانڈر انچیف بھی موجود تھے ۔ دونوں افراد کی موجودگی میں کل صبح پونے پانچ بجے دو افراد ، دو ایم کیو ایم کے activists جن میں سے ایک کا نام فرید احمد خان اور دوسرے کا نام شمیم احمد خان ہے، یہ دونوں آپس میں کزن تھے ۔ ان

دونوں کو پولیس نے raid کرکے گرفتار کیا اور ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد ایک جعلی مقابلہ دکھایا گیا جس میں دونوں کو چاروں طرف سے گولیوں سے بھون دیا گیا ۔ تمام طرف سے ان کو گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہ مر گئے اور ان کے ہاتھ اور پاؤں دونوں بندھی ہوئی پوزیشن میں tight,' hand tight, feet tight دونوں bodies لالوکھیت لیاقت آباد میں پولیس والے پھینک کرچلے گئے ۔ admitted position یہ ہے کہ وہ arrest کئے گئے تھے' پولیس خود کہتی ہے کہ ان کو arrest کیا گیا تھا ۔ admitted position یہ ہے کہ arrest کے بعد پولیس کہتی ہے کہ مقابلہ ہوا ہے ۔ کسی نے attempt کیا ہے مارنے کے لئے ' حیران کن بات یہ ہے جناب چیئرمین ' کہ جو پولیس سکواڈ لے کر جا رہا تھا اس میں سے ایک پولیس والے کوخراش تک نہیں آئی ۔

دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ جو بعد میں body examination ہوا ہے تو point blank range سے ان دونوں افراد کو shoot کیا گیا ہے ۔تیسرا پوائنٹ کہ اخبارات میں جو آج وجہ بیان کی گئی وہ یہ ہے کہ لیاقت آباد تھانے کا S.H.O. سرور کمانڈو نام کا ایک شخص ہے ۔ اس کے بہنوئی کو مبینہ طور پر ' مبینہ طور پر ان دو افراد نے قتل کیا تھا تو اس نے کہا کہ میں ہی کیوں نہ ان کو مار دوں ۔ چنانچہ اس نے ان کو گرفتار کیا۔ وہ آگے لے کر گیا اور point blank range سے ان کو shoot کیا ۔ shoot کرنے کے بعد انہیں قتل کیا ۔ this is a clearcut murder ۔اگر پولیس کی یہ بات صحیح مانی جاتی یا پولیس کا یہ موقف صحیح ہوتا تو پولیس مقابلے میں ان افراد کے مرنے کے بعد body ان کی لے جائی جاتی ' پوسٹمارٹم ہوتا ' ان کے ورثاء کو یہ bodies handover کی جاتیں۔ لیکن پولیس جب hand tight, feet tight body محلے کے اندر پھینک کر چلی گئی تو اس سے یہ بالکل بات ظاہر ہے اور ثابت ہے کہ یہ ایک جعلی مقابلہ arrange کیا گیا تھا۔ just to murder these persons اس لئے کہ ایس ایچ او ذاتی طور پر ان کے خلاف پرخاش رکھتا تھا اور پرخاش یہ تھی کہ اس کے بہنوئی کو ان دو افراد نے مبینہ طور پر مارا تھا ۔

جناب چیئرمین ! میں کل کے اخبار کی ایک اور سرخی پر آپ کی توجہ مبذول کرواؤں گا ۔ یہ بیان تھا جناب اٹارنی جنرل کا ۔ جب انہوں نے کہا ' " خوش آمدید ' عدلیہ نے دہشت گردی ختم کرنے کا کام اپنے ذمے لے لیا ۔ " یہ بیان full of contempt and full of scorn دیا گیا ہے ' عدلیہ کے خلاف اور آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ۱۷ فروری کو سپریم کورٹ میں MTCs کے خلاف جب سے فیصلہ آیا ہے' اس وقت سے جو ٹیلی وژن کے پروگرامز ہیں ' خود وزیر اعظم کے

اپنے جو بیانات ہیں ' ان کی اپنی جو تقریر ہے وہ اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ انہوں نے آج تک عدلیہ کا فیصلہ خوشدلی سے قبول نہیں کیا ۔چنانچہ یہ کل کا بیان تھا وہ چھپا اور اس کے ساتھ ساتھ کل ہی ایک اور event ہوا۔ وہ event یہ تھا کہ کل "ڈان " نے for the first time full text of the judgement of the Supreme Court کی پہلی قسط شائع کی ہے۔ تو وہ پہلی instalment کی reproduction کی جانی تھی' اس کو اس طرح سے celebrate کیا گیا کہ ہمیں دو counterfeit' جعلی attacks arrange کر کے ہمارے دو ساتھیوں کو مارا گیا۔

ہم نے پہلے ہی کہا تھا' 17 فروری کو 'جو فیصلہ ہوا تھا ۔ شام کو پریس کانفرنس کر کے میں نے کہا تھا کہ اب کراچی میں جعلی مقابلے ہوں گے اور ہمارے لوگ مارے جائیں گے ۔ یہ پہلا start لیا انہوں نے ۔ایک اور بات جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ انہوں نے Anti-terrorists wings کراچی میں قائم کیے ہیں ۔ ان Anti-terrorist wings کا ایک شخص عبدالستار دتا' اس کو کہا گیا ہے کہ تم اس کو Head کرو اور جعلی مقابلے کروانے ہیں ۔اس نے کہا میں اس کام میں شامل نہیں ہوں مجھے آپ چھٹی پر بھیج دیں ۔وہ چھٹی پر چلا گیا جو شخص agree ہوا اس معاملے پر اس شخص کا نام ہے ۔ریٹائرڈ ۔ ڈی ایس پی ۔چوہدری عبدالحمید اس کا آفس ہے نیپئر بیرکس میں یہ ATW کا اب اس وقت سربراہ ہے اور یہ جعلی مقابلے کراچی میں اب ایک نہیں مختلف جگہوں پر ہوں گے ۔اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے جناب چیئرمین! وہ کم ہے ۔ ماورائے عدالت لوگوں کو قتل کیا جانا کسی جمہوری معاشرے میں جہاں لکھا ہوا دستور موجود ہو ۔یہ سرا سر شدید نوعیت کی ناانصافی ہے حکومت کو اس کا نوٹس لینا چاہیے' اس بات کا۔ اور ہم متنبہ کرتے ہیں حکومت کو کہ دیکھیے 'عدالتوں سے جو فیصلہ ہو گا لوگوں کو اگر ان فیصلوں کے compliance میں پھانسی چڑھایا گا یا عمر قید یا دس سال قید ہو گی تو کوئی resist نہیں کرے گا ۔ لیکن اگر آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ آپ جعلی مقابلے stage کر کے لوگوں کو قتل کریں گے آپ ' تو اس کا ممکن ہے کہ reaction ہو گا ۔ ہم اس reaction کو روکنے کی position میں نہیں ہوں گے اس لئے کہ جن کے لوگ مارے گئے ۔کل کانفرنس میں جیسی صورتحال ان کے گھر والوں نے بتائی وہ بہت ہی افسوسناک تھی جن کے لوگ مارے گئے وہ react کر سکتے ہیں ۔اور اس طریقے سے اگر لوگ مریں گے تو اس کا reaction تو ہوگا۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس واقعے کے حوالے سے اس سائیڈ پر جو وزراء بیٹھے

ہوئے ہیں اس کی تفتیش کریں، معلومات کریں کہ آیا جو میں نے بات کہی ہے وہ غلط ہے یا صحیح ہے کیا یہ actually مقابلہ تھا یا arrange یا counterfeit مقابلہ تھا اور اس ہاؤس کو جواب دیں کہ اس طرح سے کیا لوگوں کو excecute کرنا کیا مناسب ہے کہ غیر مناسب عمل ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی راجہ صاحب اس کا کوئی جواب ہے ؟

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Will somebody make a statement here?

جناب چیئرمین ۔ جی منسٹر صاحب ۔ جی بیٹھیں بیٹھیں آپ پلیز ۔ آپ کی بات سن لی ناں۔

جناب خالد انور ۔ جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب تو تشریف فرما نہیں ہیں ۔ لیکن ہم ضرور اس کی تفتیش کرائیں گے یہ جو آپ نے فرمایاہے ۔ حکومت کی تو ہرممکن کوشش ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلوں پر عمل کیا جائے اور ہم احترام بھی کرتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا ہے ہم آپ کا پیغام ضرور Interior Ministry کو pass on کریں گے تاکہ اس کی تفتیش ہو اور اس کا کوئی مداوا ہو سکے ۔

جناب چیئرمین۔ اگر یہ مکمل ہو گیا ہے جی تو آئٹم نمبر 3 بار بار آرہا ہے جی ۔ آئٹم نمبر 3 ۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ اچھا جی ایک منٹ جی پہلے باقی dispose off کر لیں ۔ جی جناب علی نواز شاہ صاحب کا ایک معاملہ ہے I want to take it up جی جناب ایک منٹ جی ۔ These are very urgent matters. جی جناب علی نواز شاہ صاحب یہ پڑھ دیں آپ ۔

جناب علی نواز شاہ ۔ جناب میرا ایک privilege motion پڑا ہوا ہے آپ کے پاس۔

جناب چیئرمین ۔ تو یہ privilege motion ہے جی ۔ This is regarding an allegation, here is that there was an incorrect answer submitted by the Ministry of Water and Power in reponse to Question No .103 .replied on 23rd February 1999.

اب منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ اس کا نوٹس منسٹر صاحب کو دیا جاتا ہے تا کہ آ کر ہاؤس میں جواب دیں گے۔

جناب علی نواز شاہ ۔ جناب اس میں ایک بات ہے کہ یہ آپ نے بھی۔

جناب چیئرمین۔ میں صرف وقت بچانے کی خاطر میں کر رہا ہوں کہ آپ کا privilege motion جو ہے وہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا ۔منسٹر صاحب کو نوٹس جائے گا اور منسٹر صاحب ہاؤس میں اس کا جواب دیں گے ۔ٹھیک ہے جی ۔ So notice may kindly be sent to the Minister for Water and Power. جی جناب رضا ربانی صاحب ۔ ایک منٹ جی اس کے بعد۔

Mian Raza Rabbani: Sir I will be breif because I realise of your short of time but this is also a very important question .

اور وہ یہ ہے جناب چیئرمین صاحب! کہ ابھی آپ نے کراچی کے بارے میں دو واقعات سنے جس میں کہ ایک سیاسی کارکن کو اور ایک جماعت کے president کو 12 سال کے بعد گرفتار کیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ اس پر تو تفصیل سے بات ہو گئی ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جی جناب اور دوسرا واقعہ آپ نے آفتاب شیخ صاحب کی زبانی سنا ہو گا۔ تیسرا واقعہ جو کل کراچی میں رونما ہوا' وہ یہ تھا کہ کل جب ہم سینٹ میں خواتین کے حقوق کے لئے ایک متفقہ قرارداد پاس کر رہے تھے تو اسی وقت یہ حکومت اپنی ظلم اور بربریت کا مظاہرہ پاکستان پیپلزپارٹی کی خواتین پر کراچی میں کر رہی تھی۔

(Voices: Shame, Shame)

میاں رضا ربانی ۔ جناب چیئرمین صاحب کراچی کے اندر پاکستان پیپلزپارٹی سے تعلق رکھنے والی خواتین نے ایک peaceful جلوس نکالا تھا جو Women Day کے سلسلے میں تھا اور وہ ایک mamorandum لے کر گورنر ہاؤس جا رہی تھیں تا کہ وہ memorandum گورنر کو hand over کیا جائے۔ دو دفعہ' جناب چیئرمین ایک دفعہ بھی نہیں دو دفعہ ان خواتین پر حکومت نے لاٹھی چارج کیا اور state terrorism کا بری طرح سے وہاں پر مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ آج کے جو اخبارات ہیں اگر آپ نے اس میں تصاویر دیکھیں اور خاص طور پر " جنگ " کے back page پر جو ایک تصویر ہے اس میں آپ دیکھیں گے کہ دو پولیس والے ایک عورت کو گھسیٹ

رہے ہیں۔ جناب یہ جو چادر اور چار دیواری کے تحفظ کی بات کرتے ہیں ' یہ جو یہاں پر اسلام کی بات کرتے ہیں ۔ کیا Women Police Force نہیں تھی ' کیا وہاں پر خواتین پولیس فورس کو استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پہلی تو بات یہ ہے کہ ایک peaceful demonstration پر ' جو گورنر کو صرف ایک memorandum دینے کے لئے جا رہا ہے اس پر آپ کو لاٹھی چارج کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن جناب یہاں پر یہ بات ہمیشہ دیکھی گئی ہے کہ جہاں پر پیپلزپارٹی کا ذکر آیا وہاں پر دہرے معیار کا مظاہرہ کیا گیا۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے کلاشنکوف بردار مولانا حضرات کو لایا گیا تاکہ یہاں آ کر وہ Senators کو پندرہویں ترمیم کے سلسلے میں دھمکی دیں' لیکن جب پاکستان پیپلزپارٹی کا اور PYO کا یہاں پر ایک پرامن procession تھا اس پر جس بے رحمی سے لاٹھی چارج کیا گیا وہ آپ کے سامنے ہے۔ اسی طرح کراچی میں۔ ہم حکومت کو اس بات پر warn کرنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ یہ بات سمجھتی ہے کہ وہ ملک کے اندر political dissent ختم کر سکتی ہے تو وہ کسی خام خیالی میں بیٹھی ہے ' پاکستان پیپلز پارٹی نے کبھی اصولوں پر 'وفاق پر ' اصولی سیاست پر اور ضیاء الحق جیسے آمر کے سامنے اپنا سر نہیں جھکایا ' نواز شریف کیا ہے کہ جس کے سامنے ہم اپنا سر جھکائیں گے۔ جہاں تک اصولوں کی بات ہے ' جہاں تک اصولی سیاست کی بات ہے ' جہاں تک ہمارا right بنتا ہے under the constitution and under the law کہ ہم اس حکومت کی مخالفت کریں ' as the Opposition ہم کرتے رہیں گے اور ہم ان کو notice پر ڈالتے ہیں کہ یہ state terrorism کو فوری طور پر بند کریں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Anybody to make a response? O. k. no response. Yes Mr. Ismail Buledi.

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے اس میں کوئی شک نہیں ہم سب مسلمان ہیں جی راجہ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ کوئی اخبار میں خبر نکلی ہے کہ کوئی فیکٹری ہے جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ آج اس کی تردید بھی آئی ہے کچھ علماء کرام نے جاکر وہ چپل بھی دیکھی ہے انہوں نے کہا کہ جو تصویر اخبار میں چھپی ہے اس پر اضافہ وغیرہ کر کے اللہ تعالیٰ کا نام بنا دیا

گیا ہے حالانکہ چپل کے اوپر ایسا نہیں ہے ۔یہ تصویر میں انہوں نے لکیریں لگا دی ہیں۔

جناب تاج حیدر۔ جنہوں نے لکیریں لگائی ہیں وہ ذمہ دار ہیں جس اخبار میں آیا ہے۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ علماء کرام کا آج اخبار میں بیان میں نے خود پڑھا ہے تو اس بارے میں تحقیق کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ آپ باقاعدہ تحقیقات کریں ۔

جناب چیئرمین۔ جی تحقیق کی جائے گی ۔ جی چانڈیو صاحب مجھے لکھ کر دیں مجھے پتہ چلے کیونکہ وقت نہیں ہے مختصر بات کرلیں۔

جناب غلام قادر چانڈیو۔ شکریہ جناب جیسے دوستوں نے ذکر کیا امین خٹک صاحب کا اور لیڈیز کا۔

جناب چیئرمین۔ وہ بات تو ہوگئی ہے دیکھیں جو بات ہوگئی ہے اس کو نہ چھوڑیں This no point of order دیکھیں جو بات ہوگئی ایک بات ختم ہوگئی پھر آگے چلنا چاہیے ۔ آپ نے تو وہ معاملہ چھیڑا ہے جو ختم ہو چکا ہے ۔

جناب غلام قادر چانڈیو۔ ڈسٹرکٹ نواب شاہ میں میرے ورکروں پر ظلم ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ ہاں یہ بات کریں جی ۔

iii) RE: PUNCH HITTING BY THE MUSLIM LEAGUE WOKERS ON THE PEOPLES PARTY WORKERS IN A POLICE STATION IN FRONT OF SHO.

جناب غلام قادر چانڈیو۔ یہ جو سلسلہ شروع ہوا ہے کم از کم اس پر حکومت نوٹس لے کیونکہ میرے ضلع نواب شاہ میں پیپلز پارٹی کے ورکنگ کمیٹی کے ایک ممبر مولا بخش خاصخیلی پر مسلم لیگ کے غنڈوں نے حملہ کر دیا ہے وہ بھی پولیس اسٹیشن میں بیٹھے ہوئے ایس ایچ او کے سامنے وہاں سے اٹھا کر میرے کارکن کو لے کر گئے تقریباً تین گھنٹے تک راجہ صاحب

آپ اس بات پر ہنس رہے ہیں مجھے بڑا دکھ ہو رہا ہے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہم جو بات کرتے ہیں یہاں پر غلط نہیں کرتے اگر غلط ہو تو آپ اس کی انکوائری کروالیں ۔ ہم نے جتنے بھی یہاں پر point of orders اٹھائے ہیں اس کا یہاں سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں آتا ۔ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ آپ کیا بات کرتے ہیں آپ بھی کہتے ہیں کہ اس سے اثر تو کوئی ہوتا نہیں ہے ۔ اس غریب کا قصور یہ تھا کہ گورنر ہاؤس سے جب Governor Rule لگایا گیا سندھ میں اس سے پہلے کا جو Chief Minister تھا اس نے وہاں کے مسلم لیگ کے عہدیداروں کو ایک سرکاری زمین الاٹ کرکے دی اس غریب کا قصور یہ تھا کہ وہ Sindh High Court میں گیا اور اس کو چیلنج کیا ہے۔ وہاں پر اس کو سزا وہ ملی کہ پولیس اسٹیشن سے اس کو لے کر گئے ہیں دو تین گھنٹے تک ٹارچر کرتے رہے اور انتہا ہو گئی ہے کہ وہاں پر کوئی FIR نہیں لی گئی ۔

جناب چیئرمین۔ آپ تفصیل دے دیں راجہ صاحب کو تاکہ وہ پوچھ سکیں اس کے بارے میں ۔

جناب غلام قادر چانڈیو۔ میں تفصیل دے رہا ہوں اس ایوان میں ۔

جناب چیئرمین۔ اگر آپ ان کو لکھ کر دے دیں ۔ میری عرض سن لیں چانڈیو صاحب وہ عرض یہ ہے کہ دیکھیں آپ نے صحیح فرمایا کہ کئی دفعہ یہاں point of order ہوتا ہے اس کا response ٹھیک نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک وہ متعلقہ حکام سے پوچھا نہ جائے چھان بین نہ کی جائے تو اثر نہیں ہوگا ۔ اگر آپ باقاعدہ طریقے سے اٹھائیں گے تو ان سے پوچھا جائے گا ۔

جناب غلام قادر چانڈیو۔ جناب میں آپ کی بات سے متفق ہوں ۔ میں عرض کروں مجھے اپنا ذاتی تجربہ ہے میرے اوپر پولیس موبائل نے attack کیا تھا میں نے یہاں point of order پر بات کی تھی اور آپ نے یہی بات مجھے کہی تھی کہ آپ سب کچھ لکھ کر ان کو دے دیں میں نے لکھ کر دیا آج تک جناب کچھ نہیں ہوا ۔

جناب چیئرمین۔ اس کی وجہ پتہ ہے کیا ہے۔ آپ اگر باقاعدہ Adjournment Motion دیتے پھر وہ DC سے پوچھتے SP سے پوچھتے point of order پر تو زبانی بات ہوتی ہے ختم ہوجاتا ہے یہی تو میں بار بار کہہ رہا ہوں ۔

جناب غلام قادر چانڈیو ۔ جناب اگر آپ کہتے ہیں تو میں Adjournment Motion بھی دینے کے لئے تیار ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال میں تو چاہتا ہوں کہ آپ کے ورکروں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے پتہ کیا جائے کہ کیوں ہوئی ہے ۔ تا کہ آئندہ نہ ہو ۔

جناب غلام قادر چانڈیو۔ جناب مجھے امید ہے میں کوشش کروں گا کہ راجہ صاحب کو لکھ کر دے دوں۔

جناب چیئرمین ۔ راجہ صاحب یہ چانڈیو صاحب بیچارے کبھی کبھی بات کرتے ہیں واقعی زیادتی ہوئی ہو گی ذرا چیک کریں تا کہ ان کی تسلی ہو جائے ان سےتفصیل لے لیں ۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جی ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین۔ آپ ان کو تفصیل دے دیں۔ جی خالد انور صاحب item No.3 move کریں جی۔

LAYING OF PAKISTAN ARMED FORCES (AMENDMENT) ORDINANCE

Mr. Khalid Anwar: Sir, I beg to lay before the Senate the Pakistan Armed Forces (Acting in Aid of the Civil Power)(Amendment) Ordinance, 1999(1 of1999)as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جناب چیئرمین ۔ جی Stands laid جی اب فارن پالیسی پر کس نے بات کرنی ہے جی بشیر احمد مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ شکریہ جناب کہ آپ نے مجھے وقت دیا اس Foreign Policy Debate پر میں مختصر بات کروں گا۔

ADJOURNMENT MOTION

RE: FURTHER DISCUSSION ON THE FOREIGN POLICY OF PAKISTAN

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے دس دس منٹ کافی ہوں گے everybody ten minutes now جی۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ سب سے پہلے تو میں یہ ان کو ذرا تھوڑی سی داد دینا چاہتا ہوں کہ Foreign Minister صاحب آگئے ہیں انہوں نے اپنا بیان یہاں پڑھا اور یہ بھی ایک اطمینان کی بات ہے۔ کہ ان کی جگہ وہ جو اصلی Foreign Minister Sahib ہیں وہ یہاں نمودار نہیں ہوئے ۔ ہمارا خیال تھا کہ شاید اس وقت تک شہباز شریف صاحب ان سے چارج لے لیں گے تو ان کی جگہ وہ پڑھیں گے ۔ اطمینان کی بات ہے کہ ابھی Foreign Minister Sahib بحیثیت ہیں he still exists as the Foreign Minister. میں اس بات کی بھی داد دینا چاہتا ہوں کہ کم از کم 51 سال کے بعد پاکستان کی خارجہ وزارت پر یہ انکشاف ہوا کہ اس خطے کو امن کی ضرورت ہے ۔ یہ بات ہم 51 سال سے ان کو سمجھاتے رہے ہیں کہ برصغیر کا جو علاقہ ہے، جسمیں تقریباً 1/5th of the total humanity جو عالم انسان ہے یا جو وہ اس میں بس رہا ہے ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ دونوں بڑے ملک ، جو خطے میں ہیں، وہ آپس میں تمام تنازعات کو، جو بھی ہیں ، ان کو مل بیٹھ کر امن اور برابری کی بنیادی پر جسے basis of soverign equality کہتے ہیں ان مسائل کو حل کریں ۔

جناب والا! جو chauvinistic اور لڑانے والی جو طاقتیں تھیں وہ ہم پر اس بارے میں مختلف الزامات لگا رہی تھیں۔ حکومت نے یہ قدم جو اٹھایا ہے یہ appreciable ہے کیونکہ لڑائیوں اور جنگوں سے لوگ تنگ آ چکے ہیں۔حکومت نے یہ جرات کی کہ واجپائی کو پاکستان میں invite کر کے اس کے ساتھ افہام وتفہیم کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے it is a big step in this country جہاں پر لوگوں نے آنکھوں پر پٹیاں باندھ رکھی ہیں اور کانوں میں کچھ چیزیں ٹھونس رکھی ہیں۔ دیر آید ، درست آید

So we appreciate that this government has atleast taken the step to open an avenue for progress and march towards peace and that we appreciate openly and without any equivocation. Now, theother thing that I wanted to say is that this also we have been saying since long and i.e., that the countries should meet under the umbrella of the Simla Accord, which is a treaty between two sovereign countries. Although it was signed in certain conditions but nevertheless since it was ratified by the Parliament, atleast of this country, it is a bindage and the two countries have a framework under which they can progress, I think , one of the honourable Ministers from that side said that the Simla Accord is not a good model, one of them said , I don't remember , who has said this , may be the Foreign Minister but somebody very responsible from the government rank said that it is not a very good model. What I want to remind the government is that this model was constructed or created or brought into being by the common consent of two parties who negotiated at Simla and then that treaty was ratified by the Parliament of Pakistan, so I think, while you step on a course towards amity and peace, it is not very desirable to give rise to minor irritants because once you decide a policy , before deciding on a policy , before marching in a certain direction, one must manoeuvre these things but once you make a positive step then one must keep marching on and don't give rise to small and minor irritants.

امن ، جس کا ہم پرچار کرتے رہتے ہیں، جس کا ابھی Leader of the House نے کہا کہ ہم امن کے داعی رہے ہیں ۔ اب امن کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے جب کہ دونوں ممالک نے اپنے آپ کو جوہری ہتھیاروں سے آراستہ کر لیا ہے ۔ میرے لیڈر صاحب نے واجپائی کے تشریف لانے سے پہلے کہا تھا کہ ہم اس step کو welcome کرتے ہیں۔

جناب والا! میں نے پچھلی دفعہ جب فارن پالیسی پر بحث ہوئی تھی تو کہا تھا کہ

unfortunately the mind of the Pakistan's Foreign Office is caught up in a straight jacket mind, تو اچھا ہے کہ straight jacket میں کچھ fresh air داخل ہو گئی ہے، مگر ابھی میں اس گورنمنٹ کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جب یہ قدم اٹھایا ہے تو اس راہ پر سنجیدگی، متانت اور اپنے عوام کو ساتھ لے کر آہستہ آہستہ چلیں اور یہ confidence بھی پیدا کریں کہ whether you will be equal to the task or not کیوں کہ میں اس دن" نوائے وقت" اخبار پڑھ رہا تھا I don't remember the date لیکن نظامی صاحب نے اس میں جو editorial تحریر فرمایا ' اس میں کہا کہ یہ نواز شریف کا اپنا ایجنڈا ہو سکتا ہے۔ مگر پاکستان کا ایجنڈا نہیں ہو سکتا۔ تو میں کہتا ہوں کہ ادھر تو چھوٹے میاں فارن پالیسی میں مداخلت کر رہا ہے۔ کل اگر نظامی صاحب بڑے میاں ' ابا جی کے ذریعے مداخلت کریں تو Will the Prime Minister be able to stand on his own ground. کیونکہ نوائے وقت کوئی معمولی اخبار نہیں ہے۔ ان کو inspiration وہ مہیا کرتا ہے۔ وہ ideas مہیا کرتے ہیں اور اگر کہیں نواز شریف صاحب بھٹک بھی جائیں' اپنا راستہ اختیار کریں تو ابا جی کا چین یہاں تک پہنچتا ہے۔ فارن منسٹر صاحب تو آج غیر حاضر ہو گئے ہیں after saying his own things he is now absent. دوسری بات جو میں ان کو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پچھلی دفعہ جب سعودی عرب کے شہزادے صاحب آ گئے۔ ان کو وہ لاہور لے گئے۔ اس کا تو اس وقت یہ خیال تھا کہ شاید The Prime Minister then, did not think that Islamabad was safe enough to bring a dignitory of that order into this Capital, which itself reflects in what way, it reflects on the efficiency of this Government کہ اپنے کیپیٹل میں آپ کسی کو نہیں لا سکتے کیونکہ آپ کو خدشہ ہے کہ کہیں اس کو نقصان نہ پہنچے۔ ابھی کیا تھا کہ جب واجپائی صاحب آ گئے تو at least they should have brought him to Islamabad. کیونکہ اس ملک کا کیپیٹل تو اسلام آباد ہے۔ لاہور تو نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ بات بھی کل یہاں اٹھی تو پھر انہوں نے کہا کہ نہیں ایسی بات نہیں ہے لیکن بات تو ہے۔ بات اس لئے ہے کہ شہباز شریف تو فارن منسٹری کو بائی پاس کرکے باہر چکر لگا رہے ہیں as the super Foreign Minister of this country. پھر ابا جی رائے ونڈ میں بیٹھے ہیں اور لاہور میں سارے heads of State and heads of Government, they are coming into that city. تو دوسری طرف جو resources ہیں اس پر جو قبضہ ہے۔ تو اس میں تو ایسے خیال آتا ہے کہ پنجاب

جو ہے is a province, is it a super province of this country ?

پنجاب کی سرزمین پر اس دن آج مشاہد حسین بیٹھے ہیں اس لئے میں پھر یہ بات کرتا ہوں۔ پہلے بھی میں نے یہ بات کی ہے لیکن کسی اخبار نے اس کو چھاپہ تک نہیں ہے۔ لاہور کے TV station سے احمد شاہ ابدالی کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ do they want to please the sikhs. کیا رنجیت سنگھ کی روح کو وہ خوش کرنا چاہتے ہیں کیا احمد شاہ ابدالی کو وہ گالیاں دینا چاہتے ہیں۔ تو لاہور سے آپ ذرا focus ہٹائیں۔ آپ مہربانی کرکے اسلام آباد میں آئیں کیونکہ اسلام آباد federation کا کیپیٹل ہے۔ اس میں سب کو برابر کا حق ہے۔ یہاں پر سب لوگ آزادی کے ساتھ بات کر سکتے ہیں۔ باہر کے ممالک کے ساتھ بھی ہم روابط استوار کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسی بات نہیں ہے جو میں ابھی کہنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس راہ پر استوار رہیں اور یہاں برصغیر پاک و ہند میں امن اور روشنی کا ایک خط پیدا کریں۔

(اس موقع پر جناب پریزائیڈنگ آفیسر (ڈاکٹر جاوید اقبال) صاحب نے کرسی صدارت سنبھالی)

Mr. Mushahid Hussain: Sir, he referred to the PTV. Only one brief comment.

Mr. Presiding Officer: Yes, please.

Mr. Mushahid Hussain: It was an unfortunate comment made one participant in one programme for which the Television Administration has duly offered their unconditional apology on Ahmed Shah Abdali issue.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی میں لسٹ کے مطابق چل رہا ہوں۔ جی نثار خان صاحب، آپ شروع کیجیئے۔

جناب نثار محمد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شکریہ، جناب چیئرمین! یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ ابھی ہمارے بھائی بشیر خان مٹہ نے بھی اس بات پر وزیر خارجہ کو خراج تحسین پیش کیا کہ کم از کم ۴۱ سال کے بعد یہ وزیر خارجہ صاحب آئے ہیں اور فارن پالیسی خصوصاً واجپائی صاحب کے دورے پر اس ہاؤس کو اعتماد میں لینے کی کوشش کی ہے۔

جب واجپائی صاحب آ رہے تھے تو اس ضمن میں اخبارات میں بہت کچھ لکھا گیا۔ لیکن میں اپنے بھائی اعتزاز احسن صاحب کے ایک فقرے سے اپنی تقریر شروع کروں گا جو کہ ہاؤس میں قائد حزب اختلاف ہیں، انہوں نے کہا کہ "ہندوستانی اخبار نویس وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب سے ملے اور باتوں باتوں میں نواز شریف صاحب نے ان سے کہا کہ واجپائی صاحب بس پر کیوں نہیں چڑھتے اور پاکستان کیوں نہیں آتے" ۔ اور اس کو لے کر واجپائی صاحب پاکستان تشریف لائے۔

جناب والا! وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ کیا میاں نواز شریف کو یہ خواب آیا تھا یا کیا تھا؟ یہ ہر ایک کی اپنی سوچ ہے۔ لیکن اعتزاز احسن صاحب یہ کیوں نہیں سوچتے کہ شاید یہ ہندوستانی صحافی واجپائی صاحب کی درخواست ہی لائے تھے نواز شریف صاحب کے پاس کہ وہ پاکستان آنا چاہتے ہیں اور اس کے جواب میں نواز شریف صاحب نے یہی کچھ فرمایا جو اعتزاز احسن صاحب نے کل اپنی تقریر میں کہا۔

اس کے بعد واجپائی صاحب آتے ہیں ، اعلان لاہور ہوتا ہے ، مینار پاکستان پر جاتے ہیں۔ کیا اس سے پہلے کوئی ہندوستانی لیڈر پاکستان کی سرزمین پر آکر مینار پاکستان گیا ہے۔ کیا انہوں نے کسی ایک اعلان میں مسئلہ کشمیر پر بات چیت کرنے پر رضا مندی ظاہر کی ہے۔ کیا اس کے لئے میاں نواز شریف خراج تحسین کے قابل نہیں ہیں۔ لیکن بجائے اس کے کہ ان کو خراج تحسین پیش کیا جائے، کہا جا رہا ہے کہ یہ امریکہ کا پریشر ہے۔ جناب چیئرمین! امریکہ پہلے بھی تھا۔ دنیا میں اور بھی ممالک ہیں جو چاہتے تھے کہ ہندوستان اور پاکستان کے قائدین اور حکمران آپس میں بیٹھ کر معاملات طے کریں۔ لیکن یہ ہمارے ساتھیوں کی سمجھ سے کیوں بالا تر ہے کہ پہلے تو ہندوستان کے حکمران پاکستانی حکمرانوں کو یا پاکستان کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ کیا ہمیشہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کشمیر ہندوستان کا اٹوٹ انگ ہے۔ کیوں واجپائی مجبور ہوا؟ امریکہ کی وجہ سے ہی سہی، کیا امریکہ پہلے نہیں تھا؟ اس لئے کہ انہوں نے ہمیں آنکھیں دکھائیں، ایٹمی دھماکے کئے اور اس کے جواب میں نواز شریف نے اسی طرح جواب دیا۔ آپ کو یاد ہوگا ، خدا کا فضل ہے، ڈش انٹینا لگا ہوا ہے، جب واجپائی صاحب نے دھماکے کئے تو وہ ایک بدمعاش کی طرح پگڑی پہنے ہوئے ہر جگہ گئے تاکہ دنیا کو بتائیں کہ اب پاکستان ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

لیکن جب نواز شریف نے ان کو اسی طرح جواب دیا تو پھر وہی واجپائی تھے جن کو

تقریباً لوگ گود میں اٹھا کر اسمبلی سے باہر لے گئے۔ مگر یکدم تبدیلی آئی جب ہم نے وہی ایٹمی دھماکہ کیا اور کشمیر میں کشمیریوں کے جہاد نے اور زیادہ شدت اختیار کی۔ ان کی جدوجہد سے واجپائی صاحب مجبور ہوئے کہ وہ پاکستان آئے اور نہ صرف آئے بلکہ کہا کہ ہم اور باتوں کے علاوہ کشمیر پر بھی بات کریں گے۔ یہ اعلان لاہور میں صاف درج ہے۔ پھر واجپائی صاحب واپس جاتے ہیں ۔ جماعت اسلامی آتے وقت بھی واویلہ جاتے وقت بھی واویلہ۔ میں اور جگہوں کا تو نہیں کہہ سکتا ہوں لیکن چارسدہ میں بھی انہوں نے ایک مظاہرہ کیا۔ میرے خیال میں بمشکل جو میرے دوست چارسدہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ جانتے ہوں گے کہ ساٹھ ستر آدمی بھی ان کے ساتھ نہیں تھے اور اس میں بیشتر بچے تھے۔ شاید ان کے مظاہروں کا حال ہر جگہ پر یہی ہو۔ لیکن جب واجپائی واپس جاتے ہیں تو ہمارے دوست اس طرف سے کہتے ہیں کہ اس سے ہمیں achieve کیا ہوا۔

کیا آپ نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ واجپائی جاتے ہیں' یکدم وہ لاہور کے اعلان سے مکر جاتے ہیں۔ وہ فوج بھیج دیتے ہیں کشمیر میں' وہ exercise شروع کرتے ہیں۔ کیوں کہ سارے ہندوستان میں کھلبلی مچی کہ یہ واجپائی نے کیوں کیا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لئے ' اپنے آپ کو اس گند میں جس میں وہ نواز شریف کی بدولت پڑا ہے پھنس گیا ہے اس کو نکالنے کے لئے یہ ہتھکنڈے وہ استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن جو بھی ہتھکنڈے وہ استعمال کریں دنیا پر ہماری قیادت ' ہمارے وزیراعظم نواز شریف کی بدولت یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ واجپائی صاحب نے پہلی بار پاکستان کے وجود کو تسلیم کیا ہے۔ پہلی دفعہ ہندوستان کے کسی حکمران نے مسئلہ کشمیر کو متنازعہ قرار دیا ہے اور یہ بات کہ یہ کیا ڈپلومیسی ہو رہی ہے۔ بس' کرکٹ' ہاکی' اسیروں کی رہائی تجارت کی باتیں یہ کس لئے ہو رہی ہیں۔ جناب والا! آج کی" نوائے وقت" میں محترمہ بے نظیر صاحبہ فرماتی ہیں۔ "بے نظیر نے بھارت کے ساتھ مشترکہ کرنسی' بنک' صدارت اور سرحدیں کھولنے کی تجویز پیش کر دی ہے"۔ جناب اس کا مطلب کیا ہے وہی ان کے وزیر داخلہ ایڈوانی صاحب کی ترجمانی' یہ چیزیں اگر ہو جائیں تو اس کا مطلب کیا ہے۔ ایک قسم کی confederation ہے۔ یہ ہمارے دوستوں کا قول ہے۔ لیکن ہماری قول' ہماری diplomacy کیا ہے۔ ہمارا قول یہ ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حل کرو ورنہ یہ جو کچھ اقدامات ہم کر رہے ہیں ' دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں' بسیں چلا رہے ہیں یہ سب کچھ دوبارہ U-Turn لیں گی اور واپس۔ یہ اپنا اپنا قول ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ شکریہ' اچھا جی اب صورتحال یہ ہے کہ کوثر صاحب نے

ڈاکٹر کے پاس جانا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے موقع دے دیں۔

جناب محمد اکرم شاہ خان ، سب یہی کہتے ہیں جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، آپ کو اگر اعتراض نہ ہو تو ان کو پانچ منٹ دے دیتے ہیں۔

جناب محمد اکرم شاہ خان ، جناب نمبر میرا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، نہیں اس وقت نمبر ہے خدائے نور صاحب کا۔ وہ تو ہیں نہیں۔

جناب محمد اکرم شاہ خان ، اس کی جگہ میں لے لیتا ہوں لسٹ میں ان کے بعد میرا نام تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، اس کے بعد آپ کا نام ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، اس وقت نمبر ہے جناب خدائے نور صاحب کا۔ وہ تو ہیں نہیں۔

جناب اکرم شاہ خان، جناب اس کے بعد کس کا ہے؟

سید مسعود کوثر، جناب ان کی جگہ میں لے لیتا ہوں۔

جناب اکرم شاہ خان، جناب کل لسٹ پر غالباً میرا نام تھا ۔ خدائے نور صاحب کے بعد میرا نام تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، پہلے تو خدائے نور صاحب ہیں۔اس کے بعد اکرم شاہ صاحب ! آپ کا نام ہے۔

Syed Masood Kausar: Sir, if the honourable members show courtsy to the other colleagues, I genuinely have a problem and if any other member has same problem, Iwould have........

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، اگر اور کسی کو اعتراض نہ ہو تو پھر کوثر صاحب کو

سید مسعود کوثر: جناب والا ! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس وجہ سے کہ ایک تو آپ نے مجھے اجازت دی اور اجازت اس لحاظ سے بھی دی کہ شاید اس لسٹ پر میرا نام بعد میں لکھا گیا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لیکن اب آپ خدائے نور صاحب کی جگہ لیں گے ، اس کے بعد اکرم شاہ صاحب ہیں۔

سید مسعود کوثر: چلیں ٹھیک ہے جناب۔ تو اب مجھے دس منٹ ملیں گے۔جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے وزیراعظم واجپائی صاحب اور پاکستان کے وزیراعظم میں لاہور میں ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں دیگر فوائد کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ ہمیں ٹیلی ویژن پر نوازشریف صاحب کا آبائی گاؤں دیکھنے کا موقع بھی ملا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب لوگ پاکستان کی نعمتوں سے خوش ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد پاکستان کے عوام کو کیا کیا نعمتیں ملیں باالخصوص اپنے پرائم منسٹر صاحب کی نعمتیں جو پاکستان بننے کے بعد انہیں ملی ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک بہت ہی اچھی بات ہے۔ جناب والا! اس بات پر کوئی تنازعہ نہیں ہے ، کم از کم اس طرف سےنہیں ہے کہ پاکستان کی حکومت نے ایک مثبت پیش رفت کی ہے ۔ اس سے پہلے بھی ہمارا یہ موقف رہا ہے کہ پاکستان کسی بھی دوسرے ملک اور بالخصوص اپنے ہمسایہ ممالک سے کسی قسم کی جنگ، دشمنی ، مخاصمت نہیں رکھنا چاہتا اور جو مسائل ہیں،بالخصوص ہندوستان کے ساتھ ہمارے جو مسائل ہیں ان کو ہم dialogue کے ذریعے ، پرامن negotiations کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں۔

اس سے پہلے بھی efforts ہوئیں اور یہ اس لحاظ سے بھی اچھا موقع تھا کہ ہمارے پرائم منسٹر کا تعلق ایک ایسے صوبے سے ہے جس میں ایک لابی کام کرتی ہے کہ اگر کبھی کسی چھوٹے صوبے کا وزیر اعظم کوئی قدم اٹھانا چاہتا ہے ہندوستان کے ساتھ اپنے تعلقات کو normalize کرنے کے لئے تو اس پر مختلف قسم کی stamps لگ جاتی ہیں کہ جناب ! اس نے پاکستان کا سودا کر دیا۔ اس نے پاکستان کے مفادات کے خلاف کام کر دیا۔ یہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ کم از کم ایک صوبہ ہمارے ملک میں ضرور ایسا ہے جس پر کم از کم یہ stamp نہیں لگ سکتی کہ اس نے پاکستان کے مفادات کا سودا کیا ہے۔ تو اس لحاظ سے یہ دوسرا فائدہ ہے کہ نواز شریف صاحب نے جو

ہندوستان کے وزیراعظم سے ملاقات کی تو کم از کم ان پر یہ الزام نہیں لگ سکتا۔

جناب والا! بات dialogue کی نہیں ہے۔ بات normalization of relations کی نہیں ہے۔ اس بات پر ہمیں اعتراض ہے، یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید پاکستان نے ایٹم بم کا دھماکہ کر دیا تو اس لحاظ سے پاکستان ایک طاقتور ملک کی حیثیت سے dialogue کر رہا ہے۔ جناب ہمارا نقطہ نظر الگ ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو وزیراعظم کسی دوسرے ملک سے بات کرنے کے لئے جاتا ہے تو پہلے لوگوں کو باور کراتا ہے کہ میں اپنے اس ملک کے لوگوں کے ایک نمائندے کی حیثیت سے آ رہا ہوں۔ نہ صرف حکومتی پارٹی، نہ صرف پارلیمنٹ بلکہ اس ملک کے تمام اداروں کا میں ایک نمائندہ شخص کی حیثیت سے وہاں پر آ رہا ہوں۔ ایک دن پہلے نواز شریف صاحب نے قوم سے خطاب فرمایا۔ ہم نے کہا کہ یہ قوم کو اعتماد میں لیں گے کہ یہ ہندوستان کے وزیراعظم سے کیا بات کرنا چاہیں گے۔ ایک گھنٹہ انہوں نے پاکستان ٹیلی ویژن کا اور قوم کا ضائع کیا۔ سپریم کورٹ اور عدلیہ پر حملے کئے اور شاید ہندوستان کے لوگوں کو یہ message دینا چاہتے تھے کہ پاکستان میں عدلیہ کا یہ وقار ہے۔ انہوں نے اپنے مینڈیٹ کا، جس کا یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ دو تہائی اکثریت ہے ان کو قومی اسمبلی میں، انہوں نے یہ بھی مناسب نہیں سمجھا کہ اس پارلیمنٹ کو جہاں پر ان کی اپنی پارٹی کی دوتہائی اکثریت ہے، اس کو بھی اعتماد میں لیتے کہ جناب آپ ہمیں اس معاملے میں support کریں، ہم یہ یہ مسائل اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی گوارا نہیں کیا کہ سینٹ، جو کہ پاکستان کے تمام صوبوں کی نمائندگی کرتا ہے، جو کہ وفاق کی علامت ہے، اس کو اعتماد میں لیتے۔

جناب والا! جمہوری ممالک میں یہ ایک عام فہم سی بات ہے کہ جب آپ کسی دوسرے ملک سے Foreign Policy matter پر بات کرتے ہیں تو اس وقت کم از کم اپنی پارلیمنٹ کو، جس میں کہ اپوزیشن بھی ہے جو کسی بھی جمہوری ملک میں اتنی ہی important ہے جتنی کہ حکومتی پارٹی ہے۔ آپ ان کو بھی اعتماد میں نہیں لیتے۔ آپ نے اور سیاسی پارٹیوں کو بھی اعتماد میں نہیں لیا۔ آپ اکیلے نواز شریف کی حیثیت سے گئے ۔آپ کے پاس پارلیمنٹ کی، سینٹ کی، قومی اسمبلی کی، اپوزیشن کی، سیاسی پارٹیوں کی وہ backing نہیں تھی اور کس وقت میں آپ گئے، ایک ایسے ملک کا وزیراعظم، جس کی اقتصادی حالت تباہی کے دہانے پر، ایک ایسا ملک جس میں عدلیہ کا وقار مجروح، ایک ایسا ملک جس میں اپوزیشن کے کردار کو recognize نہیں کیا جاتا۔ اپوزیشن کے

پیچھے ملک کے تمام وسائل اس کو تباہ کرنے، اس کو نقصان پہنچانے کے لئے لگے ہوئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم ہندوستان کے ساتھ مذاکرات کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں جناب والا! دیکھیں سنہ 71ء کی پوزیشن کو دیکھیں کہ ملک دو ٹکڑے ہو چکا ہے، ملک میں مایوسیاں ہیں، پانچ ہزار مربع میل علاقہ آپ کا ہندوستان کے پاس ہے، 90 ہزار قیدی آپ کے ہندوستان کے پاس ہیں اور ایک سیاسی لیڈر۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مسعود صاحب! میرے خیال میں دس منٹ ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب پانچ منٹ رکھیں تو تب ہی کام چل سکتا ہے، ورنہ ہم اس کو ختم نہیں کر پائیں گے۔

سید مسعود کوثر: جناب والا! ہمارے علاقے میں پکا پتھر ہوتا ہے، اس علاقے میں کچا پتھر ہوتا ہے، بہرحال میں ایک منٹ میں *wind up* کرتا ہوں۔۔۔۔۔

(اس موقعہ پر ظہر کی اذان کی آواز سنائی دی گئی اور ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(وقفہ برائے نماز ظہر کے بعد کی اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب پریذائیڈنگ آفیسر، دوبارہ شروع ہوئی)

سید مسعود کوثر: جناب میں ایک منٹ میں conclude کرنا چاہوں گا۔ میں کہہ رہا تھا کہ جب شملہ معاہدے کے لیے شہید ذوالفقار علی بھٹو تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے جانے سے پہلے عام لوگوں کو اعتماد میں لیا تھا، پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسی کمزور پوزیشن میں وہ گئے اور انہوں نے پاکستان کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے کامیابی سے مذاکرات کر کے مفادات حاصل کیے۔ جس میں قیدیوں کی رہائی، جس میں علاقہ، فلاں فلاں میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اور آج بھی شملہ معاہدہ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ کشمیر کے مسئلے کو انڈیا نے تسلیم کیا ہے اور اس پہ مذاکرات کی بنیاد ہو سکتی ہے۔

آج میں سمجھتا ہوں کہ اس بے بس حکومت کی بے بس پالیسی انہی پالیسیوں کی طرح ناکام ہے جیسا ہر میدان میں، ہر شعبے میں ان کی پالیسیاں ناکام ہیں اور ہمیں اس بات پہ دکھ ہے خوشی نہیں ہوتی کہ یہ بھی جو دورہ تھا اس سے ہندوستان اور واجپائی صاحب کو تو شاید کوئی فائدہ

پہنچا ہو لیکن پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا دیکھیں جی اب میرے سامنے جو لسٹ ہے اس میں اس طرف سے ساجد میر صاحب ہیں، راجہ اورنگ زیب ہیں، حاجی جاوید اقبال عباسی ہیں اور ظریف خان مندوخیل ہیں اور دوسری طرف سے خدائے نور ہیں، اکرم شاہ صاحب ہیں، الیاس بلور ہیں اور پھر حسین شاہ راشدی ہیں۔ پھر رضا ربانی ہیں، پھر آفتاب احمد شیخ ہیں اور مسٹر زاہد خان ہیں اور بالآخر اجمل خٹک صاحب ہیں۔ اب بتائیں کہ کس طرح آپ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ اجلاس آج ختم ہو جائے گا۔

میاں رضا ربانی: میرا خیال ہے ابھی ہاؤس چل سکتا ہے، آپ ہاؤس چلا لیں۔ اور جتنی دیر سارے سپیکرز بولتے ہیں وہ بول لیں اس کے بعد prorogue کر لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر آپ پانچ منٹ کی قید کو قبول کرلیں۔

جناب خدائے نور: جناب یہاں تو دس منٹ کا پتہ نہیں چلتا پانچ منٹ کا کیا پتہ چلے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لیکن میں نے تو sacrifice کر دی ہے۔

جناب خدائے نور: میں تو کہتا ہوں کہ پارلیمانی لیڈران کے لیے دس منٹ بھی کم ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اچھا جی۔ یہ تجویز ہے کہ پانچ منٹ جو بولنے والے ہیں انہیں پہلے بولنے دیا جائے اور جو دس منٹ بولنا چاہتے ہیں ان کو بعد میں، جی۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ مثال کے طور پر پیپلز پارٹی کی طرف سے تین چار نام ہیں جو اگر پانچ پانچ منٹ بولیں تو وہ پندرہ بیس منٹ ہو جاتے ہیں پھر ہمارے Deputy Leader of the Opposition ہیں وہ بھی بولنا چاہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنا right forego کر کے اور اگر ہم Deputy Leader of the Oppsition کو request کریں کہ وہ بے شک دس پندرہ منٹ بولیں اور اس پر جامع روشنی ڈالیں تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اس میں تو صرف آپ ہیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, its not to be scuttled. Although the

government would like it to be scuttled.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ نہیں، نہیں۔

میاں رضا ربانی۔ جناب اگر گورنمنٹ scuttled نہیں کرنا چاہ رہی تو ایک بڑا اہم مسئلہ ہے اور کوئی ایسا time بھی نہیں ہوا ہے۔ ابھی صرف دو، ڈیڑھ بجا ہے اور ڈیڑھ بھی نہیں بجا ہے، سوا ایک ہوا ہے۔ آپ ہاؤس کو چلنے دیں، بھلے چار بجے تک چلے، پانچ بجے تک چلے جو members ہیں۔ یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اور سارے party leaders ہیں، اپنی parties کو represent کرتے ہیں۔ دوسرے Senators ہیں، آپ ان کو بولنے دیں، let the House run till 4, 5 then it can be prorogued. It has to be prorogued before twelve 'O' clock mid night. So, you can kindly let the House run

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ چلیئے پھر اس حساب سے ساجد میر صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب اس اثناء میں ذرا Foreign Minister صاحب کو بھی بلوا دیں ناں۔ وہ آ کے آخر میں wind up تو کرے گا ناں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ کوئی ضروری تو نہیں ہے، وہ تو اپنی statement دے گئے ہیں کیا wind up کرنا ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ نہیں جناب وہ تو اپنی statement دے کر چلے گئے مگر ہم نے جو اس کے متعلق کئی چیزیں کہی ہیں تو ساتھ ہی کچھ تو جواب آئے۔ Foreign Ministry اس کے ہاتھ میں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Prof. Sajid Mir Shaib, please, talk.

پروفیسر ساجد میر۔ ٹھیک ہے جناب۔ کسی ملک کی foreign policy کا مقصد اس کی آزادی، سلامتی اور وقار کا تحفظ ہوتا ہے، اس کے قومی مفادات کا حصول ہوتا ہے اور اس کے ساتھ کامیاب خارجہ پالیسی وہ ہوتی ہے جس میں region اور پھر پوری دنیا کے اندر زیادہ سے زیادہ دوست بنائے جائیں اور دشمنیاں جو ہیں وہ کم از کی جائیں۔

اس حوالے سے پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کشمیر کے مسئلے کو ہمیشہ اہمیت رہی ہے۔

اس لئے کہ اس کے بغیر ہماری قومی سلامتی اور آزادی کا تحفظ ممکن نہیں جیسا کہ بانی پاکستان نے فرمایا تھا کہ کشمیر ہمارے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔اسی طرح پاکستان کی خارجہ پالیسی نے چین اور ترکی کے ساتھ تعلقات کو، دوسرے اسلامی ملکوں کے ساتھ تعلقات کو، خاص طور پر سعودی عرب ہو، ایران کے ساتھ تعلقات کو بڑی اہمیت ، خصوصی اہمیت رہی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے گذشتہ دور میں ہمارے ان دوست ممالک سے فاصلے آہستہ آہستہ بڑھتے رہے۔ ترکی جیسے عزیز ترین ملک کو گذشتہ حکومت نے ناراض کیا، قبرص کے مسئلے پر اور موٹر وے کے مسئلے پر۔ عراق سے کاروباری تعلقات بڑھانے کے شوق میں خالص کاروباری مفادات کے لئے عراق سے کچھ قریب ہونے کی کوشش کی گئی جس کے نتیجے میں ایران سے دوری ہوئی۔ اسی طرح چین سے بھی فاصلے بڑھے۔

موجودہ حکومت کی خارجہ پالیسی کی سب سے پہلی اور بنیادی کامیابی یہ ہے کہ it has tried to minimise its distances with the neighbours and friends ترکی کے ساتھ جو فاصلے تھے وہ ختم ہوئے۔ چین کے ساتھ پہلے کی طرح گہرے تعلقات کی از سر نو ابتداء ہوئی۔ اسی طرح سعودی عرب اور ایران، پاکستان کا ایک عام شہری بھی جانتا ہے کہ موجودہ دور حکومت میں ان ملکوں کے ساتھ ہمارے تعلقات کی نوعیت گذشتہ دور حکومت سے بہت بہتر ہے۔ کامیاب خارجہ پالیسی کا جناب چیئرمین! میرے نزدیک دوسرا بڑا test یہ ہے کہ دنیا کے جو طاقتور اور بڑے ممالک جو ہیں ان کے ساتھ ہمارے تعلقات کی نوعیت کیا ہے۔ کیا ہم ان کے مقابلے میں سر اٹھا کے کھڑے ہو سکتے ہیں، ان کی دشمنی مول لئے بغیر قومی مفادات کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے ایٹمی دھماکے کر کے اور انڈیا کی دھمکی آمیز پالیسی کا اور اس جلانے والی پالیسی کا کامیابی سے جواب دے کر intimidating policy کا جو کامیابی سے جواب دے کر امریکہ کے تمام تر pressure کے باوجود اور تمام تر صدر کلنٹن کے telephones کے باوجود جو stand لیا اور طریقہ کار اختیار کیا۔ میرے نزدیک وہ اس حکومت کی خارجہ پالیسی کی کامیابی کی بہت بڑی دلیل ہے اور بڑی ناانصافی ہوگی اس میں موجودہ حکومت اور وزیر اعظم نواز شریف کو کریڈیٹ نہ دینا کہ انہوں نے ایک جرات مندانہ موقف اختیار کیا جو قومی مفادات کے عین مطابق تھا ۔ اسکے ساتھ بڑے اطمینان کی بات یہ ہے کہ اس کے باوجود انہوں نے آج کی دنیا میں سب سے بڑی طاقت کے ساتھ تعلقات کو بگڑنے نہیں دیا بلکہ وقار کے ساتھ ایٹمی دھماکوں کے بعد ان تعلقات کو بھی آہستہ آہستہ بحال کیا حتیٰ کہ آج وہ طاقت ہمیں اور

ہمارے مسائل کو اہمیت دینے کے لئے تیار ہے اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ وہ مذاکرات کے ذریعے کشمیر کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے انڈیا کو بھی کہہ رہے ہیں اور پاکستان کو بھی کہہ رہے ہیں۔

وہ بھارت جو آج تک اس کو مسئلہ ہی تسلیم نہیں کرتا تھا جو اس کو مسئلہ تسلیم کرنے سے گریز کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تو ہمارا اٹوٹ انگ ہے یہ مسئلہ ختم ہو چکا ہے اب وہ ایک مسئلہ تسلیم کرتا ہے اور بھارتی وزیر اعظم نے پاکستان کی سرزمین میں کھلے الفاظ میں یہ کہا کہ کشمیر ایک مسئلہ ہے جس کا حل ہمیں تلاش کرنا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں اس سے بڑی کامیابی کسی ملک کی فارن پالیسی کی کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مسئلہ جس کو ایک ہمسایہ ملک مسئلہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھا اس کو ایک مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اور اس پر مذاکرات کا آغاز ہوا ہے۔

ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ حکومت پاکستان اور وزیر اعظم اسی طرح قومی مفادات کا پوری طرح تحفظ کرتے ہوئے اور ان کو پوری طرح نگاہ میں رکھتے ہوئے مذاکرات کے اس میدان میں آگے بڑھیں گے اور پاکستان کے لئے عزت اور وقار کے ساتھ ایسے حالات پیدا کریں گے کہ ان میں ہمارے کشمیر جیسے دیرینہ مسائل، جو الجھے ہوئے مسائل ہیں، ان کے حل کا کوئی طریقہ کار نکل سکے۔ میں سمجھتا ہوں یہی کسی ملک کی خارجہ پالیسی کی کامیابی کی دلیل ہوتی ہے کہ اس کے مسائل حل ہونے کی طرف آئیں ۔ دیرینہ اور معلق مسائل کا حل وقار کے ساتھ، ملکی اور قومی مفادات کو ذہن میں رکھتے ہوئے تلاش کیا جائے اور دشمنیاں کم از کم کی جائیں، دوست زیادہ سے زیادہ پیدا کئے جائیں ۔ قومی مفادات کا تحفظ کیا جائے ۔ ان معیاروں اور اصولوں کے مطابق دیکھا جائے تو ہماری خارجہ پالیسی کامیابی کی طرف جا رہی ہے ۔ ہماری دعا اور خواہش ہے کہ اس سے بہتر اور زیادہ موثر انداز میں اس کو چلایا جائے ۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ خدائے نور صاحب۔ پانچ منٹ۔

میاں رضا ربانی۔ جناب والا! پارلیمانی پارٹی کے لیڈر پر پانچ منٹ کی قدغن آپ نہیں لگا سکتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ چلئے خدائے نور صاحب آپ شروع کریں۔

جناب خدائے نور۔ جناب چیئرمین! میں بحیثیت لیڈر جمہوری وطن پارٹی کے پہلے

بھی یہی کہہ چکا ہوں اور آج بھی یہی کہوں گا کہ ہم نے ہمیشہ حق بات کہی ہے اور حق کو حق کہا ہے سچ کو سچ کہا ہے ہم اختلاف برائے اختلاف کے قائل نہیں ۔ جب واجپائی صاحب آ رہے تھے ایک روز پہلے اسی فلور پر میں نے تقریر کی اور ان کو خوش آمدید کہا ۔ بڑی اچھی بات تھی ایک صحیح قدم تھا ۔ وہ آئے اور انہوں نے یہاں مذاکرات کئے ۔ ہمیں ان کے مذاکرات پر ان کے آنے پر قطعاً" کوئی اعتراض نہیں بلکہ میں دوبارہ بھی خوش آمدید کہوں گا اور کہتا ہوں ۔ لیکن بات یہ ہے کہ ان کے ساتھ مذاکرات میں کہیں ایسا نہ ہو ' وہ خدشہ ضرور مجھے ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ کشمیریوں کے اس cause کو کوئی نقصان پہنچے اور ٹیبل پر بیٹھ کر ۶۵ کی جنگ کو دوبارہ نہ دہرایا جائے کہ ہم وہاں بیٹھ کر جیتی ہوئی جنگ ہار نہ جائیں۔ یہ خدشہ ضرور ہےہمیں۔میں اس پر یہ کہوں گا کہ میاں صاحب نے ان کے ساتھ جو بات چیت کی ' جو کچھ بھی کی ' پارلیمنٹ کےدونوں ایوانوں کو' قومی اسمبلی اور سینٹ کو بھی اعتماد میں لینا از حد ضروری تھا۔ جب تک آپ پارلیمنٹ کو'عوام کے منتخب نمائندوں کو اعتماد میں لے کر آگے نہیں چلیں گے تو کام نہیں بنے گا۔ گزارش یہ ہے کہ ان کو اعتماد میں لینا چاہئے تھا۔

میری ایک تجویز اس وقت بھی تھی اور آج بھی ہے کہ اگر ان مذاکرات پر جائیں اتنا لمبا میز تھا' تمام وزراء صاحبان ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے' واجپائی صاحب دوسری طرف بیٹھے ہوئے تھے' اگر وہاں 1, 2, 3 حزب اختلاف کے نمائندوں کو بھی بلا کر دکھا دیتے تو شاید آج یہ باتیں نہ ہوتیں جو یہاں ہو رہیہیں۔ جن خدشات کا اظہار ہو رہا ہے یہ شاید نہ ہوتا۔ کیوں؟ واجپائی سیاست دان ہے' یہاں آنے سے اس نے کھویا کچھ نہیں' اس نے پایا۔ تقریباً ایک ہفتہ پوری حکومت ' پوری کابینہ مرکزی اور صوبائی دونوں ان کے استقبال کی تیاریوں میں اس خوشی سے مصروف تھے کہ ان کے استقبال میں کوئی کوتاہی نظر نہ آئے۔

میری جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ وہ بڑے چالاک لوگ ہیں ۔ وہ میز پر اپنا کام نکال کرجاتے ہیں۔ مجھے ایک کہاوت یاد آتی ہے ' میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

ہمارا ایک پٹھان تھا' اس نے اپنی زمین بیچی اور یہاں سے کلکتہ گیا۔ دس ' بیس ہزار روپے کی زمین بیچی تھی اس وقت اور رقم جیب میں ڈال کر کلکتہ گیا ۔ ایک چوبارے پر ایک کمرہ لیا ' قیمتاً خریدا اور اس میں رہنے لگا۔ نیچے ایک ہندو کی دکان تھی۔ چونکہ خان صاحب کی جیب میں پندرہ بیس ہزار روپے تھے' روپے کا بھی نشہ تھا ' وہ کیلے کھا کر یا کینو کھا کر چھلکے

ہندو کی دکان کے اوپر سے نیچے پھینک دیتا تھا۔ ہندو نے دیکھا کہ یہ خان صاحب ہے ' میں اس سے لڑ تو سکتا نہیں ۔ اگر میں لڑنے کی بات کروں گا تو یہ مجھے مار دے گا۔ خان صاحب سیڑھیوں سے نیچے اترے' ہندو سے کہا' او ہندو کا بچہ' یہ ٹوکری یہاں کیوں پڑی ہے؟ تو ہندو نے سوچا کہ اب ان کے ساتھ سیاست کھیلوں۔ جب خان صاحب آئے تو ہندو گیا اور کہا السلام علیکم' ان کے کمرے میں آنا جانا شروع ہوا۔ ہندو کو یہ پتہ لگا کہ ان کے پاس پیسے ہیں۔ یہ جو کچھ کر رہا ہے اپنے پیسے کے بل بوتے پر کر رہا ہے۔ تو ان کے پاس گیا ' دو تین دن بیٹھنے کے بعد ایک دن کہا کہ خان صاحب! آپ کے پاس پیسے ہیں۔ اس نے کہا ہاں ہیں۔ کتنے ہیں؟ اس نے کہا کہ جی کوئی بیس ہزار ۔ کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ تجارت کروں۔ ہم مل کر تجارت کریں۔ خان صاحب نے کہا کہ سیٹھ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ بسم اللہ ' اسٹام لکھوایا گیا نفع و نقصان کا ۔ پوچھا اب لینا کیا ہے ۔ اس نے کہابیس ہزار میرے ' بیس ہزار آپ کے۔ چلو پیاز لیتے ہیں۔ پیاز کی قیمت اس وقت بہت کم ہے لیکن چند دنوں کے بعد پیاز کی قیمت دوگنی ہو جائے گی اور ہمیں اچھا خاصا منافع ہوگا۔ خان صاحب بھی اس کی باتوں میں آگئے ۔ پندرہ بیس ہزار روپے کا پیاز لیا ۔ ایک گودام کرائے پر لیا ' گودام میں پیاز ڈال دیا ۔ خان صاحب کو کہا کہ آپ آرام کریں ' اب انشاء اللہ آپ کی یہ رقم دگنی ہو جائے گی ۔ ہندو نے کیا کیا ۔ شام کو جاتے ہوئے اپنے نوکروں کو لے کر پیاز کے اوپر تین چار بالٹیاں پانی کی ڈال دیں۔ ہر روز یہ کرتا رہا۔ گرمیوں کا زمانہ تھا ' تیس دن کے بعد ہندو نے خان صاحب کو کہا کہ چلیں پیاز کو مارکیٹ میں لاتے ہیں۔ جونہی دروازہ کھولا تو دیکھا کہ پیاز گل چکا ہے ۔ ایک دانہ بھی اس میں صحیح سالم نہیں تھا۔ خان صاحب کو تشویش ہوئی کہ میری تو پوری رقم ڈوب گئی ۔ خان صاحب کو دست لگ گئے' اپنے کمرے سے باہر نہیں نکل رہے تھے ۔ ہندو نے پوچھا خان صاحب! کیا ہوگیا تو خان صاحب نے کہا کہ تم نے تو مجھے غرق کر دیا۔ اس نے کہا غرق تو نہیں کیا ۔ اب گودام کا مالک گودام کا کرایہ پانچ ہزار روپے مانگ رہا ہے۔ خان صاحب نے پوچھا اس کمرے کی قیمت کتنی ہے۔ جواب دیا کہ پانچ ہزار روپے۔ اس نے کہا کہ اڑھائی ہزار روپے میں دیتاہوں اڑھائی ہزار آپ دیں' کمرہ آپ خالی کریں۔ تو اس نے اس خان صاحب سے اس طریقے سے اپنی جان چھڑائی۔

تو جناب چیئرمین ! میں یہ گزارش کروں گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے نہ پڑ جائیں ۔ ہوشیاری اور تحمل سے' بلکہ قوم ' ملک ' پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے کر چلیں تو شاید یہ نوبت

نہ آئے ۔ میاں صاحب کو چاہیے کہ پارلیمنٹ کو اپنے ساتھ لے کر چلیں ۔ پارلیمنٹ حق کو حق ضرور کہے گی ۔ میں پھر اس بات کو دہراؤں گا کہ میاں صاحب یہاں آ جاتے تو ان کی عزت اور احترام میں کوئی کمی نہ ہوتی۔ اس وقت اسمبلی نہیں ، سینٹ چل رہا تھا ۔ ایک دن کے لئے آ جاتے اور یہاں پر جو کچھ وزیر خارجہ صاحب نے کہا ، تو میں تو یہاں تک کہوں گا کہ شاید وہ اس اجلاس میں موجود ہی نہیں تھے ۔ وہ تو چین کے ڈیفنس منسٹر کے ساتھ مصروف تھے ۔ دوسرے دن وہ وہاں گئے اور جو ون ٹو ون ملاقات ہوئی اس میں وہ موجود نہیں تھے ۔ جو باتیں انہوں نے کی ہیں وہ کوئی خاص اور اندر والی باتیں نہیں تھیں ۔ اندرون خانہ کوئی بات نہیں بتائی ۔ میں کہتا ہوں بتانی چاہیے ، کچھ بھی نہیں ہو گا ۔

جناب چیئرمین ! میں نے زیادہ وقت نہیں لیا ۔ قوم ، پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا از حد ضروری ہے ۔ آپ بے شک مذاکرات کریں ، آگے بڑھیں ، ہاتھ ملائیں ، اکٹھے چلے آ رہے تھے اور اب بھی اگر ہم اکٹھے ہو جائیں تو دونوں کے مفاد میں ہے اور دونوں کے لئے ایک اچھی بات ہوگی ۔ جنگوں سے مسائل حل نہیں ہوتے ۔ تین جنگیں لڑی جا چکی ہیں ۔ مسائل تو جوں کے توں ہی ہیں ۔ نقصان ان کا بھی ہوا ، ہمارا بھی ہوا ۔ بموں سے کچھ نہیں ہوتا ۔ بم بن گئے ، میں اختلاف نہیں کرتا لیکن اس سے مسئلے حل نہیں ہوتے ۔ لہذا ، اگر نیک نیتی سے مذاکرات ہوتے ہیں تو اچھی بات ہو گی ۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! موجودہ حالات میں ہماری حکومت نے جو steps اٹھائے ہیں اور وزیر اعظم ہندوستان یہاں تشریف لائے ، یہ ہماری کامیاب خارجہ پالیسی کا ایک حصہ ہے ۔ اور جو ہمارے اپوزیشن کے بھائی اختلاف کر رہے ہیں تو پہلے دن تو قائدحزب اختلاف نے کہا تھا کہ وہ واجپائی صاحب کو welcome کریں گی ۔ اور تمام جماعتوں نے ایسے ہی جذبات کا اظہار کیا تھا ۔ کچھ مسائل ملک کے اندر ہوتے ہیں ، کچھ بیرونی ممالک کے ساتھ ہوتے ہیں ۔ تمام جماعتوں کا یہ مسئلہ ہوتا ہے ۔ یہ ملک کسی فرد واحد کا نہیں ہے۔ سب کا ہے ، چودہ کروڑ عوام کا ہے اور اس میں جو پالیسیاں بنتی ہیں اور کچھ ایسے ایشو ہوتے ہیں جن کے لئے قدم اٹھانے کے لئے ضروری ہوتا ہے ۔ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف

صاحب نے جو قدم اٹھائے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں ۔اور یہ بات بھی ، آج تک پاکستان بنے ہوئے 51 سال ہوئے تین جنگیں ہم لڑ چکے ہیں اور ان میں سے ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا ، وہ بھی ہمارے سامنے ہے اور جو بات ٹیبل پر بیٹھ کر گفتو شنید کے ساتھ--- ہزاروں سال ہم جنگ لڑیں اور پھر بھی مسئلہ اسی پر آئے گا کہ ٹیبل پر ۔ اور آج دنیا کی سب سے بڑی طاقت امریکہ ہے ، وہ بھی ہمیں یہ کہہ رہا کہ مشاورت سے آپ دونوں بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکالیں ، یعنی مقبوضہ کشمیر کا۔ اور ایک ایسا وقت بھی آیا اور ایسے دور میں آیا کہ مقبوضہ کشمیر کے بارے میں UNO میں بین الاقوامی سطح پر ہمارے جتنے دوست ہیں وہ ہمیں ووٹ دینے کو تیار نہیں تھے اور آخر کار اسے ایجنڈے سے کشمیر کے نام کو ہٹانا پڑا ۔ وہ دن ہمیں یاد رکھنے چاہئیں۔

آج ہماری موجودہ خارجہ پالیسی کو دیکھیں ، ہمارے وزیراعظم پاکستان مجاہد اسلام نے یہ قدم اٹھایا اور ہم سب نے مل کر ان کا ساتھ دینا ہے ، یہ قومی مسئلہ ہے اور یہ سب جماعتوں کا مسئلہ ہے اور اگر پاکستان کی خارجہ پالیسی کامیاب ہوتی ہے تو اس میں سب کی نیک نامی ہے ۔ پاکستان کی بقا کے لئے ہم نے تین جنگیں لڑ کر آدھا پاکستان دے دیا ہے ۔اور مزید اگر ہم لڑیں گے تو --- بیٹھ کر ، جیسا کہ خدائے نور صاحب نے کہا کہ ہوشیاری اس میں ضروری ہے ۔ لیکن گفت و شنید کے لیئے کوئی مہمان باہر سے آئے اور اس پر کچھ لوگوں نے یہ جلوس نکالے اور اپنے نقصانات کیے اور اپنی کوششوں کو ضائع کیا ۔یہ اچھی بات نہیں ہے میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان ہیں۔ چاہے کوئی مانے یا نہ مانے وہ علیحدہ بات ہے ۔لیکن وہ اس وقت پاکستان کے لیڈر ہیں ۔اور تمام قائدین جو اپنے آپ کو پاکستان کی سطح پر لیڈرز کہتے ہیں ان پر اگر نظر دوڑائی جائے تو کسی شخص پر اگر آ کر نظر ٹھہرتی ہے تو وہ میاں محمد نواز شریف ہے اور انہوں نے جو قدم اٹھائے ایٹمی دھماکہ کیا ، اس کے بعد انہوں نے فارن پالیسی دی اور اسی طرح اور جو قدم اٹھائے شریعت بل پاس کروا کر اور پھر اس ملک کو بحرانوں سے نکال کر ترقی یافتہ ممالک میں شامل کرنے کے لئے اور پھر دنیا میں اسلامی ممالک میں پہلا واحد یہ ملک ہے ۔جو ایٹمی طاقت ہے اسلامی ملکوں میں۔یہ بہت بڑا credit ہے اور اس بات پر وزیراعظم ہندوستان کا یہاں آنا اور مینار پاکستان پر جانا اور پاکستان کو تسلیم کرلینا اور مقبوضہ کشمیر کو dispute قرار دینا۔

وہ تو پہلے کہتا تھا کہ مقبوضہ کشمیر اٹوٹ انگ ہے بھارت کا لیکن یہ مسئلہ اس نے

تسلیم کر لیا کہ یہ disputed مسئلہ ہے جھگڑا ہے اس کو بیٹھ کر حل کرنا چاہیے اس سے بڑی کامیاب خارجہ پالیسی اور کیا ہو گی اور میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں اس ملک کو ترقی کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے، مسائل حل کرنے کے لیے، اس میں سب بھائیوں سے میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں مل بیٹھ کر، متفق ہو کر یہ جو ملکی سطح پر مسئلے ہیں یا مسائل ہیں ان کو حل کرنا چاہیے۔ اور جب جماعت کی بات آئے یا اپنے الیکشن کی بات آئے تو اس وقت الیکشن کی باتیں کریں۔ چونکہ اپنی اپنی جماعت کا پروگرام ہوتا ہے وہ بے شک اس کو اٹھائیں لیکن جب ملکی سطح پر خارجہ پالیسی یا ایسے ایشو پر بات ہو تو اس پر ہم سب کو باہم مل کر یک زبان ہو کر میاں محمد نواز شریف کا ساتھ دینا چاہیے تاکہ ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو اور جو جھگڑے سے جو فسادات ہیں ان کو حل کرنے میں میاں محمد نواز شریف صاحب کو مدد ملے بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ Thank you ,Thank you very much اچھا اب اکرم شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان ۔ شکریہ جناب چیئرمین! ایمانداری کی بات یہ ہے کہ نہ تو ہمیں زیادہ بولنے کا شوق ہے کہ ناحق لوگوں کا وقت ضائع کریں اور نہ پریس میں اپنا نام چھپوانے کا شوق ہے جیسے یہاں چند دوستوں نے فرمایا کہ پریس والے نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے ہمارے ملک کی خارجہ پالیسی سے متعلق ہے تو اس لئے مجبوراً پھر ہمیں گزارش کرنا پڑتی ہے کہ ہم اس پر پانچ منٹ کی گفتگو کر سکیں۔ جناب چیئرمین میں آپ کے توسط سے جناب وزیر خارجہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ یہاں پر تشریف لائے اور انہوں نے ہمیں بریف کیا۔ میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کی طرف سے ان مذاکرات کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں ممالک کے عوام کی انتہائی بہتری کے لئے یہ مذاکرات ہوئے ہیں واجپائی صاحب کے یہاں آنے سے۔ چونکہ ہمارے دونوں ممالک کے عوام انتہائی غربت کی، مفلسی کی اور ناداری کی زندگی گزار رہے ہیں اور اس کی وجہ ہماری آرمز ریس ہے، ہماری بڑی بڑی فوجیں اور ہمارا فوجی بجٹ ہے۔ جب مذاکرات کے ذریعے اپنے مسائل حل کریں گے، اپنی مشکلات حل کریں گے تو پھر ہمیں اتنی armed race کی ضرورت نہیں پڑے گی، ہمیں اتنے بڑے فوجی بجٹ کی ضرورت نہیں پڑے گی، یقیناً جیسے

میں نے کہا کہ یہ مذاکرات انتہائی خوشآئند ہیں۔ جناب میری گزارش ہے کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ وزراء صاحبان کی توجہ بھی چاہوں گا۔

جناب چیئرمین! چونکہ یہ ہماری خارجہ پالیسی کا مسئلہ ہے اور ہماری خارجہ پالیسی کا جو ریکارڈ ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کی کبھی کوئی خارجہ پالیسی رہی ہی نہیں کیونکہ ہر ملک اپنے ملک کے مفاد کے لئے ، اپنی عوام کے مفاد کے لئے خارجہ پالیسی بناتا ہے۔ لیکن ہم نے روز اول سے امریکہ بہادر کے مفادات کے لئے اپنی پالیسیاں بنائیں، ہم بغداد پیکٹ ، SEATO میں، SENTO میں، ان معاہدوں میں گھستے چلے گئے۔ اب یہ جو نئی صورتحال آئی ہے کہ ہم بھارت کے ساتھ اپنے اختلافات مذاکرات کے ذریعے طے کرنا چاہتے ہیں، یہ یقیناً ایک خوش آئند بات ہے لیکن جناب چیئرمین یہاں پر قوم کے ذہن میں کچھ شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں اور یہ ہیں کہ ہم واقعی اپنی خارجہ پالیسی میں ایک بہت بڑی تبدیلی کرنے جا رہے ہیں یا کسی کے کہنے پر ہم یہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ پچھلی خارجہ پالیسی کے نتیجہ میں ہم جس مقام پر کھڑے ہیں ، ہمارے جنوب میں سمندر ہے جہاں پر امریکی بحری بیڑے کھڑے رہتے ہیں کبھی کروز میزائل فائر کرتے ہیں اور کبھی کیا کرتے ہیں۔ ہمارے مشرق میں ہندوستان ہے جس سے ہم تین جنگیں لڑ چکے ہیں، ہماری ایک پٹی چائنہ سے ملتی ہے جہاں پر پتا نہیں ہم کن کن لوگوں کو بھیجتے ہیں، شمال میں ہمارے افغانستان ہے جس پر ہمارا دعوٰی ہے کہ ہم نے اس کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے، مغرب میں ہمارے ایران ہے جنہوں نے پچھلے کافی مہینوں سے ہمارے borders پر جنگی مشقیں شروع کر رکھی ہیں - یہ ہماری پچھلی خارجہ پالیسی کا محصول ہے۔ اب جناب چیئرمین! شکوک وشبہات یہاں پر پیدا ہوئے ہیں کہ اگر ہماری اپنی خارجہ پالیسی میں یہ ایک اتنا بڑا turn ہے تو یہ ایک انتہائی خوش آئند بات ہے لیکن اگر یہ امریکہ بہادر کے کہنے پر ہے یا کسی اور کے کہنے پر ہے تو یہاں پر پھر لوگوں کو شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور میں یہ دعا کرتا ہوں کہ یہ ہماری اپنی خارجہ پالیسی کی ایک نئی جہد ہو، ایک نیا رخ ہو۔ جناب چیئرمین! خارجہ پالیسی بناتے وقت ہمیں اپنے ملک کا اور اپنی عوام کا مفاد عزیز ہونا چاہیئے، ہمیں اپنے ایجنڈے پر کام کرنا چاہیے نہ کہ دوسروں کے ایجنڈے پر۔

جناب ایسی چیزیں ہیں کہ جس پر انسان حیران رہ جاتا ہے، افغانستان کی طالبان حکومت، دنیا کے 160 ممالک میں سے ہم واحد ملک ہیں کہ جس نے ان کو تسلیم کیا ہوا ہے۔ یہاں کہا

جائے گا کہ سعودی عرب نے بھی تسلیم کیا لیکن انہوں نے اپنا سفیر واپس بلا لیا ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں پر اسامہ بن لادن ہم سے مانگا جاتا ہے' اگر ہم اپنی خارجہ پالیسی ' اپنی sovereignty اور دوسروں کی sovereignty کے احترام کے اصول پر ہوتے تو کبھی کسی کو جرات نہ ہوتی کہ دوسرے ملک میں موجود شخص کا مطالبہ لوگ ہم سے کرتے۔ تو ہم جب بھی مذاکرات کریں ہم اپنے ملک کے اقتدار اعلیٰ کو بچاتے ہوئے ' اس کو منواتے ہوئے بات کریں لیکن پچھلے سالوں میں ایسے افسوسناک واقعات ہو چکے ہیں کہ ہمارے اقتدار اعلیٰ پر بہت بڑی زد پڑی ہے لیکن ہماری طرف سے کچھ بھی نہیں ہوا۔ امریکہ نے بظاہر افغانستان پر کروز میزائل داغے لیکن آدھے سے زیادہ کروز میزائل پاکستان میں گرے۔ ایسے کہنے کو تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہم پر حملہ نہیں تھا' وہ افغانستان پر حملہ تھا' لیکن ان کروز میزائل کی بہت بڑی تعداد ہمارے ملک کے اندر گری ۔ پھر ہمیں معلوم ہے کہ دن دھاڑے امریکن فوجی آئے ' کمانڈوز آئے اور یہاں سے ایک پاکستانی شہری ایمل کانسی کو اٹھا کر لے گئے۔ آیا یہ وہ مواقع نہیں تھے کہ ہم اقوام متحدہ میں جاتے' ہم دوسرے اسلامی ممالک میں جاتے' ہم وہاں پر اپنی sovereignty کی جو پامالی کی گئی ہے اس کا دفاع کرتے۔ اسلامی ممالک میں ہمارا کیا رول ہے۔ خارجہ ممالک کی تنظیم میں ہمارا کیا role ہے ؟ جناب کچھ بھی نہیں ۔ اب جناب میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو مذاکرات شروع ہوئے ہیں ہم ان کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ جاری رہنے چاہئیں اور ان تمام مسائل جن پر ہماری مفاہمت ہوسکتی ہے ان پر ہمیں اپنے عوام کے لئے اپنے ملک کے لئے بات کرنا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین! یہاں پر دو مسائل میں ایک ایک نکتے میں بیان کروں گا ۔ اس میں ایک مسئلہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ واجپائی صاحب کے دورے کے لئے اسلام آباد' جو کہ ہمارا وفاقی مرکز ہے' یہاں سے گریز کیا گیا ۔ ان کا سارا دورہ سارے پروگرام لاہور میں رکھے گئے جن سے وفاق کے باقی یونٹوں کو خدشات پیدا ہوگئے ۔ ان میں بداعتمادی پیدا ہوگئی جو کہ نہیں ہونا چاہیئے تھا ۔ دوسری گزارش میری یہ ہے کہ کل یہاں پر Leader of the Opposition, Aitzaz Ahsan صاحب نے اس دورے کو appreciate کیا ہے لیکن انہوں نے تنقید کی کہ اس کے لئے کافی home work اور تیاری نہیں ہوئی تھی ۔ جناب اکرم ذکی صاحب بیٹھے تھے ' ابھی اٹھ کر چلے گئے ہیں' ہمارے سینیٹ کی Standing Committee for Foreign Affairs کے چیئرمین ہیں ۔ ہمارے خارجہ سیکرٹری رہ چکے ہیں۔ میں نے ان سے گلہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے ہمیں واجپائی

صاحب کے دورے پر نہیں بلایا تھا تو ذکی صاحب نے مجھے کہا کہ مجھے بھی نہیں بلایا گیا تھا ۔ اگر راجہ صاحب اس کو نوٹ فرما لیں کہ میں نے ان سے گلہ کیا۔ میں نے کہا آپ نے ہمیں نہیں بلایا واجپائی صاحب کے دورے پر ، انہوں نے کہا ارے بھائی مجھے خود نہیں بلایا آپ کو کون بلاتا لیکن یہاں پر کہتے ہیں کہ تیاری بھی ہوئی تھی اور لوگوں نے اس پر home work بھی کیا تھا۔

آخر میں جناب چیئرمین! ایک نکتہ یہاں پر میں شکوے کے طور پر کروں گا۔ جمعرات کے دن پچھلے اجلاس میں شہباز شریف صاحب کا دورہ امریکہ کا موضوع میں نے نکتہ اعتراض پر اٹھایا تھا۔ مشاہد حسین صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ نہیں جی وہ وہاں پر شکار کھیلنے گئے اور کچھ دوائیاں وغیرہ خریدنے گئے ہیں ۔

جناب مشاہد حسین۔ نہیں جی میں نے World Bank کا کہا تھا جی۔

جناب اکرم شاہ خان۔ آپ کا جواب اس سے ملتا جلتا تھا ۔ میں نے کہا کہ وہ وہاں پر وزیراعلیٰ کی حیثیت سے گئے۔ وہاں وہ CTBT پر بحث کر رہے ہیں، World Bank سے بات کر رہے ہیں، وہاں پر واجپائی کے دورے پر بات کر رہے ہیں جو کہ ایک وزیراعلیٰ نہیں کرسکتا لیکن مشاہد حسین نے مجھے جو اس کا جواب دیا یقیناً" انہوں نے یہ نہیں کہا لیکن اس قسم کا جواب تھا جو کے انہیں نہیں دینا چاہیئے تھا ۔ جناب! میں آخر میں ایک دفعہ پھر ان مذاکرات کی حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ مذاکرات جاری رہنے چاہیئیں ۔جناب چیئرمین! جہاں پر بھی ہمسایہ ممالک ہوتے ہیں ان کے درمیان تنازعات موجود ہوتے ہیں ۔ یہ Natural ہے انڈیا اور چین کے تنازعات ہیں ۔ انڈیا اور بنگلہ دیش کے تنازعات ہیں ۔ روس اور چین کے تنازعات ہیں تو ملکوں کے درمیان اختلافات ہوتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے جنگ کے ذریعے حل کرایا جائے بلکہ اسے باہمی مذاکرات کے ذریعے peaceful co-existence کے اصول کے تحت پرامن بقاء باہمی کے تحت مذاکرات ہونے چاہیئیں۔وہ چیزیں جن پر ہم جلد نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے ، ان کو ایک طرف رکھ کر اس پر بھی مذاکرات جاری رہنے چاہیئیں اور جو چیزیں ہم دونوں ممالک کے عوام کے مفاد میں ہیں ہمیں ان پر فوری طور پر فیصلے کر لینے چاہیئیں۔جنگ کے امکانات کو جتنا ممکن ہو کم سے کم کیا جاسکے تاکہ arms race ختم ہو، فوجوں کا اتنا بھاری بجٹ ختم ہو اور ہمارے عوام کو relief ملے اور بنیادی زندگی کی ضرورتیں ان کی پوری ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر- Thank you مشاہد صاحب کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب مشاہد حسین- میں نے windup کرنا ہے تو میں اس میں کہہ دوں گا لیکن یہ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے inaccurate بات کی تھی -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر- اچھا اب مندوخیل صاحب اس طرف سے۔

شیخ ظریف خان مندوخیل- جناب چیئرمین! شکریہ ' آپ نے مجھے بڑے اہم مسئلے پر بولنے کا موقع دیا ہے - یہاں ہمارے بھائیوں نے تقریریں کیں جو ایک سے ایک اچھی تھی - میں نے دو باتیں تمام بھائیوں کی تقریروں میں ایک جیسی پائیں یعنی شکوک و شبہات اور اعتماد میں لینے کی -

جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واجپائی کا یہاں آنے کا پہلا موقع تھا اور اس نے پہلی دفعہ پاکستان کو تسلیم کیا اورکشمیر کو متنازع علاقہ قرار دیا - اب اس سے زیادہ قوم کو اعتماد میں کیا لیا جاسکتا ہے -

جناب والا! آئندہ جب کشمیر پر بات ہو گی تو ساری قوم کو اور قومی لیڈروں کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ اپوزیشن یہ سمجھتی ہے کہ اس گورنمنٹ نے جیب میں کشمیر کو تقسیم کرنے کے لئے فیتہ رکھا ہوا ہے اور یہ ان کی بھول ہے۔ جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ واجپائی بس سے اترے اور ہم نے کہا چلو ' یہ کشمیر کا ٹکڑا تمہارا اور یہ ہمارا - اس قسم کی بات نہیں ہے۔ اس موضوع پر بحث ہو گی ' اس کے متعلق پارلیمنٹ اور ساری قوم کو اعتماد میں لیا جائے گا۔

جناب والا! اگر ہم اپنی خارجہ پالیسی پر نظر دوڑائیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خارجہ پالیسی ہماری اسی گورنمنٹ نے شروع کی ہے - پہلے ہمارے گھروں کے فیصلے باہر ملکوں میں ہوا کرتے تھے - اب سارے ہاؤس پر یہ بات واضح ہے کہ بل کلنٹن نے کتنی کوشش کی کہ ہم دھماکہ نہ کریں ' جب ہم نے امریکہ کی ایسی باتوں کا نوٹس نہیں لیا تو پھر ایسی کون سی طاقت ہے جس کے اثر میں ہم آ جائیں گے۔ یہ ہمارے وزیر اعظم کا stand تھا کہ جب بھارت نے دھماکہ کیا ہے تو ہمارے interest میں یہی ہے کہ ہم بھی دھماکہ کریں۔

جناب والا! جب کبھی بھی ہمارے اسلامی ممالک پر کسی طرف سے حملہ ہوتا ہے تو ہم

پہلے ہی دن کہتے ہیں کہ یہ غلط بات ہے اور ہم اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہماری مسلم لیگ کی حکومت نے کبھی بھی اس ملک کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ۔ اسی پارٹی نے پاکستان بنایا تھا اور انشاء اللہ اس ملک کو بچانے کے لئے بھی سب سے آگے رہتی ہے ۔

جناب والا! ابھی ہمارے ایک بھائی نے اسامہ بن لادن کے متعلق بات کی ۔ اب امریکہ کو معلوم ہے کہ چاہے اسامہ بن لادن کا مسئلہ ہو یا کوئی اور اب پاکستان اپنے مسئلے خود پاکستان میں ہی طے کرتا ہے اور ہم باہر کے فیصلوں کو سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب والا! وزیر خارجہ صاحب نے جو briefing دی تھی میرے خیال میں وہ کافی تھی۔ ہمارے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ لاہور میں پاکستان کے خلاف کسی نے کوئی بات کی اور یہاں کیسے شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ میرے خیال میں واجپائی صاحب یہاں لاہور میں آئے اور انہوں نے کشمیر کو متنازع علاقہ 51 سال کے بعد قرار دیا جو کہ اس حکومت کی بڑی کامیابی ہے۔ کیونکہ حکومتیں آئے دن بدلتی رہتی ہیں۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کے نام پر قائم رہے گا اور اس ملک کے اندر میرے خیال میں ، ہم لوگوں کو اختلاف برائے اختلاف والے فیصلوں کو چھوڑنا چاہیئے۔ ان سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیئے۔ قائد اعظم اور لیاقت علی خان کے بعد ہم نے ساری حکومتیں دیکھی ہیں۔ ایک دن بنتے ہیں اور دوسرے دن ٹوٹتے ہیں۔ اس سے ہمیں کیا ملا ہے۔ اگر ہماری حکومتیں اس طرح کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہوں جس طرح ابھی یہ حکومت ہے۔ تو میرے خیال میں کشمیر کا فیصلہ کبھی کا ہو چکا ہوتا۔ تو میں اپوزیشن کے بھائیوں سے بھی اور حکومت کے بھائیوں سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ آپ آپس میں اتحاد و اتفاق قائم کریں۔ اس پارلیمنٹ میں اتفاق و اتحاد قوم کا اتفاق و اتحاد ہے۔ ہم لوگ آ جاتے ہیں ۔ یہاں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ پھر ایجنڈے کو ختم کرکے شام کو چھٹی ہو جاتی ہے۔ حکومت کا پیسہ ضائع ہوتا ہے اور ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ قوم کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ میں یہ درخواست ایک دفعہ پھر کروں گا۔واجپائی صاحب کے دورے کے موقع پر ہمارے کچھ لیڈروں نے، جوکہ ایک وقت میں میرے دوست بھی تھے ، قاضی صاحب کو احتجاج نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ جب ہمارے ملک میں باہر کے لوگ آتے ہیں تو ہمیں یہ بتانا چاہیئے کہ ہم مسلمان لوگ ہیں۔ ہم اتفاق سے رہتے ہیں۔ ہم اتفاق سے فیصلے کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی الیاس احمد بلور صاحب۔

جناب الیاس احمد بلور: بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ بڑی خوشی کی بات ہے اور بدقسمتی یہ ہے کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے ساتھی، جب سے ہم نے ہوش سنبھالا، ساری عمر ایک ہی بات کہتے آئے ہیں کہ ہندوستان نے ہمیں دل سے تسلیم نہیں کیا۔ میں نے ان سے نجی محفلوں میں کئی دفعہ پوچھا ہے کہ بھئی ان کے دل کے اندر تم گھسے ہو۔ جب تمہارے پاسپورٹ کے اوپر وہ ویزہ لگا دیتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ پاکستان کو تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ پنجاب میں ایک واویلا تھا کہ ہندوستان نے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا ہے۔ چند ہمارے لیڈر صاحبان نے یہ بھی کہا کہ، میں بڑی عزت کے ساتھ اور بڑے احترام کے ساتھ کہوں گا، ہم ایک ہزار سال تک لڑیں گے۔ We will fight till one thousand years. اور وہ 2 wars میں خود بحیثیت وزیر شریک تھے۔ what we got out of it. Sir, what we got out of these three wars. We have lost a lot , we have lost such a big honour that in the history of the world ایک لاکھ فوجیوں نے کبھی دنیا میں ہتھیار نہیں ڈالے۔ ایک لاکھ فوجیوں نے ہتھیار ڈال کر ---، ہم نے پنجاب کی وجہ سے اپنی اتنی بڑی بے عزتی کروائی ۔ مسلم لیگ کے بھی ساتھی اور پیپلز کے ساتھی پنجاب سے ووٹ لینے کے لئے یہی کہتے تھے کہ ہزار سال تک لڑیں گے۔ دل سے تسلیم نہیں کیا۔ یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا۔ ہمارے بزرگ اس وقت ۴۰ سال سے یہ کہہ رہے تھے کہ بھئی جو بھی مسائل ہیں آپ میز پر بیٹھ کر حل کریں۔ ہمارے بزرگوں نے بار بار یہ کہا کہ لڑائی سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ مسائل میز پر بیٹھ کر حل ہوں گے۔ آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے بڑی خوشی ہے کہ پاکستان کی دو بڑی پارٹیاں آج اس چیز پر آ گئی ہیں اور یہ اس چیز کو مان گئے ہیں کہ مسائل جنگ سے حل نہیں ہوتے بلکہ میز پر بیٹھ کر حل ہوتے ہیں۔ یہاں میں فارسی کی ایک بات کروں گا۔(فارسی) تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ چند چیزیں ہیں کہ جو ہم کو پہلے سے سوچنا چاہیئے تھیں۔ نہ ہماری اتنی بے عزتی ہوتی۔ نہ ہمارے ایک لاکھ فوجی ہتھیار ڈالتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ چوہدری اعتزاز صاحب بڑے بادشاہ آدمی ہیں۔ وہ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ خدا کے لئے مرکزی صوبے کا جو چیف منسٹر ہے پاکستان کا اصلی ماما تو وہی ہے۔ میں پنجاب کا نام نہیں لیتا۔ پنجاب کا جناب۔ I take Central Province because they object if I take Pakhtoon Khawah. مجھے وہ سرحد کہتے ہیں تو میں ان کے پنجاب کو Central Province کہوں گا۔ تو جناب Central Province کا جو وزیر اعلیٰ ہے وہ تو بادشاہ ہے جناب، وہ

تو جو مرضی میں کرے، اس میں ایسی کونسی بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ ایک نام ہوگیا ہے۔

جناب الیاس احمد بلور: یہ ایک صوبے کا نام ہے جناب۔ Sir, it is a very good name for the Central Province because the people say کہ جی سرحد بڑا اچھا نام ہے تو میں کہتا ہوں پنجاب کے لئے کیونکہ پنجاب میں اب تین دریا رہ گئے ہیں، پانچ نہیں ہیں۔ بہرحال جناب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں by chance ایک trade delegation لے کر جب اردن پہنچا تو اردن کی پریس والوں نے مجھے پکڑ لیا، اس وقت ہم مسلم لیگ کی حلیف جماعت تھے۔ تو مجھے کہا کہ "What about your Government? Your Government is going to support the Palestines or not? We know that they are going to accept Israel." تو میں نے ان سے یہ پوچھا کہ یار مجھے یہ بتاؤ کہ "Has Jordan accepted Israel or not?" انہوں نے کہا "Yes, we have accepted Israel.": پھر میں نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ دنیا کے ارب ممالک میں سوائے سعودی عربیہ کے باقی کون سے عرب ملک میں اسرائیل کی ایمبیسی نہیں ہے۔ تم سب نے تو خود accept کیا ہوا ہے اور تم نے خواہ مخواہ ایک بوجھ ڈالا ہوا ہے کہ جی آپ اسرائیل کو accept نہ کریں۔ یا تو تم لوگ نہ کرتے تو ہم بھی نہ کرتے۔ لیکن میں نے کہا ہماری، پاکستان کی حکومت، میاں نواز شریف صاحب کی حکومت کا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے کہ ہم اسرائیل کو accept کر رہے ہیں اور ہم نے فلسطینیوں کو ہمیشہ support کیا اور ہم کر رہے ہیں support۔ تو میں یاسر ارفات کے بارے میں کہتا ہوں کہ اگر اسرائیل اور یاسر ارفات دونوں ایک ٹیبل پر بیٹھ کر فیصلہ کرسکتے ہیں اور انہوں اپنے فیصلے کیئے بھی ہیں، mediator بیچ میں بیٹھے اگر وہ فیصلہ کرسکتے تو پاکستان کیوں نہیں کرسکتا۔ پاکستان، ہندوستان کو بھی اپنے فیصلے کرنے چاہئیں اور یہاں جناب میں آپ کو یہ بات بتا دوں with due respect میرے بہت سے ساتھیوں نے باتیں کیں، Simla Accord is the only accord which has been approved by the National Assembly اور اس کے بعد اس کو ابھی تک پارلیمنٹ نے یا نیشنل اسمبلی نے کسی نے ابھی اسے disapproved نہیں کیا، it still exists. Simla Accord کے مطابق آپ کو فیصلہ کرنا چاہیے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ بہت

ضروری ہے۔

اب میں تھوڑا سا بزنس کی طرف آتا ہوں۔ حکومت پاکستان نے باقی ممالک کی طرح GATT پر agreement کیا ہے WTO (World Trade Organization) کے تحت۔ World Trade Organization کے تحت آپ نے اور ہر ایک ملک نے most favourite nation کا status دینا ہے اپنے ہمسائیوں کو دینا ہے۔ انڈیا آپ کو most favourite nation کا status دے چکا ہے۔ لیکن اب آپ نے بھی اس کو دینا ہے اور سنہ 2002ء تک آپ نے دینا ہے۔ اور سنہ 2002ء کو آپ نے لازمی اپنی بارڈرز ساری دنیا کے لئے open کرنے ہیں imports and exports کے لئے ' you don't have any other option. آپ کے پاس اور کوئی option نہیں ہے۔ This has been accepted by all the countries اور آپ نے بھی accept کیا ہوا ہے۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں جناب کہ ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے 1996ء میں جب محترمہ کی حکومت تھی میں وہاں گیا Federation کے صدر کی حیثیت سے ہم نے ' Federation نے ایک agreement کیا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپس میں cooperation agreement ہونا چاہیے اور آج بھی ہم یہ دعوے کرتے ہیں کہ businessmen community جو ہے ' یہ چند لوگ ہمارے پنجاب کے ساتھ ہیں ' we don't want that every trade should be opened. میں as a business leader یہ نہیں چاہتا کیونکہ ایک چیز میں ہم بہت کمزور ہیں اور وہ engineering ہے اور اس میں ہم بہت پیچھے ہیں۔ باقی تمام چیزوں میں ہم انشاء اللہ ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب اور میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ SAARC کا پہلا President بھی اللہ کے فضل سے پاکستانی تھا اور میں آج بھی یہی دعا کرتا ہوں اور میں یہ پوچھتا ہوں جناب کہ European Union کے جو ممالک ہیں دو ہزار سال تک وہ لڑتے رہے ہیں۔ دو world war ہوئی ہیں وہاں ' دو world war ہونے کے بعد they have now resolved, end of the day پر کیا ہوا ہے ' آپ دیکھیں کہ end of the day پر یہ ہوا ہے کہ European Common Currency انہوں نے بنا لی ہے۔ اس کی reasons کیا ہیں؟ اس کی reasons صرف یہ ہیں جناب ابھی regional trade ہوئی ہے۔ Regional trade کے اندر امریکہ کسی سے کم ہے ' پھر اس نے NAFDA (نیفڈا) اس نے کیوں بنایا۔ کیونکہ نیفڈا میں 55% سے زیادہ trade in between

NAFDA ہو رہی ہے جناب۔ اس کے بعد جناب European Union بنی اور اس میں 60% جو ان کی trade ہے وہ in between European Union ہو رہی ہے۔ اس کے بعد ASEAN بنی۔ ASEAN میں لوگ یہ کہتے ہیں، یورپ کی یونین بنی۔ اس وقت 60% ان کی ٹریڈ in between European Union ہو رہی ہے۔ اس کے بعد Asian بنا۔ Asian میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کے چند لوگ جو پاکستانی بال ٹھاکرے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ جی پاکستان کو ہندوستان کاروبار میں کھا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں، غلط ہے۔ دیکھیں سر، جو Asian ملک ہیں، Asian کی جو production ہے وہ almost same ہے۔ لیکن ان کی inter regional trade جو ہے that is more than 30%. سر، ہمارے ہاں بھی سارک بنا، اب سارک کی intra trade تین فیصد ہے جناب۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ after cold war یہ ہمارے لئے لازمی ہے اور ہماری بڑی ضرورت ہے۔ آج اسحاق ڈار صاحب نہیں ہیں، اگر وہ ہوتے تو کامرس اور انڈسٹری کے لئے we have to interact among each other. اور میں تو یہاں تک کہتا ہوں اور میں نے انڈیا کے پرائم منسٹر کے سامنے یہ کہا تھا، میں یہ بھی کہتا ہوں کہ پاکستان کو اجازت ملنی چاہیئے انڈیا کے land route کے ذریعے کہ we should be allowed to send our goods to our SAARC countries, we should be allowed to send our goods to Bangladesh, we should be allowed to send our goods to Nepal and Bhotan by road. میں تو یہاں تک کہتا ہوں کیونکہ یہ بہت اہم چیز ہے۔ اس کے بغیر ہمارے لئے آگے بڑھنا ممکن نہیں۔ اس ریجن کو اگر آباد کرنا ہے تو ہمیں لڑائیوں سے نہیں کرنا۔ اس ریجن کو اگر آباد کرنا ہے تو ہمیں intra trade تعلقات سے کرنا ہے کیونکہ آج world war of economy ہے 'war of nerves' ہے، اس کو لے کر ہم نے آگے چلنا ہے۔ باقی نثار خان صاحب نے یہاں پر فرمایا کہ میں میاں نواز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے، ضرور پیش کرنا چاہیئے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں خراج تحسین اپنے ان بزرگوں کو پیش کرتا ہوں جو پچھلے چالیس سال سے یہ کہتے آئے ہیں اور آج دونوں بڑی پارٹیاں یہ مانتی ہیں کہ لڑائی سے مسائل حل نہیں ہوتے، بیٹھ کر مسئلہ حل کریں اور بیٹھ کر ایک دوسرے کے ساتھ سمجھوتہ کریں کیونکہ war کا end کوئی نہیں ہے، اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

ایک دوسرا بہت سخت خطرہ نظر آرہا ہے۔ Central province جس طریقے سے act کر

رہا ہے مجھے یہ لگتا ہے کہ ہمارے چھوٹے صوبے تو پاکستان کی فیڈریشن میں رہنا چاہتے ہیں لیکن مرکزی صوبے کے behavior سے مجھے یہ لگ رہا ہے کہ وہ پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے۔ یا تو وہ پاکستان سے الگ ہونا چاہتے ہیں۔ کیونکہ آٹے کی قیمت دیکھیے، یہاں پر کم ہے، ہمارے ہاں زیادہ ہے۔ یہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہے جناب۔ پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ میاں صاحب کی حکومت میں آٹے کا ریٹ عوام کے لئے پنجاب میں کم ہے اور باقی تینوں صوبوں میں زیادہ ہے۔ تو اس مرکزی صوبے کو سنبھالیں۔ بڑا خطرہ نظر آ رہا ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اچھا جی، اب دو سپیکر رہ گئے ہیں۔ ایک تاج حیدر صاحب اور دوسرے حسین شاہ راشدی صاحب۔ باقی آفتاب صاحب یہاں پر نہیں ہیں اور رضا ربانی صاحب نے فرما دیا ہے، زاہد خان صاحب موجود نہیں ہیں، خٹک صاحب چلے گئے ہیں تو یہ دو سپیکرز ہیں۔ کیا ارادہ ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی : میں بولنا چاہوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اچھا جی، جی تاج صاحب۔

سید تاج حیدر : شکریہ جناب چیئرمین، برصغیر میں ڈرامے کی روایت بہت پرانی ہے۔ ایک عرصے سے پھر ایک نیا ڈرامہ یہاں پر چل رہا ہے۔ اس ڈرامے کو دو بہت اہم کردار ملے ہیں، پرائم منسٹر اٹل بہاری واجپائی اور میاں محمد نواز شریف کی صورت میں۔ اب یہ سکرپٹ جہاں بھی لکھا گیا ہو، یہ غیض و غضب ایک دوسرے پر دکھاتے ہیں، بڑھکیں لگاتے ہیں، اس کے بعد پیار محبت کی پینگیں بڑھاتے ہیں۔ اس طرف بھی جذبات ہیں اور اس طرف بھی جذبات ہیں۔ ہوش و خرد و عقل سے concrete step لینا ان دونوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ سو کروڑ عوام تماشائی ہیں، ان تماشائیوں کو یہ تماشہ دکھاتے رہو، تھوڑی دیر کو یہ تماشائی خوش ہو جائیں گے اور اس کے بعد جیسے ہی یہ پانی کے بلبلے جو کہ دیکھنے میں بہت حسین نظر آتے ہیں، ٹوٹیں گے اور پھر عوام اسی پرانی حالت پر واپس آجائیں گے۔ اب یہ جذباتی قیادت ان دونوں ملکوں پر مسلط ہے۔ جو کوئی rational فیصلے نہیں کر سکتی

it is a drama full of sound and theory which signifies nothing sir, but I am afraid history will not judge them for their abilities as actors. History will judge them

for their acumen as a statesman. As a statesman both of them have a responsibility to show, some visions and that vision should be focussed on the welfare of the people and on the long term interest of the region which I am afraid have been sadly ignored, when these two statesmen were negotiating in Lahore

ایک تاثر یہ دیا گیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اب مذاکرات و بات چیت کی بات کی ہے۔ میں اس تاثر کو رد کرنا چاہتا ہوں۔ جناب عالی! شہید ذوالفقار علی بھٹو جب وزیرخارجہ تھے تو ہندوستان سے شیخ عبداللہ کو رہا کرایا گیا اور شیخ عبداللہ یہاں تشریف لائے ۔ انہوں نے شہید ذوالفقار علی بھٹو سے بات چیت کی and it was very unfortunate, we had reached a definite moment in history which could turn around and Prime Minister Jawaharlal Nehru was showing his willingness to settle the Kashmir dispute and who stands by the promises that he had given to the world کہ پرائم منسٹر جواہرلال نہرو انتقال کر گئے اور شیخ عبداللہ کو اپنا دورہ نا مکمل چھوڑ کر انڈیا جانا پڑا۔ پھر تین rounds of talks ہوئے ہمارے فارن منسٹر ذوالفقار علی بھٹو (شہید) اور سورن سنگھ کے درمیان اور ان تین rounds کے اندر کشمیر پر بات ہوئی۔ اس کے بعد شملہ معاہدہ ہوا۔ یہاں بار بار کہا گیا ہے کہ شملہ معاہدے کے اندر our leader had a very weak end لیکن اس کے باوجود ایک concrete چیز نکلی شملہ معاہدے سے وہ یہ کہ نوے ہزار ہمارے فوجی رہا ہوئے ۔ پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ دشمن کی قید سے آزاد ہوا اور کشمیر پر یہ طے کیا گیا کہ کشمیر پر بات چیت کی جائے گی ۔ کشمیر کا فیصلہ جنگ سے نہیں بلکہ بات چیت سے حل ہو گا۔

جناب عالی! یہ اعتراض کیا سینیٹر اکرم ذکی نے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے بات چیت نہیں کی۔ میں مانتا ہوں کہ بات چیت نہیں کی۔ situation کیا تھی؛ situation یہ تھی کہ کراچی کے اندر جو صورت حال ہے ۔جس طریقے سے انڈیا بات کر رہا تھا کراچی کے لوگوں کے حق خود اختیاری کی ' the way Karachi had been made disputed, the way Mr. Tehwari came all the way to Karachi and told the Chief minister Abdullah Shah that we will teach you a lesson in Karachi. We had accepted that challenge ہم دنیا بھر کے

forums کے اوپر گئے اور ہم نے انہیں بتایا کہ نہیں کراچی کشمیر آپ equate نہیں کر سکتے۔ کراچی کے اندر امن و امان آپ کو بحال کرنا ہو گا۔ جناب negotiation ہمیشہ position of strength سے کرنی چاہیئے۔ Pakistan People's Party has never been afraid to negotiate but we have never negotiated with fear and in all over negotiations we have seen to it that some concrete outcome should be there اب اگر اس لحاظ سے آپ دیکھتے ہیں concrete outcome کے لحاظ سے تو چاہے وہ joint statement ہو ' وہ memorandum of understanding ہو یا وہ لاہور کا declaration ہو۔ ان تینوں کے اندر ابہام کا بہت بڑا عنصر پایا جاتا ہے۔ they are chracterized by their vagueness, they said nothing اور وہ یہ opportunity provide کر رہے ہیں کہ دونوں ملک ہندوستان بھی اور پاکستان بھی اپنی اپنی اس position پر واپس جا سکیں کہ جو پچاس سال سے انہوں نے hold کی ہوئی ہیں۔ یعنی اس کے اندر کوئی concrete چیز نہیں ہے۔ all these declarations are characterized by their vagueness اور vagueness سے کیا ہوتا ہے۔ vagueness سے جناب عالی! یہ ہوتا ہے کہ status quo برقرار رہتا ہے۔ Indian occupation Kashmir کا مسئلہ برقرار رہتا ہے اس کی وجہ سے۔ as you know sir, status quo always helps the incumbent اور یہ status quo change کرنا ' کشمیر کے عوام کی قربانیاں اس کے لئے ہیں۔ ایک طویل جدوجہد ہے۔ ہمارا ایک commitment ہے international اس کے اوپر کہ ہم اس status quo کو بدلیں گے۔ ہم اگر کسی معاہدے کے اندر ابہام کی گنجائش چھوڑتے ہیں تو ہم اس status quo کو permanent کرتے ہیں۔ اس status quo کو اور زیادہ مضبوط کرتے ہیں اور میرے خیال سے یہ ہوا ہے۔ بار بار کہا گیا کہ مسٹر واجپائی نے کشمیر کو متنازعہ علاقہ تسلیم کیا۔ جناب عالی! انڈیا ہمیشہ سے کشمیر کو متنازعہ علاقہ تسلیم کرتا ہے لیکن اس تنازعے کے اندر ان کا موقف ہمیشہ یہ رہا ہے کہ آزاد کشمیر کے اوپر پاکستان نے قبضہ کیا ہے۔ کیا انہوں نے یہ کہا ' اٹل بہاری واجپائی نے جو جواہرلال کہتے تھے کہ کشمیر کا فیصلہ کشمیر کے لوگوں کی مرضی کے مطابق ہو گا اور اگر یہ نہیں کہا انہوں نے اور وہ اسی بات کی کہ کشمیر متنازعہ ہے اور اس کی وہی تاویل پیش کر رہے ہیں کہ متنازعہ اس لئے ہے کہ پاکستان نے اس کے کچھ حصہ پر قبضہ کر رکھا ہے تو میرے خیال میں ہمیں اس پر بغلیں نہیں بجانی چاہیئں۔ ہندوستان اپنی اسی پرانی پوزیشن پر ہے۔

ہمارے بہت سے دوستوں نے اس بات وزیراعظم واجپائی کا شکریہ ادا کیا ہے اور اس بات کو achievement کہا کہ وزیراعظم واجپائی مینار پاکستان پر آئے ۔ انہوں نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ جناب عالی! کیا آپ کشمیر کے بعد پاکستان کو بھی متنازعہ بنانا چاہ رہے ہیں۔ Has it been a disputed territory for the last 50 years? No, sir, this is a country with international borders and in this day, it is impossible to alter the border of any country ہاں اندرونی کوئی conflict ہو' اس کی وجہ سے ملک ٹوٹتے ہیں' لیکن کسی بڑی سے بڑی طاقت کی بھی آج یہ مجال نہیں ہے کہ international borders کی sanctity کو violate کرے۔ International borders رہیں گے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے ۔ اس بات کو ہم repeat کر کے صرف اپنی جو national solidarity and national integrity ہے اس کو ہم question کر رہے ہیں۔

جناب عالی! تین بڑی چیزیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ہم پوری توجہ اس پر دلا رہے ہیں کہ یہ کشمیر میں focus آیا صرف اس وجہ سے کہ ہم نے ایٹمی دھماکہ کیا۔ we are depriving the people of Kashmir of the credit that they deserve for under taking the very struggle for the last 10 years atleast ہم جب بھی کشمیر کے لوگوں کی جدوجہد' کشمیر کے حقوق پر سے focus ہٹاتے ہیں' جب بھی spot light اس پر سے ہٹاتے ہیں تو ہم ان کے cause کو weak کرتے ہیں۔ بار بار یہ کہنا کہ ہم نے دھماکے کئے اور اس وجہ سے اس پر focus آیا' کیا جناب ہم تمام دنیا کو یہ پیغام دے رہے ہیں' کیا ہم دنیا سے یہ کہہ رہے ہیں کہ we have failed as a statesman ہم اپنے جھگڑوں کو خود حل نہیں کر سکتے اور اگر تم آ کر بیچ میں نہیں پڑو گے ' ہمارے جھگڑے حل نہیں کرو گے تو ہم اپنے کروڑوں عوام کو فنا کر دیں گے۔ کوئی اتنا بیوقوف نہیں ہو سکتا اور کسی قیادت کو ' چاہے وہ پاکستان کی ہو یا ہندوستان کی ہو' اس کو اس بات پر فخر نہیں کرنا چاہیئے کہ ہم نے اپنے کروڑوں عوام کو تباہ اور برباد کرنے کی اور ختم کرنے کی دھمکی دی' اس لئے کہ دنیا یا بالخصوص مغربی دنیا ہمارے تنازعات کو طے کرنے کے اندر interest نہیں لے رہی ہے۔

جناب عالی! میں کسی خفیہ clause کی طرف نہیں جاؤں گا ' حالانکہ کافی اشتباہ پیدا ہو رہا ہے کہ کچھ secret understanding ہوئی ہے۔ میں صرف ان چیزوں کی بات کروں گا کہ جو

سامنے ہیں۔ اس کے اندر مغربی دنیا کی ثالثی کی بات کی جا رہی ہے۔ کل بھی جناب شہباز شریف نے برطانیہ کو کہا ہے کہ برطانیہ اس مسئلے کو حل کرے، وہ یہ بھولتے ہیں کہ برطانیہ نے یہ مسئلہ کھڑا کیا ۔ It was basically the British Empire which left this problem unsolved اور اس کے اندر ان کے مشترکہ مفادات تھے، ہندوستان کے ساتھ مشترکہ مفادات تھے۔ ہم اگر یہ بات کہیں کہ مغربی دنیا کی طرف پھر سے ہم دیکھیں اور پھر ہم کہیں کہ وہ لوگ ہمارا یہ مسئلہ حل کریں گے تو یہ ایک بھول ہو گی۔ اس خطے کے اندر دوسری بھی طاقتیں ہیں، دوسرے بھی ممالک ہیں، وہ ممالک ہیں جو کشمیر کے عوام، کشمیر کے لوگوں کا حق خود اختیاری ہر حالت کے اندر بری سے بری condition کے اندر support کرتے رہے ہیں۔ ہمیں مغرب کی طرف دیکھنے کی بجائے ان ممالک کی طرف دیکھنا چاہیئے اور ہمیں وہ consensus پیدا کرنا چاہیئے۔

تیسری بڑی غلطی ہم نے جو کی وہ یہ کہ ہم نے disputed resolution کو مالی امداد کے ساتھ link کیا ہے کہ صاحب ٹھیک ہے، اب نہیں لڑتے یا یہ ایک پرانا جھگڑا ہے، اس کو ہم طے کر لیتے ہیں اور اب ہمیں اتنی aid مل جائے گی ۔ اسی طریقے سے مغربی طاقتیں بھی ہمیں اشارہ دے رہی ہیں کہ اگر تم اپنا جھگڑا طے کر لو تو ہم یہ aid دے دیتے ہیں ۔ وزیر اعظم صاحب نے بالخصوص کہا کہ ہم اپنے جھگڑے طے نہیں کر سکتے۔ انہوں نے طاس سندھ کے دریاؤں کے جھگڑے کی مثال دی اور کہا کہ وہ مسئلہ بھی ورلڈ بنک نے اور امریکہ نے طے کرایا تھا۔ جناب وہ طے کرایا تھا، میں سلام کرتا ہوں وزیراعظم سہروردی کو، وزیراعظم سہروردی کے لئے ہر قسم کی باتیں کہی گئی ہیں کیونکہ ان کا تعلق بنگال سے تھا، وزیراعظم سہروردی نے stand لیا، وزیراعظم سہروردی نے دولت مشترکہ کانفرنس کے اندر، وزیراعظم سہروردی نے International Court of Justice کے اندر یہ stand لیا کہ کسی بھی ملک کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جو تعمیر شدہ منصوبے ہیں، جس طرح سے راوی اور ستلج پر ہمارے تعمیر شدہ منصوبے تھے، ان کے پانی کی supply کم کی جائے اور روکی جائے، جتنا بھی excess water ہے وہ اس وقت determine ہو گا کہ جس وقت جو down stream منصوبے ہیں ستلج اور راوی کے اوپر ان کے پانی کی سپلائی جب دے دی جائے گی ۔ Prime Minister Soharwardi took a firm stand and it was principled stand and he convinced the world on this. اس کے بعد یہ مغرب کے لوگ آتے ہیں، ورلڈ بنک کی امداد آتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپ لنک کینالز بنا لیں، آپ نئے ورکس بنالیں، آپ

مغربی دریاؤں کا پانی مشرقی دریا کے اندر سے جائیں اور اس کے بعد .we continue to suffer

Sir, whenever we establish our link between financial aid and the resolution of dispute, ہم مظلوموں کی حق تلفی کر رہے ہوتے ہیں اور آج بھی اگر کشمیر کے اندر ہم وہی غلطی کریں گے کہ فنانشل امداد کو لنک کریں گے dispute resolution کے ساتھ تو ہم کشمیر کے مظلوموں کے ساتھ زیادتی کریں گے۔

آخر میں چند تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ میں استدعا کروں گا کہ نہ صرف حکومت کے بنچ بلکہ کچھ آفیشلز اگر وزارت خارجہ کے بیٹھے ہوں تو وہ بھی ان کو نوٹ کریں۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ایک پچاس سال پرانا جھگڑا ہے اور پچاس سال پرانے جھگڑے کا فیصلہ پانچ دن یا پانچ ماہ میں نہیں ہو سکتا لیکن جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا کہ ہمیں کچھ concrete steps لینے چاہئیں۔ ہمیں دکھانا چاہیے کہ کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ پہلی پیش رفت جو ہمیں اس سلسلے میں کرنی چاہیے وہ یہ ہے کہ سب کو اس بات پر مجبور کرنا چاہیے اور انڈیا کو اس بات پر مجبور کرنا چاہیے اور ہمیں انڈیا کے ساتھ تمام معاہدوں میں اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ مقبوضہ کشمیر کے اندر international media, International Human Rights Organization کو پوری طرح کام کرنے کی آزادی حاصل ہو گی۔ وہ رپورٹ کریں گے کہ وہاں کے لوگوں پر کس قسم کی زیادتی ہو رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر اس وقت وہ علاقہ ہے جہاں troops کی concentration دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ ہمیں demand کرنا چاہیے کہ مقبوضہ کشمیر کے اندر ہندوستان اپنی فوجوں کی تعداد کم کرے۔ ہوا یہ ہے لاہور declaration میں کہ مقبوضہ کشمیر کے اندر ہندوستان نے اپنی فوجیں زیادہ کی ہیں اور میں گزارش کروں گا اپوزیشن اور گورنمنٹ کے ممبران سے کہ اس بارے میں دنیا کے سامنے بھرپور احتجاج کرنا چاہیے کہ جو direction ہم سوچ رہے تھے کہ یہاں فوجوں کی تعداد کم ہوگی that direction has been completely reversed and now the concentration of forces in occupied Kashmir has gone up.

تیسری چیز یہ ہے جناب کہ علاقے میں tension کو کم تر ہونا چاہئیے۔ دونوں ملکوں کو یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ علاقے میں tension کم ہو۔ اس سلسلے میں بھی ہمیں بھرپور احتجاج کرنا چاہیے کہ ایک طرف ہم نے وزیر اعظم واجپائی کو عزت دی، ہم نے ان کو receive کیا۔ اب

تک ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بہت بڑی development ہے ' دوسری طرف پوکھران میں ان کی سب سے بڑی فضائی مشقیں ہو رہی ہیں۔ یہ فضائی مشقیں جس میں سو سے زیادہ جدید ایئرکرافٹ حصہ لے رہے ہیں ،جس میں گراؤنڈ فورسز بھی حصہ لے رہی ہیں ' یہ ہمارے بارڈر پر ہو رہی ہیں اور اس سے علاقے کے اندر tension کم ہونے کی بجائے اور زیادہ بڑھتی ہے۔

جناب شاید یہ ہمارے لیے ممکن نہ ہو کہ ہم bilaterally کچھ issues کو settle کریں۔

اس کے لیے multilateral and regional forums موجود ہیں'

SAARC forum is there which can be utilized and on the SAARC forum we should move and I am saying that with some confidence and some background, we should move that the countries of the region should apply freeze to their military budget and in subsequent years they should bring down their military budget by certain percentage every year and whatever is saved through this reduction in military budget should be spent on the elimination of poverty in the region.

کیونکہ دنیا کے چالیس فیصد غریب لوگ جو خط افلاس سے نیچے رہتے ہیں وہ اس علاقے کے اندر رہتے ہیں۔

میں عرض کرتا ہوں کہ bilateral ہم اور انڈیا شاید یہ فیصلہ نہ کر سکیں لیکن ایک regional basis پر ' ایک multilateral basis پر ہم یہ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ جو ہوا ہے یہ ہوا ہے کہ ہم اپنا ملٹری بجٹ کم کر رہے ہیں جبکہ انڈیا اپنا ملٹری بجٹ گیارہ فیصد بڑھا رہا ہے۔

Is this that outcome that we were looking forward after the Lahore declaration? Sir, this is completely the opposite of what people of Pakistan and people of India expected.

آخیر میں یہ کہوں گا کہ کوئی بھی فیصلہ ہو وہ اہل کشمیر کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ آپ ان کے representatives ہمیں اس کے اندر شامل کرنا ہے اور پھر میں جو ہم بنیادی غلطی کر رہے ہیں وہ یہ کہ focus اور spot light کشمیریوں کے حقوق اور کشمیریوں کی جنگ آزادی پر رکھنے کے بجائے ہم اپنے کسی بٹن دبانے پر رکھ رہے ہیں کہ ہم نے بٹن دبایا اور اپنے چھ nuclear

weapons جوکہ تیار تھے ہمارے آرٹسن بال کے اندر ان کو ہم نے ضائع کر دیا۔ یہ بات نہیں ہے ہمیں focus کشمیریوں پر رکھنا ہے، ہمیں All Parties Hurriat Conference کو یہ demand کرنی ہے کہ All Parties Hurriat Conference ہر negotiation کے اندر شامل ہو بالکل جس طریقے سے Plestenian Liberation Organization ہر negotiation کے اندر شامل they should be recognized the representative of the people of Kashmir. The line of control sir, should be for fit ,the West wants کہ یہ line of control جو ہے یہ international border ہو جائے۔ ہم اس تقسیم کو تسلیم نہیں کرتے۔ West نے ویت نام کے اندر بھی یہ کیا نارتھ ویت نام اور ساؤتھ ویت نام بنا ہے۔ West نے Korea کے اندر بھی یہ کیا کہ North Korea, اور South Korea بنائیں۔ West نے یہاں بھی یہ کیا ہے کہ ایک Line of Control بنا رکھی ہے اور ہندوستان کی اور West کی یہ پوری کوشش ہے کہ اس کو international border کی شکل دی جائے۔ sir, we must demand that line of control should be opened for Kashmiries دونوں حصوں کے کشمیری ایک دوسرے کے علاقے میں جانے کے لئے آزاد ہوں کیونکہ جس وقت جرمنی کو متحد کرنا تھا تو West نے جو Berlin Wall تھی اس کو تسلیم نہیں کیا تھا اور Berlin کے لوگوں کو اور Germany کے لوگوں کو یہ اجازت ملی تھی کہ وہ ایک طرف سے دوسری طرف آ سکیں۔ جب بھی ہمیں اتحاد کرنا ہوتا ہے تو ان خطوں کو ہمیں مٹانا ہوتا ہے۔ جب بھی ہمیں توڑنا ہوتا ہے تو ان خطوں ہم اور زیادہ مستحکم کرتے ہیں۔ میں جناب عالی! اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں، آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہ history and the decisions of history and in the ultimate analyses, it will their rihts, it will be their struggle, and usual the people of Kashmir they shall prevail and trying.

Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Thank you.

مشاہد صاحب اس کو wind up کریں گے۔

جناب مشاہد حسین۔ میں دو بنیادی باتوں پر focus کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ پہلے کیا تھا what has changed کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بات کرتے ہیں، ہم پاکستان کی

بات کرتے ہیں یا Prime Minister نواز شریف کی قومی پالیسی کی کامیابی کی بات کرتے ہیں، کیا تبدیلی آئی ہے، پاکستان کےخوالے سے ' علاقے کے حوالے، کشمیر کے حوالے سے، کیا تھا اور کیا ہے ' what was there, what is now ایک تو وہ اور دوسرا Prime Minister Vajpayee visit سے پاکستان کو ٹھوس طریقے سے کیا فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ At the out said that دو چیزیں clear کرنا چاہتا ہوں جس کا ذکر کیا گیا۔ ایک تو جو بات کی گئی کہ اعتماد میں نہیں لیا گیا اور دوسری ابھی جو سینیٹر تاج حیدر صاحب نے بات کی وہ میں clerify کرنا چاہتا ہوں initially ہم کشمیر کو link نہ کریں۔

جہاں تک اعتماد میں لینے کا تعلق ہے میرے خیال میں جتنا تفصیلی discussion dialogue Prime Minister نواز شریف نے خود اپنے رفقاء کار کے ساتھ مل کے کشمیری قیادت کے ساتھ کیا ہے، میرے خیال میں ماضی میں کسی لیڈر نے اتنی تفصیلی گفتگو کی ہے کہ All Parties Hurriat Conference کا پورا delegation اور اس meeting میں راجہ ظفر الحق صاحب خود بھی موجود تھے اور لوگ بھی موجود تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ جماعت اسلامی، پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم کانفرنس کشمیر کی ساری قیادت موجود تھی and it was detaild two and half an hour meeting۔ اس میں کھل کے ٹکا' completely بات ہوئی، کوئی لگی چھپی بات نہیں تھی، سب نے بات کی کہ کیا آپ کے خدشات ہیں، کیا آپ کے اندیشے ہیں، کیا آپ کے اعتراضات ہیں اور یہ واجپائی صاحب کے آنے پہلے ہوئی۔ So, there was complete taken into confidence of the leadership of the people of Kashmir both in Azad Kashmir جو پاکستان کے ساتھ، ہمارے ساتھ ہیں and occupied Kashmir تو یہ بنیادی جو ہے ناں اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اعتماد اتنا کھل کبھی لیا ہی نہیں گیا۔ اس All Parties Huriat Conference کی مکمل قیادت تھی اور جماعت اسلامی کی قیادت، پیپلز پارٹی کی قیادت تھی اور ساری قیادت موجود تھی۔ So, میں نے کہا کہ پہلی بات میں یہ clear کر لوں facts کے اوپر۔

دوسری بات clerification کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ یہ پاکستان کو نہیں چاہئیے کہ اپنا کشمیر پر موقف کسی financial add سے link کرے۔ میں ذرا clerify کرنا چاہتا ہوں یہ بات ہوتی تو ہم دھماکہ ہی نہ کرتے۔ تین بلین، چار بلین، پانچ بلین ڈالر تک آپ کو offer کئے گئے اور وہ بھی کسی عام نتھو خیرے نے نہیں، امریکہ کے صدر نے پانچ فون کالز میں پاکستان

کے وزیر اعظم کو offer کئے کہ جناب اتنا لے لیں یہ کام نہ کریں۔

جناب تاج حیدر۔ کتنے ڈالر offer کئے گئے۔

جناب مشاہد حسین۔ between 3 to 5 billion dollars یہ figure پہلے آ چکی ہے۔ یہ offer ہوئی تھی کہ دھماکہ نہ کریں تو یہ جو موقف ہے کہ پیسے کی خاطر یہ درست نہیں ہے۔ ہماری سیاست کی بنیاد پیسے پر نہیں ہے۔ ہماری سیاست اصولوں کی بنیاد پر ہے اور ان اصولوں کی بنیاد عوامی امنگیں اور قومی مفاد ہے۔ The aspirations of the people of Pakistan and the national interest۔ اگر ہمیں پیسے کو measure کرنا ہوتا تو سودا ہو چکا ہوتا۔ یہ بنیادی بات ہے۔ and this is a matter of record.

اب میں کہنا چاہتا ہوں کہ کیا حالات تھے let me take you back to May 1989 کیونکہ Honourable Leader of the Opposition, who is present here, who is an old friend of mine, a distinguished Senator, a Barrister-- انہوں نے 1989 کا بھی ذکر کیا تھا راجیو گاندھی کی visit کا، وہ بھی میں briefly بتانا چاہوں گا۔ کشمیر کے مسئلے پر ہندوستان کے رویے میں تبدیلی آئی ہے جو بین الاقوامی طور پر اجاگر کیا گیا ہے اور پاکستان کے اپنے وقار اہمیت اور حیثیت میں جو تبدیلی آئی ہے یہ ایک qualitative تبدیلی ہے۔ 1989 میں بھی Indian Prime Minister پاکستان آیا تھا۔ اس سے بھی پریس کانفرنس میں 16th July 1989 کو سوال پوچھا گیا تھا، اس وقت میں بھی اس پریس کانفرنس میں موجود تھا جو سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں ہوئی تھی۔ راجہ صاحب کی آج کل منسٹری ہے، اس میں کشمیر کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ He dismissed it out of hand. کشمیر کا کیا مسئلہ ہے Only issue is Azad Kashmir غیر ملکی صحافی نے یہ سوال پوچھا تھا۔ وہی سوال اب اٹل بہاری واجپائی سے پوچھا گیا تھا، نسیم زہرہ نے پوچھا تھا internationally televise کیا تھا۔ واجپائی نے کہا کہ ہاں مسئلہ ہے، ہم accept کرتے ہیں اور ہم اس مسئلے کا حل ڈھونڈ رہے ہیں۔ انہوں نے وہ جواب نہیں دیا جو راجیو گاندھی نے دیا۔ So there is a qualitative change . May 1998 کی بات ہے 19th May 1998 کو آپ کو ایڈوانی نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا تھا جناب آزاد کشمیر vacate کریں ورنہ آپ کی چھٹی ہو جائے گی۔ threat کر رہا تھا۔ اب ان کے لب و لہجے میں تبدیلی آئی ہے، ان کے

روپے میں تبدیلی ہے ' ان کے موقف میں تبدیلی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ پاکستان کی بڑی کامیابی ہے اور تاج حیدر صاحب صحیح کہتے ہیں کہ اس کامیابی کا credit should go to the people of occupied Kashmir who have been engaged in a populous, spontaneous, widespread and indigenous struggle for national liberation with the full moral and political support of Pakistan تو یہ ایک بنیادی بات ہے ۔ ہم نے جو ایک اصولی موقف اختیار کیا اس کے ذریعے پاکستان ایک ایٹمی طاقت بنا۔ اس کا ایک result دیکھ لیا ۔ ایک تبدیلی ہندوستان کے روپے ' موقف اور لہجے میں ہے ۔ 1989 میں رویہ تھا وزیراعظم کا ' 1998 میں ان کا ایک رویہ تھا اب ادھر آ کر جو رویہ ہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس طریقے سے Kashmir issue internationalize ہوا ہے ۔ Kashmiri struggle 50 years سے چل رہی تھی' پھر 9 سالوں سے armed struggle پہ چل رہی ہے۔ اس کو جو internationalize کیا ہے ایک حکمت عملی کے تحت ' ایک strategy کے تحت ' ایک پالیسی کے تحت under the direction of the Prime Minister وہ پاکستان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ all international fora اور وہاں بھی جہاں کبھی نہیں ہوا تھا UN Security Council نے 25 سال کے بعد پہلی دفعہ 6th June 1988 کو قرارداد پاس کی Resolution No.1172 جس میں کہا کہ اس مسئلے کا تعلق علاقائی امن سلامتی اور استحکام سے ہے۔

That the Kashmir issue has an inexplicable linkage with the issue of peace, security and stability and it should be resolved. UN Security Council unanimous resolution , June 1998. Nelsan Mandela, Chairman of the Non-Aligned Movement

جو کہتے تھے کہ یہ تو ہندوستان کی movement ہے۔ یہ ان کی جیب میں ہے غیرجانبدار تحریک' وہاں پہلی دفعہ 31st August 1998 کو The Chairman of the Non-Aligned Movement says that this is an international question. It needs to be resolved and the international community particularly, the Non-Aligned Movement نے کہا کہ اس مسئلے کا حل ہونا چاہیئے اور اس سے بڑا جو لوگ کہتے ہیں کہ جی God father امریکہ بہادر' جب

وزیر اعظم نواز شریف امریکہ گئے اور لوگوں نے کہا تھا کہ آپ دھماکہ کریں گے، آپ اڑ جائیں گے ، دھماکہ کریں گے تو آپ کی چھٹی ہو جائے گی ، دھماکہ کریں گے تو آپ isolate ہو جائیں گے ۔ دھماکہ کریں گے تو آپ کی ڈالر کی قیمت سو روپیہ ہو جائے گی ، دھماکہ کریں گے تو آپ کی sanctions اور سخت ہو جائیں گی ۔ ہم نے دھماکہ بھی کیا ، اصولی موقف بھی اختیار کیا ،عوامی امنگوں کی ترجمانی بھی کی اور اپنا موقف کشمیر پر اور باہمی مسئلوں پر امریکہ سے بھی منوایا۔ sanctions بھی lift ہوئیں ۔ F-16 کے پیسے بھی ملے۔

جناب مشاہد حسین: ایف سولہ کے پیسے بھی ملے اور پاکستان اور ہندوستان کو برابری کا مقام بھی ملا۔ جو ایک نئی بات ہے۔ ۴ دسمبر ۱۹۹۸ کو کلنٹن نے وائٹ ہاؤس میں کیا کہا after meeting the Prime Minister, the issue of Kashmir should be resolved in accordance with the aspirations of the people. مسئلہ کشمیر کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق حل ہونا چاہئے اور ۱۱ دسمبر کو ان کے نائب وزیر خارجہ نے کہا پریس بریفنگ میں جو پاکستان میں چھپی بھی کہ ہندوستان کے مظالم کشمیری عوام پر وہ بند ہونے چاہیں۔ Indian atrocities must stop on the people of Kashmir. یہ ایک اس کے علاوہ P5 ہوں جو permanent five members ہیں UN Security Council کے، دوسرے لوگ ہوں سب نے G8 پر فوکس کیا۔ تو کشمیری ایشو کو جس طریقے سی ہم نے internationalise کیا and I think the credit goes to the people of Kashmir and the Government of Pakistan particularly Prime Minister Nawaz Sharif. So, Indian attitude 1989 میں کیا تھا ۱۹۹۸ میں کیا تھا اور اب کیا ہے۔ Secondly issue of Kashmir اور thirdly جو پاکستان کی اپنی ایک حیثیت ہے ، اپنا وقار ہے۔ because ہمارے ہاں ایک ، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری especially جو drawing room classes ہیں ۔ جن لوگوں کو state of Pakistan سے فائدہ پہنچا ہے۔ان کا میں کہتا ہوں they are the cribbing club بہت کھایا مگر گالی دیتے رہتے ہیں۔ دو جوتے پاکستان کو ضرور مارنے ہوتے ہیں انہیں۔ او جی پاکستان کو کوئی پوچھتا نہیں ، پاکستان کی کوئی حثیت نہیں ۔پاکستان کا جو نیا مقام بنا ہے۔ جو اپنے ان کے complexes ہیں وہ ملک پہ ڈالتے ہیں۔ we went to America جو اہمیت دی پاکستان کو ۔ September 1998 میں Prime Minister Nawaz Sahrif goes to America, Clinton only meets three heads of Government,

Toni Blair the Prime Minister of Japan Jafa Kuna, and Prime Minister Nawaz Sharif. Then he goes again کہا گیا جی وہ. ٹائم نہیں ہے نوازشریف کو ملنے کے لئے کلنٹن کے پاس۔ ڈھائی گھنٹے کی ان کی ملاقات ہوتی ہے ۔ کھل کے باتیں ہوتی ہیں۔ عمان ہم جاتے ہیں سات فروری کو he sees some Pakistanis, he says, Is Prime Minister Sharif here, پہنچے ground floor سے وہ اوپر جاتا ہے۔ کہ I want to see Mr. Nawaz Sharif, look him out یہ بات ہے جناب۔

ایک زمانہ تھا کہ آپ کے صدر ڈھونڈ رہے ہیں کہ پانچ منٹ کے لئے صرف photo opportunity مل جائے۔ 1994 میں لغاری کا جو حال ہوا۔ انہوں نے کہا میرے پاس ٹائم نہیں ہے I am so sorry, I am very busy, یہ فرق پڑا ہے۔ اس لئے یہ جو بات کرتے ہیں کہ جی، شہبازشریف والی بات بھی، بھائی شہبازشریف کو خود جو اعتزاز صاحب نے پڑھا۔ وہ تو national security advisor Sandy Burger نے خود ان سے وقت مانگا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں ۔ یہ پاکستان کی اہمیت ہے ۔ پاکستان کی نئی حیثیت ہے۔ پاکستان کا نیا وقار ہے۔ we are among this list of seven states اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہوا ۔ we went for the World Bank Conference جس اخبار کو انہوں نے کوٹ کیا ہے اس میں یہ بھی ذکر ہے World Bank Conference کے لئے گئے ۔ اس میں انہوں نے امریکہ کے جو highest official نے وقت مانگا تو انہوں نے وقت دے دیا۔ اس میں کیا ہو گیا جی کہ وہ یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں - یہ نئی چیزیں ہیں - we have changed the rules of the games for Pakistan اب اس حوالے سے دیکھیں پاکستان کی ایک نئی اہمیت اجاگر ہوئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے بڑا کرم ہے کہ ہمارے ملک ، ہمارے عوام ، ہماری حکومت کو اور ہمارے وزیراعظم کی اتنی پزیرائی ہوئی۔ یہ پاکستان کی عزت بڑی ہے۔ مسلمانوں کا وقار بلند ہوا ہے۔لوگ اس چیز سے خوش ہوتے ہیں۔

Coming of Vajpayee میں سمجھتا ہوں تین بڑی important چیزیں ہیں اس کے اندر ۔ ایک تو خود جو انڈین journalists نے تسلیم کیا ہے کہ واجپائی نے خود کہا before coming to Pakistan کہ میں پاکستان جا رہا ہوں وزیر اعظم نوازشریف سے مسئلہ کشمیر discuss کرنے اور formulation میں clearly کہا گیا اور یہ جو بات کر رہے ہیں technically, let us

be very clear اس میں کوئی اٹوٹ انگ کی بات نہیں۔ کوئی آزاد کشمیر کی بات نہیں کہ آزاد کشمیر خالی کر دو۔ مسئلہ کشمیر جس میں شیکر گپتہ جو ایڈیٹر ہیں Indian Express میں انہوں نے پاکستان ٹیلی ویژن پر تسلیم کیا اور اپنے article میں تسلیم کیا کہ واجپائی ہندوستان کے پہلے وزیراعظم ہیں پچھلے ستائیس برس میں جنہوں نے accept کیا ہے کہ کشمیر ایک متنازعہ مسئلہ ہے جو مذاکرات کے ذریعے حل ہونا چاہیے۔ Kashmir is disputed, which should be resolved through negotiations ہمارا موقف' ہمارا محور' ہماری بنیاد انڈیا پالیسی کی ایک ہے the issue of Kashmir starting point ہے۔ ending point ہے issue of Kashmir ۔ گجرال سے بھی ہم نے یہی بات کی تھی۔ وہ خود بھاگ گیا بعد میں۔ پرابلم ہوا۔ ہم نے کہا this should be a starting point اس negotiations میں بھی بنیاد ہم نے کشمیر رکھی اور ہمارے موقف کو ہندوستان نے تسلیم کیا۔ ہندوستان کے پرائم منسٹر نے تسلیم کیا اور ہندوستان کی پریس نے تسلیم کیا۔ یہ میں سمجھتا ہوں پاکستان کے لئے اور مسئلہ کشمیر کے لئے بڑی فتح ہے کہ اب وہ بات کرتے ہیں across the table because we all accept there is no other possibility other than peaceful negotiations to settle the conflict اور وہی ہم نے بنیاد رکھی ہے۔ so پہلا جو پاکستان کا دیرینہ اور اصولی موقف تھا کشمیر کے مسئلے کے حوالے سے۔ یہ ایک مسئلہ ہے across the table,because we all accept , there is no other possibility other than peaceful negotiations to settle the conflict اور وہی ہم نے بنیاد رکھی ہے۔ پہلا دیرینہ اور اصولی جو موقف تھا کشمیر کے مسئلے کے حوالے سے کہ یہ ایک مسئلہ ہے۔ ہندوستان نے وہ موقف پاکستان کا تسلیم کیا ہے اور اس حوالے سے ہم سے براہ راست مذاکرات کئے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہندوستان پاکستان پر جارحیت کرنے والا ہے۔ ہندوستان کا attack eminent ہے۔ خاص طور پر مئی 1998ء میں 'اب کیا بنے گا پاکستان کا' اب تو امریکہ بھی خلاف ہوگیا۔ وہ جارحیت کا خطرہ بھی ٹل گیا۔ after the Nuclear test,we have got a new status اور یہ جو واجپائی کا visit علاقائی امن کے لئے یہ بہت اچھا visit رہا ہے کیونکہ اب مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ ہندوستان کا جارحانہ لہجہ بھی تبدیل ہوگیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی جارحیت کرنے کے جو خدشات تھے وہ کافی حد تک دور ہو گئے ہیں۔ اگر یہ

امن کی فتح ہے، علاقے کے امن کے لئے بہتر ہے تو اس سے پاکستان اور ہندوستان دونوں کا image بہتر ہوا ہے ۔ دو responsible Nuclear arms neighbours ہیں جو گفتگو کرسکتے ہیں۔ پہلے لوگ کیا کہتے تھے، جناب یہ گوروں کے پاس ایٹم بم ہونا چاہیئے ۔ کالے سنبھال نہیں سکتے۔ کالے جذباتی ہیں ہر بات پر لڑ پڑتے ہیں۔ یہ تو بات ہی نہیں کرتے۔ کالوں کو بم نہ دیں ۔ آپ کو پتہ ہے کہ ساؤتھ افریقہ میں کیا تھا ۔ white minority regime had the Bomb till ,1989 اور 1990، میں جب منڈیلا نے آنا تھا تو انہوں بم اڑا دیا ۔ they made it کہ de nuclearise کریں ۔ یہ ریکارڈ پر ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ کالوں کو بم نہ دیں یہ unsafe ہے ۔

یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تھرڈ ورلڈ کے حوالے سے، مسلمان کے حوالے سے، ترقی پذیر ممالک کے حوالے سے it is a very positive thing that we have acted as a mature responsible people ایک statesman کا image ابھرا ہے ۔ اگر وزیر اعظم نواز شریف صاحب کو اس کا benefit ملا ہے his image means the image of the country and its good for the country تو یہ دوسری strong بات ہے ۔ that it has been a plus for peace , stability and equality between India and Pakistan,and third aspect اب میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں یہ بڑی important بات ہے، وہ بلور صاحب اور دوسروں نے بھی بات کی وہ perceptions almost equal to realities ہیں اور وہ بھی perceptions جہاں اتنی تاریخ ہو، اتنا بڑا واقعہ ہوا ہو 1947 کا the partition the independence , 10 Billion people were refugees, one million were killed on both sides تو اس حوالے سے بی جے پی کے وزیر اعظم جو ایک ہندو نیشنل پارٹی ہے ۔ Hindu fundamentalist Party ہے ۔ اس کے وزیر اعظم کا پہلے آپ کے والد محترم علامہ اقبال کے مزار پر جانا، who is the spiritual father of Pakistan وہاں جاکر میں ساتھ تھا I was the Minister in waiting ادھر جاکر انہوں نے wreath pay کیا، ایک respect pay کیا ۔ it is a matter of great pride وہ منتیں کرتے تھے cold war میں کہ جناب اگر امریکن صدر نے آنا ہے تو پہلے لینن کے پاس جائے۔ symbolism is very important in International Politics یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ علامہ اقبال کے مزار پر حاضری دی ۔ عزت سے ان کا ذکر کیا اور پھر مینار پاکستان after all for us ہماری بنیاد کیا ہے Muslim Nationalism کی، جو ہماری struggle تھی 23rd march 1940 جس تحریک

کو دل سے تسلیم نہیں کیا تھا (پنجابی ٹیڈو نہیں منیا سی) اس کو جا کر وہاں پہنچانا ، وہاں تسلیم
کروانا ، اور وہاں visitor's book میں لکھنا a strong stable and secure Pakistan is in the
interest of India میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کیا مسئلہ ہوا کسی کو کیا تکلیف ہوئی اگر یہ نظریہ
پاکستان کی فتح نہیں تو پھر کس کی فتح ہے ؟ جس چیز کے لئے ہم مسلمان لڑتے رہے اور وہ
صدیوں oppose کرتے رہے ، اور یہ accept کرنا ، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں کوئی سرٹیفکیٹ یا کسی
کی مہر چاہیئے تھی we don't need any certificate from anybody because weourselves
are a psychological secure now mostly after we have become a Nuclear power
ہمیں کوئی complex نہیں - but this is a matter of record,and symbolism does make an
important difference تو یہ جو بنیادی طور پر ہماری حکومت کا summing up ہے Kshmir
issue plus for peace status of equality between India and Pakistan ورنہ کیا تھا جی
1987ء میں جنرل ضیاء الحق صاحب انڈیا گئے تھے تو لوگ کہتے تھے یہ Master stroke of
diplomacy کہ ضیاء صاحب ادھر پہنچ گئے ہیں اور جنگ رکوا دی ہے - اب traffic reverse
ہوگئی ہے the Indian Prime Minister is coming to Pakistan to discuss kashmir , to
pay homage to Allama Iqbal , to praise the success of the Pakistan Moment at
Minar-e-Pakistan یہ Role reversal ہوا ہے، ٹریفک reverse ہوئی ہے - وہ زمانہ نہیں کہ راجیو
گاندھی سے سوال پوچھتے ہیں کشمیر کا تو وہ حقارت سے جواب دیتا ہے اور کوئی اور بولنے والا
نہیں - یہ Things have changed, its is a new Pakistan, a new image for Pakistan ایک
نیا وقار بنا ہے اور یہ NOC کی جو سیاست ہے ہم نے ختم کر دی ہے کہ پوچھ لو جی امریکن سفیر
سے کہ صاحب بہادر ناراض تو نہیں ہوں گے کہ کیا کرنا ہے - کیا فیصلے کرنے ہیں - وہ زمانے
گئے - اب کوئی script نہیں لکھتا - اب یہ تاج حیدر صاحب کہتے ہیں کہ script پتا نہیں کس نے
تیار کئے ہیں - وہ script کے زمانے چلے گئے اب Producers and Directors سارے پاکستان میں
بیٹھے ہیں We write the script. We direct the movie, we make the production and
we get the results, not anybody else. اگر کسی اور کا NOC کا ہوتا تو Then we would
not have gone for the nuclear option. پھر ہم کہہ لیتے جناب اسی تنخواہ پر کام کریں گے جو
آپ کا حکم ہے- تین چار بلین ڈالر دے دیں ہم بڑے خوش ہیں - "غوری" کا فیصلہ ہم نے خود کیا

6th of April, it was the independent decision کو We went to through with it

لوگوں نے کہا یہ ہو جائے گا ، وہ ہو جائے گا ، کوئی پرواہ نہیں کی نیوکلیئر بم کا فیصلہ ہم نے خود

کیا national interest میں فرق یہ ہے کہ There is a new leadership which is reflecting

the new realities of Pakistan in the region اور وہ یہ ہے کہ Pakistan is finally come

of age as a sovereign Muslim state which can stand on its own feet, which can

look its neighbour in the eyes and talk on issues starting from Kaslunir یہ تبدیلی

ہے made in Pakistan leadership no NOC from any body and focusing on issues.

اس حوالے سے ہم چاہتے ہیں and we are very happy میں سمجھتا ہوں اور اس میں ،میں تائید

کروں گا لیڈر آف دی اپوزیشن کی، اعتزاز احسن صاحب کی کہ انہو ں نے واقعی جو اپوزیشن ہے

انہوں نے وہ opposition for the sake of opposition نہیں کی unlike جماعت اسلامی جو کام

کیا، انہوں نے جنہوں نےمنافقت کی ہے (میں کہوں گا) کہ اب جس طریقے سے انہوں نے

پاکستان کا وقار ہے اس کو پامال کیا مسلمان ایمبیسیڈرز کی کاروں کے شیشے توڑے، ترکی اورفلسطین

کے ۔جب افغان جہاد تھا تو اس وقت تو امریکن پیسہ جائز تھا ۔اس وقت امریکن کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

وہ امریکن ڈالر سے بھی جہاد لڑتے رہے اور ماضی میں تو کشمیر جہاد کو انہوں نے حرام کہہ دیا ۔

اب جب یہ وقت آیا کہ پاکستان کے لئے ایک positive بات ہوئی تو انہوں نے شروع کر دی اس

قسم کی چیز ۔ اب فوجیوں کو خط لکھتے ہیں وہی پارٹی جو کہتی ہے الجیریا میں فوج کیوں آتی ہے کہ

سیاسی عمل کو ختم کرنے کے لئے کہ فوج کا کیا تعلق ہے سیاسی عمل چلنے نہیں دے رہی ہے

الجیریا میں، پاکستان میں بھی سیاسی عمل چل رہا ہے ۔عوام کے ووٹ لے کر ایک پارٹی آئی ہے ۔

اس کو تو آج خط لکھتے ہیں۔ دن رات آرمی چیف کو کہ یہ کریں بچائیں ہمیں ۔ تو یہ دہرے معیار

نہیں ہونے چاہئیں ۔یہ منافقت نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ اسلام کو damage کرنے کی کوشش نہیں

ہونی چاہیئے under the name of Islam. I give full marks to the Opposition, to Mr.

Aitzaz Ahsan and to the people sitting there انہوں نے national interest کی بات کی

ہے ۔ہم بھی defend national interest کر رہے ہیں۔ اگر پاکستان مضبوط ہو گا، پاکستان کا کاز

آگے بڑھے گا تو اس کا فائدہ علاقے کے لوگوں کو ہو گا اور اس پورے 1.2 billion لوگوں کو

ہوگا ۔ ہم نے جو بنیاد رکھی ہے ،یہ آپ نے تاج حیدر صاحب نے بڑی positive suggesions

دی ہیں- ہم اسی بات پہ کہہ رہے ہیں- میر واعظ کو انہوں نے کہا ہم حج نہیں کرنے دیں گے -

he مطلب ہے We took a stand on that. We forced them to reverse that decision. I went to Delhi اور ایشو بھی ہوتے ہیں and her mother were allowed to go for Hajj. میں نے پہلی بات کی کہ I want to have a meeting of the APHC Leader ship سری نگر سے وہ مجھے ملنے آیا three hours with them, comprhensive meetings تو یہی بات ہے اور we want to take everybody with us because these are the issues of the national interest. So, I am very grateful to Mr.Chairman for the patience of everybody .

Mr. Presiding officer: I think now I will read the order it is left by the Chairman.

This is in exercise of the powers conferred by Clause (3) of Article 54 read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on Tuesday the 9th of March 1999.

Sd/-

(Wasim Sajjad)

Chairman

[The House was prorogued sine die.]